نعت گویانِ غیر مسلم

(غیر مسلم نا عتین کا منظوم تذکرہ)

پروفیسر طرزیؔ

نعت گویانِ غیر مسلم

(غیر مسلم نا عتین کا منظوم تذکرہ)

پروفیسر طرزیؔ

Naat Goyan-e-Ghair Muslim

By

Prof. Abdul Mannan Tarzi

Year of Publication: 2018

Price:-Rs. 300/-

محکمہ راج بھاشا، حکومت بہار کے جزوی تعاون سے

اس کتاب کی طباعت ہوئی ہے۔

نام کتاب :نعت گویانِ غیر مسلم

تالیف :پروفیسر عبدالمنان طرزیؔ

Mob: 9431085811

سنہ اشاعت :۲۰۱۸ء

تعداد کتب :ایک ہزار

قیمت :۳۰۰ روپے

کمپوزنگ :احسان عالم، گلیکسی کمپیوٹرس، رحم خاں، دربھنگہ

زیر اہتمام :المنصور ایجوکیشنل اینڈ ویلفیئر ٹرسٹ

سبھاش چوک، دربھنگہ۔846004

پرنٹر، پبلشر آئی۔بی۔ایس۔بک اسٹور پرائیوٹ لیمیٹیڈ

اینڈ ناشر: 1511-1512 پٹودی ہاؤس

دریا گنج، نئی دہلی۔110002

ملیّ رہنما، ہمدردِ ملک وقوم اور محبِّ وطن

الحاج ڈاکٹر فیّاض احمد (ممبر بہار لیجسلیٹیو اسمبلی)

کے نام:

نہ من بر آں گلِ عارض غزل سرایم و بس
کہ عندلیبِ تو از ہر طرف ہزارا نند

(حافظ شیرازیؔ)

ایک گراں قیمت نعتیہ قطعہ

کلام الٰہی کے مطابق زمین وآسمان کے درمیان کی ہر شے اللہ رب العزت کی تسبیح پڑھتی ہے۔مندرجہ ذیل قطعہ کے مطابق ہر لفظ اور ہر اسم میں، اسم شریفِ نبی مکرم (محمد) شامل ہے۔اس قطعہ کے بارے میں یقین کے ساتھ نہیں کہا جاسکتا کہ کس کی تخلیق ہے۔کچھ لوگ تلسی داس جی کا بتاتے ہیں تو کچھ گرونانک دیو جی مہاراج کا اور کچھ حضرات اسے کبیر داس سے منسوب کرتے ہیں۔قطعہ یوں ہے:

عدد نکالو ہر چیز کا چوگُن کر لو وائے   دو ملا کے پچگن کرلو، بیس سے بھاگ لگائے
باقی بچے کو نوگن کرلو دو اُس میں دو ملائے   کہت کبیر سنو بھائی سادھو، نام محمد آئے

کوئی بھی لفظ لیجئے	ابجدی قاعدے سے اس کا عدد	چار سے ضرب	دو ملائیں	پانچ سے ضرب	حاصل ضرب کو ۲۰ سے تقسیم	باقی بچے کو نو سے ضرب	دو ملائیں	نتیجہ
چائے	۱۵	۶۰	۶۲	۳۰۱	باقی ۱۰	۹۰	۹۲	محمد کا عدد ۹۲ ہوتا ہے
پان	۵۳	۲۱۲	۲۱۴	۷۷۰	باقی ۱۰	۹۰	۹۲	”
رام	۲۴۱	۹۶۴	۹۶۶	۴۸۳۰	باقی ۱۰	۹۰	۹۲	”
کتاب	۴۲۳	۱۶۹۲	۱۶۹۴	۸۴۷۰	باقی ۱۰	۹۰	۹۲	”
قلم	۱۷۰	۶۸۰	۶۸۲	۳۴۱۰	باقی ۱۰	۹۰	۹۲	”

سبحان اللہ، سبحان اللہ

نعتِ پاک

تخلیقِ کائنات کا دعویٰ ہے اُن کی ذات — اِس زندگی کی غایتِ اولیٰ ہے اُن کی ذات
اللہ رے مقام خدا کے حبیب کا — حسن فضائے عرشِ معلیٰ ہے اُن کی ذات
تاریک شب کو مل گئی ایماں فروز صبح — خورشیدِ حق کا ایسا اُجالا ہے اُن کی ذات
رفعت خدا سے پائی ہے خود جن کے ذکر نے — لا ریب ایسی ارفع و اعلیٰ ہے اُن کی ذات
بندے کو یوں خدا سے کیا آپ نے قریب — دونوں کے درمیان کا رشتہ ہے اُن کی ذات
سارے گناہگاروں کو جو دے گئی اماں — اس رحمتِ تمام کا سایہ ہے اُن کی ذات
یٰسین بھی ہیں آپ ہی، طٰہٰ بھی آپ ہی — والشّمس کا بھی محورِ زیبا ہے اُن کی ذات
حبِّ رسول شرط ہے ایماں کی اوّلیں — افضل، بلند، برتر و بالا ہے اُن کی ذات
اسوہ رسول پاک کا قرآں کی شرح ہے — دینِ خدا کا جیسے سراپا ہے اُن کی ذات

قرآں سند ہے آپ کے خُلقِ عظیم کی
طرزیؔ بتائے کس طرح کیا کیا ہے اُن کی ذات

☆☆☆

نوٹ:۔ حصولِ سعادت کے پیشِ نظر راقم الحروف نے اپنی ایک نعت شاملِ کتاب کی ہے۔

فہرست

نمبر شمار	اسمائے متذکرین	صفحہ

☆☆☆

پروفیسر فاروق احمد صدیقی، مظفر پور

نعت گویانِ غیر مسلم

(غیر مسلم ناعتین کا منظوم تذکرہ)

نعت پاک کی عظمت و تقدیس پر شاہد خود ممدوح کائنات، سرور عالم ﷺ کا اسوۂ حسنہ ہے۔ بخاری شریف میں موجود حضرت عائشہ صدیقہؓ کی ایک روایت کے مطابق حضور اکرم ﷺ حضرت حسانؓ کے لئے مسجد نبوی شریف میں منبر رکھواتے جس پر کھڑے ہوکر وہ سرکار کی مدح وستائش بیان کرتے یا سرکار کا دفاع کرتے اور آپ علیہ الصلوۃ والسلام ارشاد فرماتے کہ اللہ تعالیٰ جبرئیل علیہ السلام کے ذریعہ حضرت حسانؓ کی تائید فرماتا ہے۔

(رواہ البخاری بحوالہ مشکوٰۃ، فصل ثالث باب البیان والشعر، ص: ۴۱۰ مطبوعہ مجلس برکات جامعہ اشرفیہ، مبارک پور)

اس حدیث پاک سے افکار و معانی کی سطح پر بیک وقت کئی شعاعیں پھوٹتی نظر آتی ہیں۔ مختصر الفاظ میں ہم ان کو سمیٹتے ہوئے یہ لکھیں گے کہ نعت گوئی، نعت خوانی، نعت شنوائی، نعت کی سماعت کے لئے بزم آرائی اور نعت گو اور نعت خواں کا اعزاز و اکرام، ان تمام امور پر حضور پاک علیہ الصلوۃ والسلام کی خوشنودی و پسندیدگی کی مہر لگی ہوئی ہے۔ اس لئے نعتیہ شاعری کی جس صورت سے بھی ہمارا قلبی و روحانی لگاؤ ہو جائے، بڑے شرف و سعادت کی بات ہے۔

نامناسب نہیں ہوگا اگر یہاں نعت گوئی کے تعلق سے حضرت حسانؓ کے نظریۂ شاعری کی بھی وضاحت ہو جائے۔ وہ فرماتے ہیں:

وما ان مدحت محمداً بمقالتی
ولکن مدحتُ مَقالتی بمحمد

(میں نے اپنے کلام سے حضرت محمد ﷺ کی تعریف وتوصیف نہیں کی ہے بلکہ ان کا نام

پاک لے کر اپنے کلام کو وقار و اعتبار بخشتا ہے۔)

ان کی نیت کی پاکیزگی اور صالحیت رنگ لائی۔ چنانچہ آج ساڑھے چودہ سو سال گزر جانے کے باوجود ان کا نعتیہ کلام پورے آفاق میں یکساں طور پر محبوب و مقبول ہے۔ اس لئے تمام نعت گویوں کا یہی پرخلوص مقصد و مدعا ہونا چاہئے۔ عربی میں نعتیہ شاعری کا آغاز کب ہوا اور اس کا ارتقائی سفر کیسے طے ہوا؟ سردست ہمارا موضوع نہیں۔ لیکن نعت رسول میں حضور انور ﷺ کے عم بزرگوار اور شفقت مجسم خواجہ ابو طالب کا یہ شاندار شعر نقل کرنے کے لئے میرا دل وفور ذوق وشوق میں مچل رہا ہے کہ:

وَ اَبْیَضَ یُستَسقی اِنضمامُ بِوَجھِہِ
ثِمالَ الیَتیمیٰ، عِصمةٌ للارامل

مولانا نعیم صدیقی نے اپنی کتاب ''محسن انسانیت ﷺ'' میں اس شعر کا بڑا پیارا اور نفیس ترجمہ کیا ہے۔ میں وہیں سے نقل کر رہا ہوں۔

''وہ گورے مکھڑے والا، جس کے روئے زیبا کے واسطے سے ابر رحمت کی دعائیں مانگی جاتی ہیں، وہ یتیموں کا سہارا، وہ بیواؤں اور مسکینوں کا سرپرست!!''

میں سمجھتا ہوں اس ایک شعر میں نعتیہ شاعری کا عطر مجموعہ تیار کر کے پیش کر دیا گیا ہے۔

پیش نظر کتاب محترم پروفیسر عبدالمنان طرزی کے فکرِ جمیل کی عطا ہے۔ ''رفتگاں و قائماں'' سے ان کا جو قلمی سفر شروع ہوا تھا وہ اب بھی پورے جوش وولولہ کے ساتھ جاری و ساری ہے۔ بالفاظ دگر ان کا تخلیقی شعور آج بھی تموج پر ہے۔ ان کے خامۂ زرنگار پر تکان کے آثار دور دور تک نظر نہیں آتے۔ وہ اب بھی دنیائے شعر و ادب میں فتوحات کے جھنڈے گاڑنے کے لئے حوصلہ مند اور اولوالعزم ہے۔ طرزی صاحب کا اردو کے ۳۷۲ غیر مسلم نعت گو شاعروں کے اسمائے گرامی کا سراغ لگا لینا اور پھر ان کے نمونۂ کلام کا حصول واقعی جوئے شیر لانے کی طرح کٹھن اور دشوار تھا۔ لیکن ان کی بلند ہمتی اور مقدس دیوانگی نے اس مہم کو سر کر ہی لیا۔ وہ بطور تحدیثِ نعمت یہ ادعا کرنے میں حق بجانب ہوں گے کہ:

جس پہ سب بار نے گرانی کی
اس کو یہ ناتواں اٹھا لایا

اردو زبان وادب کو ہم ہندوستان کی مشترکہ تہذیب کی دین سمجھتے ہیں تو ہمیں اس حقیقت کا اعتراف بھی کھلے دل سے کرنا ہی ہوگا کہ مسلمانوں کے ساتھ ساتھ غیر مسلموں نے بھی حمدیہ اور نعتیہ شاعری کے فروغ میں حسب توفیق سرگرم حصہ لیا ہے۔ان کی خدمات کو مقدار اور معیار کسی بھی اعتبار سے نظر انداز نہیں کیا جاسکتا ہے۔اس کتاب میں جتنے غیر مسلم شعراء کا تذکرہ آسکا ہے ان سب کے نعتیہ اشعار پر ایک طائرانہ نظر ڈالنے سے اندازہ ہوتا ہے کہ انہوں نے بڑے اخلاص واہتمام کے ساتھ بارگاہ مصطفٰے ﷺ میں اپنی اپنی محبتوں کے نذرانے پیش کیے ہیں۔دلوں کا حال تو خدائے علیم وخبیر ہی جانے۔ہم تو صرف ظاہر کلام پر نظر رکھنے کے لئے مکلّف ہیں۔اس لحاظ سے اشعار ذیل کو دیکھیں کہ ان میں عشق ووارفتگی کی کیفیات کیا کسی مسلم نعت گو شاعر سے کم ہیں:

ترے محبوب کی مدح و ثنا، مقصود ہے مجھ کو
دُھلا دے آبِ کوثر سے کوئی یارب زباں میری

(سادھورام، آرزوسہارن پوری)

پڑھایا درس اہلِ دہر کو اس نے اخوت کا
اسی کی ذاتِ اقدس نے دیا پیغام الفت کا

(رادھا کرشن آزاد، سونی پتی)

زیبِ کونینِ بہار مُطّلبی — نہ ہوا اور نہ ہوگا کوئی تم سا نبی
شافعِ روز جزا سرورِ عالم نسبی — مرحبا سید مکی ، مدنی العربی
دل وجاں باد فدایت کہ عجب خوش لقبی

(پنڈت امرناتھ، آشفتہ دہلوی)

کونین کے مالک وہی، مختار وہی ہیں
مولا مرے آقا، مرے سرکار وہی ہیں

پلّے میں نہیں جن کے ترے عشق کی پونجی
افسوس کہ اس دنیا میں نادار وہی ہیں

(اَبھے کمار)

کس نے قطروں کو ملایا اور دریا کر دیا
کس نے ذروں کو اُٹھایا اور صحرا کر دیا
زندہ ہوجاتے ہیں جو مرتے ہیں اس کے نام پر
اللہ اللہ موت کو کس نے مسیحا کر دیا

(ہری چند اختر)

کیا شان ہے جناب رسالت مآب کی
نظریں جھکی ہوئی ہیں مہ و آفتاب کی
اکملؔ کہیں مقام ادب ہاتھ سے نہ جائے
توصیف لکھ رہے ہو رسالت مآب کی

(رام پرتاپ اکمل جالندھری)

ہوا جب سے تیرا کرم یا محمد
رہا دل میں کوئی نہ غم یا محمدؐ
تری خاکِ پائے مقدس کو پہنچے
نہ دارا، نہ خسرو نہ جم یا محمد

(بھگوان داس برقؔ)

انسانیت ، محبتِ باہم، شعور و فکر
جو چیز بھی ہے، سب ہے عنایت رسول کی
ہے مرتبہ حضور کا بالائے عقل و فہم
معلوم ہے خدا ہی کو عزت رسول کی

(کنور مہندر سنگھ بیدی)

چاند سورج کو کوئی ہاتھوں پہ میرے لادے
کونین کی دولت مرے دامن میں چھپا دے
پھر کالکا پرشاد سے پوچھے کہ تو کیا لے
نعلینِ محمد کو وہ آنکھوں سے لگالے

(کالکا پرشاد)

طاقت کہاں بشر کی لکھے شانِ مصطفےٰ
جب آپ ہی خدا ہو ثنا خوانِ مصطفےٰ
سارا جہان نور سے معمور ہوگیا
چمکا جو آکے نیّرِ تابانِ مصطفےٰ

(منشی رانجھا عاشق ہوشیار پوری)

زباں کوثر سے دھوکر وصف لازم ہے پیمبر کا
کہ لینا بے وضو ترکِ ادب ہے نام سرور کا
عبث ہے فکر تجھ کو اے فدؔا اپنے گناہوں کی
شفیع عاصیاں جب نام ہے تیرے پیمبر کا

(جگ موہن ناتھ فدا دہلوی)

ہو شوق نہ کیوں نعتِ رسولِ دوسرا کا
مضموں ہو عیاں دل میں جو لولاک لما کا
ہے حامی و ممدوح مرا شافعِ عالم
کیفؔی مجھے اب خوف ہے کیا روزِ جزا کا

(دتاتریہ کیفی دہلوی)

عشقِ رسول باعث رحمت بجا قرار
جنت بنا ہوا ہے مدینہ رسول کا

مستِ مئے الست ہے گلزارِ دہلوی
بخشش کے واسطے ہے سہارا رسولؐ کا

(آنند موہن زتشی گلزار دہلوی)

نمونے دیکھ کر ڈھیر کا اندازہ کیا جاسکتا ہے۔ یہاں پر اس مسئلہ پر بھی تبادلۂ خیالات ضروری سمجھتا ہوں کہ ہمارے بعض بزرگان ادب کے مطابق غیر مسلم شاعروں کی نعت گوئی ان کے دل کی آواز نہیں ہے۔ بعض مصالح کے تحت محض ریا دنمائش ہے۔ ممکن ہے اس بات میں کچھ جزوی یا کلی صداقت پائی جاتی ہو۔ یقیناً حضور پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کی نبوت ورسالت پر جب تک کسی کا ایمان کامل نہیں ہو، اس کا دعویٰ محبت پایۂ اعتبار حاصل نہیں کرسکتا۔ مگر اس کا دوسرا پہلو یہ بھی ہے کہ جب آپ ﷺ عالمین کی رحمت ہیں تو امت دعوت واجابت سب کو حق پہنچتا ہے کہ آپ ﷺ سے اگر وہ اظہار محبت وعقیدت کرے تو اس کو بہ نظر استحسان دیکھا جائے اس سلسلہ میں بہت زیادہ اندیشہ ہائے دور دراز سے کام لینے کی ضرورت نہیں ہے۔

اس کتاب میں غیر مسلم نعت گوشعرا کی کاوشوں کو ہم قدر واحترام کی نظروں سے دیکھتے ہیں۔ وہ ہمارے ادب کا بہر حال ایک قیمتی سرمایہ ہیں۔ مصنف کتاب محترم پروفیسر طرزی صاحب نے اس سلسلہ میں جو پرخلوص محنت اور عرق ریزی کی ہے وہ قابل صد داد ہے۔ میں اس کار عظیم کے لئے ان کی خدمت میں صمیم قلب سے ہدیۂ امتنان وتشکر پیش کرتا ہوں۔ اللہ تعالیٰ ان کی عمر وصحت میں برکتیں عطا فرمائے۔ ایں دعا از من واز روح الا میں آمین باد

☆☆☆

شکیل احمد سلفی

مدیر الہدیٰ، دربھنگہ

نعت گویان غیر مسلم کا تذکرہ منظوم تحقیق کا ایک نیاب

نعت عربی زبان کا لفظ ہے جس کا معنی تعریف کرنا یا حسن صفات بیان کرنا ہے۔ لیکن اردو وفارسی زبان وادب میں اس لفظ سے نظم کی وہ صنف یا موضوع مراد ہے جس میں خاص نبی اکرم ﷺ اور ان کی صفات کا ذکر کیا جائے۔

نعت باضابطہ اردو میں ایک صنف ہے۔ لیکن موضوع اور ہیئت کے اعتبار سے مطالعہ کرنے پر اندازہ ہوتا ہے کہ یہ صرف ایک موضوع ہے جس کے لیے غزل، نظم میں مثنوی، مثلث، رباعی، مخمس اور مسدس سمیت اردو میں مروج کوئی بھی ہیئت استعمال کی جاتی رہی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ غزل جس کے معنی ''بازناں گفتن'' ہے اس میں بھی کوئی شعر ایسا نکل آتا ہے جس میں واضح یا استعاراتی انداز میں نبی ﷺ یا ان کے کسی وصف کا ذکر ہو جاتا ہے تو ہم اسے نعت کا شعر قرار دیتے ہیں۔

غزل کے بنیادی وصف میں اس کے ہر شعر میں خیال کا انفراد شامل رہا ہے۔ اردو زبان میں جو نعتیں ملتی ہیں ان میں بڑی تعداد اس اعتبار سے غزل کے فارم میں ہے کہ اس کے ہر شعر میں نبی ﷺ کے کسی خاص وصف یا الگ الگ اوصاف کا ذکر ہوتا چلا جاتا ہے اور ایک وصف سے دوسرے وصف میں کوئی تسلسل کا التزام باقی نہیں رکھا جاتا ہے۔ چھ، سات یا اس سے زیادہ اور کم شعر کہہ دئے گئے اور اس کا نام نعت دے دیا گیا۔ اس حیثیت سے اگر ہم جائزہ لیں تو نعت کو ایک صنف کہنے کے بجائے غزل کا ایک موضوع قرار دیں۔ قطعہ اور رباعی کی ہیئت میں بھی نعتیہ کلام موجود ہے۔ مسدس حالی کا وہ نعتیہ حصہ اب تک زبان زد خاص و عام ہے:

وہ نبیوں میں رحمت لقب پانے والا　　　مرادیں غریبوں کی بر لانے والا

مصیبت میں غیروں کے کام آنے والا — وہ اپنے پرائے کا غم کھانے والا
فقیروں کا ملجا، ضعیفوں کا ماوی — یتیموں کا والی، غلاموں کا مولی
خطا کار سے در گزر کرنے والا — بد اندیش کے دل میں گھر کرنے والا
مفاسد کا زیر وزبر کرنے والا — قبائل کو شیر وشکر کرنے والا

اتر کر حرا سوئے قوم آیا
اور اک نسخہ کیمیا ساتھ لایا

ایسی نعت جس میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے کسی خاص واقعہ کو سامنے رکھ کر ارتقائے خیال کا التزام کرتے ہوئے آپؐ کے اوصاف کا ذکر کیا گیا ہو تو وہ نظم کا موضوع ہوگا اور اسے ہم نعتیہ نظم کا نام دے سکتے ہیں۔ بعض شعرا نے آپؐ کی پوری زندگی کو نظم کر دیا اور منظوم سیرت پیش کر دی ہے جس میں ایک اہم اور معتبر نام پروفیسر طرزی کا بھی ہے۔ منظوم سیرت الرسول کو بھی نعت ہی کہنا بہتر ہوگا۔ اس کے علاوہ انہوں نے طلع البدر علینا کے نام سے نعتیہ مجموعہ بھی شائع کر کے حضرت رسالت مآب سے اپنی محبت اور اس فن پر اپنی قدرت کا ثبوت فراہم کیا ہے۔

نعت موضوعاتی طور پر ایک صنف ہو یا ہیئت اردو ادب کا قیمتی اور وقیع سرمایہ ہے۔ شاعری ہمارے احساس جمال کی تسکین کا کام کرتی ہے۔ اس جذبے کی تسکین کا سامان نعتیہ شاعری میں بدرجہا موجود ہے۔

نعت ایک مقدس فن ہے جس کا موضوع دنیا کی وہ عظیم ترین شخصیت ہے جسے خیر الا نام کہا جاتا ہے یعنی محمد عربی صلی اللہ علیہ وسلم۔ اس فن میں طبع آزمائی کرنے اور عہدہ برآ ہونے کو تلوار کی دھار پر چلنے سے تعبیر کیا گیا ہے۔ اسلم بدر پروفیسر طرزی کے نعتیہ مجموعے طلع البدر علینا پر اپنے تاثرات کا اظہار کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

''نعتیہ شعر کہنے کے لیے نہ صرف فن شاعری سے بلکہ ذات وصفات محمدی سے واقفیت بھی ضروری ہے۔ ذات وصفات محمدی کو سمجھ کر اس کا ذکر اس طرح کرنا کہ

آپ ﷺ کی ذات بابرکات کا اوپری سرا الوہیت کو نہ چھونے لگے اور نچلا سرا تنقیص کی حد تک نہ پہنچ جائے ، نعتیہ شاعری کی حدیں متعین کرتا ہے اور انہی حدوں کو تلوار کی دھار یا پل صراط کہا گیا ہے۔''

(طرزی ایک قادرالکلام شاعر صفحہ ۱۶۵)

اس نزاکت کے باوجود دنیا کی تقریباً تمام زبانوں میں نعتیہ شاعری پر طبع آزمائی کی جاتی رہی ہے۔ فارسی زبان میں شعری مجموعے کی ابتدا حمد و نعت سے کرنے کی روایت رہی ہے۔ چونکہ اردو شاعری فارسی شاعری سے شروع سے متاثر رہی ہے اس لیے اردو میں بھی یہ روایت موجود ہے۔ نعت کا تعلق نبی ﷺ سے ہے اور اس کے لیے عشق رسول اور حب نبی بہت ضروری ہے۔ اس کے باوجود نہ صرف مسلمان شعرا بلکہ غیر مسلم شعرا نے بھی بڑی تعداد میں نعتیں کہی ہیں۔ چنانچہ بیشتر شعرا کے مجموعہ کلام کے آغاز میں نعتیں موجود ہیں۔ اس طرح اردو شاعری کا ایک بڑا سرمایہ نعتوں پر محیط ہے۔ اردو زبان میں نعت کہنے والوں میں کئی بڑے نام آتے ہیں اور اس کا ایک سنہرا سلسلہ ہے۔ اسی سلسلے کی ایک کڑی پروفیسر عبدالمنان طرزی بھی ہیں۔

پروفیسر طرزی بہار سے تعلق رکھنے والے موجودہ دور کے اہم شعرا میں سے ایک ہیں۔ کہنہ مشق اور استاذ الاساتذہ شعرا میں ان کا شمار ہوتا ہے۔ انہوں نے اردو کی سب سے مشہور صنف غزل کے علاوہ مختلف اصناف سخن میں طبع آزمائی کی ہے اور شاعری میں منفرد جگہ بنانے میں کامیاب ہوئے ہیں۔ نئی جہتیں پیدا کرنا ان کا شاعرانہ امتیاز ہے۔ ان کی شاعری کا ایک معتبر اور وقیع حصہ نعت گوئی بھی ہے۔ وہ موضوعات جو خالص تحقیق اور نثر کا موضوع سمجھے جاتے رہے ہیں ان کو بھی شاعری میں پیش کرنے میں طرزی نے کامیابی حاصل کی ہے۔ چنانچہ رفتگاں و قائماں، آہنگ غزل، دیدہ وران بہار، ناز برداران اردو اور اس طرح کی دوسری کتابیں ہیں جن میں منظوم تحقیق، منظوم تاریخ، منظوم تاثرات اور منظوم تذکروں کا نمونہ پیش کیا گیا ہے۔ اسی قبیل میں ایک نئی جہت کا اضافہ کرتے ہوئے ''نعت گویان غیر مسلم'' شائع ہو رہی ہے جو تین سو بہتر (۳۷۲) غیر مسلم نعت

گویا ن اردو کا منظوم تذکرہ ہے۔

اردو شاعری میں ماہرین اور قادر الکلام شعرا ہر زمانے میں طرح طرح کی فنکاری کا ثبوت پیش کرتے رہے ہیں۔لیکن فی زماننا اس میں کمی آتی جارہی ہے۔ایسے لوگ اب انگلیوں پر شمار کئے جاسکتے ہیں جو نئے تجربات کرنے پر قادر ہوں۔ایسے میں عبدالمنان طرزی کی شخصیت اردو شاعری میں بڑی غنیمت ہے۔انہوں نے غزلوں کے علاوہ نظم میں طرح طرح کے تجربے کئے ہیں۔انہوں نے پہلی مرتبہ اردو غزل کی تاریخ کو آہنگ غزل کے نام سے پیش کیا۔منظوم مقالے کی ایجاد بھی طرزی کی اردو شاعری میں ایک نئی جہت ہے۔طرزؔی نے منظوم تنقید کا تجربہ کیا اور نصف درجن سے زائد شعرا وادبا کی پوری شخصیت اوران کی علمی وادبی خدمات منظوم جائزہ لیا ہے اوران پر مستقل کتابیں موجود ہیں۔مثلاً نارنگ زار، دستار طرحدار، فنکار حق شعار، ودیا کا منظوم ساگر، منظوم جائزے، مناظر نامہ وغیرہ۔ دیدہ وران بہار کی چار جلدوں میں انہوں نے علم وادب کی خدمت کرنے والے بہار کے تقریباً پانچ سو ماہرین کا خوبصورت تذکرہ کیا ہے۔ان کے علاوہ انہوں نے نثر نگاران دربھنگہ لکھ کر جہاں دربھنگہ کے نثر نگاروں کا جائزہ پیش کیا ہے وہیں دربھنگہ نامہ میں دربھنگہ کے علمی، ادبی، جغرافیائی پس منظر کو سامنے رکھ کر پورے دربھنگہ کی ادبی تاریخ پیش کردی ہے۔اردو شاعری کی ایک مشہور صنعت ''توشیح'' ہے،جس میں کسی شخص کے نام کے تمام حروف سے شعر کہنے کی روایت رہی ہے۔ جناب طرزی نے اس میں یہ تجربہ کیا کہ مناظر عاشق ہرگانوی کے سلسلے میں تین ماہرین کے ایک ایک جملے کو منتخب کیا اوراس کے تمام حروف پر اشعار کہہ کر مناظر عاشق ہرگانوی کی علمی وادبی خدمات کا جائزہ پیش کردیا اور یہ ایک مکمل کتاب کی شکل میں ''مناظر عاشق ہرگانوی -توشیحی نظم'' سامنے آئی۔یہ وہ تجربات ہیں جن کو برتنے کا سلسلہ کم ہوتا جارہا ہے۔

پروفیسر طرزی کا پہلا شعری مجموعہ ۱۹۷۲ میں لکیر کے نام سے شائع ہوا۔پھر طویل عرصہ کی خاموشی کے بعد ۲۰۰۱ میں رفتگاں وقائماں کے ذریعہ اردو شاعری میں انہوں نے دوبارہ دستک دی۔اس کے بعد سے ان کا شعری سفر مسلسل جاری ہے۔انہوں نے اس مدت میں کم وبیش ساٹھ

ہزار اشعار کہہ دئے ہیں۔

دنیا کی جس زبان کی شاعری ہو، اس کا اصل موضوع حسن و عشق رہا ہے۔ خواہ کوئی بھی موضوع ہو اس میں حسن و عشق کے تلازمے شامل کئے گئے ہیں تبھی جا کر اس میں گداخت پیدا ہوا ہے۔ نعت گوئی کا فن بھی جمال نبی اور حسن محمد کا بیان اور عشق رسول کا بے ساختہ اظہار ہے۔ لیکن حسن و عشق کا یہ اظہار عام حسن و عشق کے اظہار کی طرح نہیں ہے بلکہ اس میں حب رسول اور ایمان کی حلاوت کا موجود ہونا ضروری ہے۔ اسی ایمانی حلاوت کا سبب ہے کہ جن شعرا نے حب رسول اور عشق نبی میں ڈوب کر نعتیں کہی ہیں ان میں ایمان کی تازگی کا مزہ ملتا ہے۔

نبی اکرم ﷺ کی بعثت کا مقصد لوگوں کو غلط راہوں سے نکال کر سیدھی راہ پر ڈالنا تھا جس میں دین و دنیا کی فلاح مضمر ہے۔ آپ پوری دنیا کے لیے رسول بنا کر بھیجے گئے تھے۔ آپ کی نبوت کے اعلان بعد دنیا میں جتنے لوگ پیدا ہوں گے ان کا تعلق آپ کی امت سے ہے۔ خواہ وہ امت دعوت ہو یا امت استجابت۔

آپ ﷺ نے دنیا میں ایسی مثالی زندگی پیش کی کہ جن لوگوں نے آپ کی دعوت کو قبول کیا اور آپ کی لائی ہوئی شریعت پر ایمان لائے انہوں نے تو اپنی جان نچھاور کی ہی، دنیا کے وہ لوگ بھی جنہیں آپ کی دعوت کو قبول کرنے کی توفیق نصیب نہیں ہوئی لیکن آپ کی زندگی کا مطالعہ کیا وہ آپ کی شخصیت اور سیرت کے قائل ہوئے اور بے ساختہ آپ کی عظمت اور بڑائی کا اعتراف کیا ہے۔

یہ اعتراف شاعری کے سانچے میں بھی ڈھل کر آتا رہا ہے اور جس طرح آپ کے ماننے والوں نے آپ کی شان میں نعت کہی اسی طرح ان حضرات نے بھی نعت کہی جن کو آپ کی دعوت کو قبول کرنے کی توفیق نہیں ہوئی۔ نبی اکرم ﷺ کی زندگی اور شخصیت کا یہ بھی بڑا سحر انگیز پہلو رہا ہے کہ جس وقت آپ اس دنیا میں اللہ کا پیغام سنا رہے تھے اور جس کے سبب اپنے پرائے آپ کے جانی دشمن بنے ہوئے تھے، جب آپ کے اخلاق و کردار کا ذکر ہوتا تھا تو آپ کے جانی دشمن کو بھی

آپ کے عظمت کردار کا قائل ہونا پڑتا تھا اور بقول طرزیؔ

غیر مسلم نعت گو جو بھی ہوئے
زیرِ دامِ حسن سیرت آگئے

آپ کی شان میں نعت کہنے والے ایسے شعرا جن کو آپ کی دعوت پر ایمان لانے کی توفیق نصیب نہیں ہوئی مگر آپ سے محبت رہی ہے انہوں نے اپنی نعت میں کھلے دل سے آپ کی عظمت کا اعتراف کیا ہے۔ ان میں کنور مہندر سنگھ بیدی کے یہ اشعار قابل رشک ہیں:

ہم کسی دین کے ہوں قائل کردار تو ہیں — ہم ثناخوان شہ حیدر کرار تو ہیں
نام لیوا ہیں محمد کے پرستار تو ہیں — یعنی مجبور پئے احمد مختار تو ہیں

عشق ہو جائے کسی سے کوئی چارہ تو نہیں
صرف مسلم کا محمد پہ اجارہ تو نہیں

اردو شاعری میں نعتیہ کلام کے میزان و معیار پر تحقیقات سامنے آتی رہی ہیں۔ اس ضمن میں غیر مسلم شعرا کے نعتیہ کلام کو بھی نظر انداز نہیں کیا گیا ہے بلکہ اعتراف اور تحسین کے ساتھ ان کے نعتیہ کلام کی تحقیق بھی کی گئی ہے۔ ان تحقیقات میں نور محمد میرٹھی کی کتاب ''بہ ہر زماں بہ ہر زباں'' بہترین کتاب ہے جس میں تین سو چھتیس (۳۳۶) غیر مسلم شعرا کی نعت گوئی کا تذکرہ کیا گیا ہے۔

تحقیقات سے پتہ چلتا ہے کہ ہندوستان میں اردو زبان و ادب کی دیگر اصناف کی طرف غیر مسلم شعرا کی نعت گوئی کی ابتدا میں بھی اہل دکن نے ہی سبقت کی ہے۔ ۱۸۵۷ کے بعد غیر مسلم شعرا کی نعت گوئی کی مثالیں وافر مقدار میں ملنے لگیں۔ یہ اس بات کی دلیل ہے کہ اس وقت قومی یکجہتی کی جو فضا قائم ہوئی اس میں غیر مسلم شعرا نے نعت گوئی کے ذریعہ اپنی قومی یکجہتی کا ثبوت دیا۔ وجہ خواہ کوئی بھی ہو غیر مسلم شعرا نے نعت گوئی کا ایک بڑا سرمایہ چھوڑا جس کی وقعت پر کوئی سوال کھڑا نہیں کیا جا سکتا ہے۔

زیر نظر کتاب ''نعت گویان غیر مسلم'' میں تین سو بہتر (۳۷۲) غیر مسلم شعرا کا تذکرہ کیا

گیا ہے۔ پہلے بھی لکھا جا چکا ہے کہ عبدالمنان طرزی اردو شاعری میں نئ نئ جہتیں نکالتے رہے ہیں۔ یہ کتاب بھی اس کی ایک کڑی ہے۔اس میں نہ صرف تین سو بہتر غیر مسلم نعت گو شعرا کو شامل کیا گیا ہے بلکہ ان سب کا منظوم تذکرہ ہے۔ پوری کتاب منظوم ہے۔ حتی کہ اس کا مقدمہ بھی منظوم ہے۔

تحقیق ایک مشکل فن ہے اور شرح وبسط کا متقاضی ہے۔عبدالمنان طرزی نے اپنی اس تحقیق کا منظوم مقدمہ دوسوانا سی (۲۷۹) اشعار میں تحریر کیا ہے جس میں نبی اکرم ﷺ کی بعثت سے قبل سے لے کر آج تک کہی جانے والی نعتوں کا تفصیلی جائزہ لیا ہے۔انہوں نے اپنے اس مقدمے میں دنیا بھر کے مشہور مسلم و غیر مسلم نعت گویان کا اجمال و تفصیل کے ساتھ تذکرہ کیا ہے۔

ابن قیس اعشیٰ ہی جو میمون تھا　　اس نے بھی لکھی تھی نعتِ مصطفیٰ
گو تھا بے شبہ عرب شاعر بڑا　　وہ نہیں اسلام لیکن لا سکا
غیر مسلم نعت گوئے اوّلیں　　جانئے میمون کو ہی بالیقیں

......

ام معبد نے سراپا آپ کا　　اپنے شوہر سے بیاں جیسا کیا
حلیۂ اقدس کا وہ اجمال بھی　　نعتیہ انداز کی ایک چیز تھی

......

ماں نے دی اک بار حضرت کو دعا　　نعت کچھ لوگوں نے اُس کو بھی کہا
عمِّ مشفق وہ ابو طالب جو تھے　　خوب ہی نعتیں کہی ہیں آپ نے
عشکلان و ورقہ بن نوفل نے بھی　　جو بشارت آپ کے آنے کی دی
نعت کے زمرے میں ہے ان کا شمار　　جان رحمت پر درودِ صد ہزار

......

کہتے گورکھپور ہی والے فراق　　جس سے ظاہر ہے خلوص اشتیاق
رحمتِ عالم محمد کی ہے ذات　　وہ بتاتے ہیں محمد کی صفات

اپنے اس منظوم مقدمے میں اردو کے کئی غیر مسلم نعت گو شعرا کے ذریعہ کہی گئی نعت کی عمدہ اور چیدہ مثالیں بھی پیش کی ہیں۔ ملاحظہ ہو آرزو سہارنپوری کی یہ مثال:

بس اب اے آرزو کیا شرح و تفسیرِ نبوت ہو
محمد سے محمد تک ہے افسانہ محمد کا

مقدمے کے علاوہ پوری کتاب میں انہوں نے بحر رمل مسدس محذوف کا استعمال کیا ہے۔ کتاب کے مطالعہ سے ان کی قادر الکلامی کا اندازہ ہوتا ہے کہ ۲۸۰ صفحات پر مشتمل اس منظوم تحقیق میں انہوں نے ایک ہی بحر میں کس طرح تین سو بہتر شعرا کا نہ صرف تذکرہ کیا ہے بلکہ ان کی نعتوں کی مثالیں بھی پیش کردی ہیں۔ ان کی یہ کاوش اردو زبان میں نادر المثال ہے۔

حالانکہ یہ کوئی ان کی پہلی کوشش نہیں ہے۔ اس سے قبل انہوں نے رفتگاں اور قائماں میں دربھنگہ کے متوفی اور حی القائم شعرا و ادبا کا منظوم تذکرہ کرکے ماہرین کو حیران کردیا تھا اور پھر یہ سلسلہ چلا تو چلتا چلا گیا۔ ان کے قلم سے جو رشحات نکلے اس نے ادبا و شعرا کو انگشت بدنداں کرکے رکھ دیا۔

طرزی نے اپنے مقدمہ میں عربی، فارسی اور انگریزی کے چند مشہور نعت گو شعرا کے علاوہ اردو کے ۲ رسو سے زائد مسلمان شعرا اور شاعرات کے نام اور اشعار حاشیے میں بیان کئے ہیں۔ اس طرح یہ کتاب غیر مسلم نعت گو شعرا کے حوالہ کے ساتھ مسلم نعت گو شعرا کی بھی بڑی خوبصورت ڈائرکٹری بن گئی ہے۔ ایسے پندرہ غیر مسلم نعت گو شعرا کی جن کا نعتیہ مجموعہ موجود ہے ان کی وضاحت بھی ان کے مقدمے میں موجود ہے۔

پروفیسر طرزی نے اپنی اس کتاب میں جن غیر مسلم نعت گویوں کو شامل کیا ہے۔ اپنے تذکرے میں ان کی تفصیلات بھی اپنے شعروں میں پیش کرنے کی کوشش کی ہے جس سے قاری کو ان کے بارے میں معروضی اور بنیادی معلومات حاصل ہو جائے۔ اس سے کتاب کی اہمیت مزید بڑھ گئی ہے۔ دیکھئے بھگوان داس اعجاز کا تذکرہ:

آپ ہی بھگوان داس اعجاز ہیں صنفِ دوہا کا سراسر راز ہیں

ماہ بارہ، سترہ جو تاریخ تھی عیسوی انیس سو بتیس ہی
کہ جناب اعجاز ہی پیدا ہوئے ہاتھ میں دوہے کے مجموعے لئے
کرگئے ہجرت بہاول پور سے اور وہ دلی میں آکر بس گئے
اردو و ہندی کہ پنجابی ہوئی اور سرائیکی زبان مادری
آپ یہ چاروں زباں ہیں جانتے ان میں ہیں ہزارہا دوہے لکھے
آئے بھی دوہے کے مجموعے کئی آپ کی دوہے سے ہے پہچان بھی

اس کتاب سے کئی تحقیقی گوشے بھی وا ہوئے ہیں۔ طرزؔی نے منشی روپ کشور نامؔی سہارنپوی کا تذکرہ کرتے ہوئے بتایا ہے کہ ان کی ہر غزل کا مطلع نعتیہ ہوا کرتا تھا۔ منشی دوارکا پرشاد افقؔ کے تذکرے کے ساتھ بتایا گیا ہے کہ انہوں نے منظوم اخبار شائع کیا اور مول منشی مول چند ایسے نعت گو شاعر تھے جنہوں نے فردوسی کے شاہنامے کا بھی منظوم تذکرہ کیا ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ اس طرح کی معلومات اب ادب کے سنجیدہ قارئین کی نظروں بھی اوجھل ہو رہی ہیں۔ اس طرح طرزؔی نے ماضی کی بھولی بسری باتوں کر ایک بار پھر منظر عام لا دیا ہے۔ مجھے بھی اعتراف ہے کہ اس کتاب کا مطالعہ میری معلومات میں اضافے کا ذریعہ بنا۔

غرض یہ کہ ''نعت گویان غیر مسلم'' نہ صرف پروفیسر طرزؔی کا ایک بڑا شعری کارنامہ ہے بلکہ اردو شاعری کے سرمایے میں بھی ایک وقیع اور خوبصورت اضافہ ہے۔ یہ کتاب فن شاعری کے ساتھ ساتھ ادبی تاریخ میں بھی ایک گراں بہا تحقیقی کارنامہ ہے۔ نعت گوئی کے فن پر اب اگلی جو بھی تحقیق سامنے آئے گی اور گفتگو کی جائے گی اس کتاب سے بے نیاز ہو کر وہ تحقیق یا گفتگو مکمل نہیں ہو سکتی ہے۔ اس کے لیے جناب طرزی کو مبارکباد پیش کرتا ہوں۔ توقع کی جاتی ہے کہ ان کے اس کارنامے کی اردو دنیا میں پذیرائی ہوگی اور اردو زبان کے تئیں مذہب کی بنیاد پر جو متعصّبانہ رویہ بڑھتا جا رہا ہے اس کو پاٹنے میں یہ کتاب کلیدی کردار ادا کرے گی۔

☆☆☆

منظوم مقدّمہ

رب سے جن کے ذکر کو رفعت ملی
ہیں محمد مصطفیٰ ایسے نبی

لائے جو توحید کا پیغام بھی
آپ ہی ہیں وہ رسولِ آخری

ہو اگر توصیف موزوں آپ کی
صنفِ نعتِ پاک وہ کہلائے گی

شرطِ ایماں ہے یہ مومن کے لیے
سب سے بڑھ کر ہو محبت آپ سے

غیر مسلم ایسے ہزاروں ہوئے
ان کی نعتِ پاک جو لکھتے رہے

خوش نصیب ایسے بھی کچھ اُن میں ہوئے
نعت لکھتے لکھتے مومن ہوگئے

دلّو رامِ کوثری ایسا ہے نام
روزِ محشر پائیں گے کوثر کا جام

ہیں بھی ایسے غیر مسلم بے شمار
آپ کی تعریف ہے جن کا شعار

ان کا دیں تسلیم تو کرتے نہیں
مانتے لیکن انہیں صادق، امیں

اہلِ ملّہ، غیر مسلم جو ہوئے
آپ ہی اُن کے امانت دار تھے

اُن کے دل پر ہے وہ عظمت آپ کی
با عقیدت لکھ گئے ہیں نعت بھی

آپ ہیں جب رحمۃ اللعالمیں
وہ بھی کرتے خم عقیدت کی جبیں

ایسا کچھ عہدِ رسالت میں بھی تھا
مشرکوں نے لکھی نعتِ مصطفیٰ

ابن قیس اعشیٰ ہی جو میمون تھا
اس نے بھی لکھی تھی نعتِ مصطفیٰ

گو تھا بے شبہ عرب شاعر بڑا
وہ نہیں اسلام لیکن لا سکا

غیر مسلم نعت گوئے اوّلیں
جانئے میمون کو ہی بالیقیں

پر عرب کی نعتیہ تاریخ کا
حصہ اک اس کا قصیدہ بن گیا

نعت لکھی کعب بن اشرف نے بھی
وہ منافق تھا، سزا جس کو ملی

آپ کی بعثت سے پہلے نعت کا
نقش بھی کچھ دیکھنے کو ہے ملا

نعتِ عہدِ غیر اسلامی جو تھی
چیز کوئی نعت ہی جیسی وہ تھی

پیش گوئی آپ کے آنے کی تھی
آپ کے اوصاف کا اجمال بھی

سیرت وکردار کی عظمت کا ذکر
با عقیدت بَشَری رفعت کا ذکر

اُمِّ معبد نے سراپا آپ کا
اپنے شوہر سے بیاں جیسا کیا

حلیۂ اقدس کا وہ اجمال بھی
نعتیہ انداز کی اک چیز تھی

پوتے کو لے کر دعا کعبے میں کی
ہے وہ عبدِ مطّلب کی نعت ہی

ماں نے دی اک بار حضرت کو دعا
نعت کچھ لوگوں نے اُس کو بھی کہا

عمِّ مشفق وہ ابو طالب جو تھے
خوب ہی نعتیں کہی ہیں آپ نے

عشکلان و ورقہ بن نوفل نے بھی
جو بشارت آپ کے آنے کی دی

نعت کے زمرے میں ہے اِن کا شمار
جانِ رحمت پر درودِ صد ہزار

تبّع بن احسان یمنی کی کہی
نعت اول عَرَبی مانی گئی

حمزہؓ و عباسؓ، عثمانؓ و علیؓ
نعتیں ہیں حضرت عمرؓ، بوبکرؓ کی

نعت گو ابنِ زہیر اک کعب تھے
جو قصیدہ بردہ ہیں بھی لکھ گئے

حضرت حسّانؓ بن ثابت نے بھی
نعتِ پاکِ مصطفیٰ لکھّی، پڑھی

ہندو، سکھ، عیسائی جو حق بیں ہوئے
دیدہ و دل کی طہارت سے بھرے

نور کو کیسے نہ کہتے نور ہی
ایسا کہنے پر وہ تھے مجبور ہی

ہر زبان و عہد میں، ہر ایک جا
سلسلہ رائج اُن کی مدحت کا رہا

نعت گوئے عَرَبی کچھ ہند کے
فضلِ حق وہ خیر آبادی ہوئے

بلگرامی تھے جو اک آزاد بھی
آپ نے بھی نعت لکھی عَرَبی

دہلوی شاعر رفیع الدین تھے
اور سیف الدین طاہر بھی ہوئے

گوئٹے، شاعر بڑا، اک جرمنی
جس نے لکھّی ''نغمۂ محمدی''

ترجمے دیگر زبانوں میں ہوئے
شارحِ وصفِ نبی جو بن گئے

راستی فکر و نظر کی بے گماں
دولتِ شاعر رہی ہے جاوداں

یہ متاعِ بے بہا فنکار کی
ذہن و دل کو رکھتی ہے بیدار بھی

فکرِ صالح سے یہ رکھتی آشنا　　بنتی پاکیزہ عقیدے کی بِنا
غیر مسلم نعت گو جو بھی ہوئے　　زیرِ دام حسنِ سیرت آگئے
رحمۃ اللعالمیں کی ذات ہی　　نعت گوئی کی محرک بن گئی
دین و مذہب، ملک و ملت سے پَرے　　معتقد حضرت محمدؐ کے ہوئے
اُن میں دیکھیں خوبیاں ہی خوبیاں　　روشنی، ظلمت سے پھر دَبتی کہاں
پیکرِ حضرت محمد مصطفیٰ　　اُن کی تخلیقوں کا جب محور بنا
صحّتِ فکر و نظر وہ پاگئے　　لذتِ دردِ جگر وہ پاگئے
دامنِ شب میں سحر وہ پاگئے　　کیفِ انوارِ قمر وہ پاگئے
حبِّ احمد کا گہر وہ پاگئے　　نعت کہنے کا ہنر وہ پاگئے
اُن کی آنکھوں کو بصارت مل گئی　　اُن کے خامے کو طہارت مل گئی
اُن کے شعروں کو لطافت مل گئی　　اُن کے مصرعوں کو بلاغت مل گئی
نعت لکھ کر وہ موَقر ہوگئے　　اوروں سے شاعر وہ بہتر ہو گئے
تاروں سے ماہِ منوّر ہوگئے　　واصفِ محبوبِ داور ہوگئے
سیرتِ آقا کا ہے یہ امتیاز　　بن گئے محمود کتنے خود ایاز
اللہ اللہ! وہ نگاہِ مصطفیٰ　　جس پہ پڑجائے، دکھائے معجزہ
ہر عمل سے ہوتا رحمت کا نزول　　گمرہوں پر تھا ہدایت کا نزول
بیکسوں پر ہوتا شفقت کا نزول　　دشمنوں پر بھی محبت کا نزول
چارہ سازِ بیکساں و بے نوا　　حق شعار و حق رسا و حق نما
صبر و ضبط، اکرام، ایثار و وفا　　رحمتِ کل، منبعِ لطف و عطا
مخزنِ داد و دہش، جود و سخا　　محسنِ انسانیت، مشکل کشا
ذات ان اوصاف سے جو ہو بھری　　نعت پھر کیسے نہ لکھتے غیر بھی
آپ کی سیرت سے، ارشادات سے　　فکرنے اندازِ نو کچھ پائے تھے
نعت میں آداب ہوں پیشِ نظر　　ورنہ ہوجائے عقیدت پُر خطر

اس میں شامل ہو اگر سوز و گداز ہو درِ مقبولیت بھی اس پہ باز
نعت ہوتی ہے اسی دم قیمتی وہ اگر باچشمِ تر لکھی گئی
ہو اساس اس کی اگر حُبِّ نبی پھر تو ہوگی کیفیت کچھ اور ہی
رتبۂ عالی نبیؐ پاک کا نعت کا بے شبہ اک جز ہے بڑا
دوسرا جز ہے عقیدت لازمی جو زمینِ دل کو کرتی نرم بھی
جب عرب سے آئی یہ ایران بھی تو مقامِ خوب تر ہی پا گئی
فارسی شعرا کا کچھ جو ہر کھُلا اک فضائے بے کنار اِس کو ملا
معتبر جو نعت گو ہیں فارسی اُن کے اسمائے گرامی ہیں یہی
اسعدِ گرگانی، فردوسی ہوئے انوری، خاقانی و رومی ہوئے
سعدی و حافظ تو قاآنی ہوئے جامی و عطّار ، کرمانی ہوئے
اصفہانی و نظامی گنجوی تو سنائی و کمال الدین بھی
ہند کے بھی نعت گو ہیں فارسی جن کی عظمت ہے مسلّم خوب ہی
اہم ایسے باسعادت جو ہوئے ان کے اسمائے گرامی دیکھئے
نعت لکھی خواجہ اجمیری نے بھی بختیارِ کاکی نے بھی ہے لکھی
وہ نظام الدین یعنی اولیا فیضی و قدسی، بدایونی ضیا
سنجری، بیدل، حزیں، خسرو نے بھی نعتیں لکھیں فارسی میں خوب ہی
پھر نظیری، عرفی کنجاہی نے بھی غالب و اقبال اور شبلی نے بھی
شاہ بدر الدین وہ پھلواروی تو وہیں کے تھے جو حضرت فرد بھی
طالبِ جلواروی، دربھنگوی فارسی نعتیں ہیں، جن کی مثنوی
فارسی گو اور ہیں ان کے سوا جن کو حاصل ہے مقام و مرتبہ
ان کی نعتوں میں ہیں وہ سرمستیاں کیف و وجداں کا شگفتہ گلستاں
چشتی و نانک کی ہے یہ سرزمیں نورِ حق سے فیض پاتی ہے جبیں
ہے یہاں روحانیت کا وہ نظام نعتیں ہیں میخانۂ مدحت کا جام

فکرِ اعلیٰ کا نمونہ نعت ہیں
وصفِ آقا کا خزینہ نعت ہیں

منبعِ حسن و عقیدت نعت ہیں
پیارے آقا کی محبت نعت ہیں

اسوۂ حسنہ رسولِ پاک کا
خلوت و جلوت کا حسنِ تذکرہ

بر درِ آقا عقیدت سے کھڑے
غیر مسلم بھی ہیں نذرِ دل لئے

حیثیت ہے اس لئے اس کی بڑی
ہے فضیلت غیر کے اقرار کی

گنگا جمنی جس کا ٹھہرا نام بھی
اردو مظہر ہے اسی تہذیب کی

مشترک تہذیب کی ہے ترجماں
ہند و مسلم سب ہیں اس کے پاسباں

اردو نعتوں کی کریں گر بات بھی
ہندو، سکھ، عیسائی بھی ہیں خوب ہی

نعتِ مسلم ہے نہیں موضوع مرا
اس لئے موقع نہیں تفصیل کا

ہجری گیارہ ویں صدی سے نعت کی
ابتدا اردو میں بے شبہ ہوئی

نصرتی، سودا، فراقی و ولی
لکھی ہے ان شاعروں نے نعت بھی

دردِ دل ہی والے خواجہ درد بھی
نعت ، میرِ سوز نے بھی ہے لکھی

تھے جو سلطاں وہ قطب شاہِ قلی
نعتیہ غزلیں کئی ہیں آپ کی

خطہ بے شبہ شمالی ہند کا
اردو نعتوں کے لئے اچھا رہا

نظم کچھ مولود تو معراج کی
اُن دنوں کی ایک دولت ہے بڑی

وہ نوازش ہی علی شیدا ہوئے
چار جلد منظوم سیرت لکھ گئے

ایسے ہیں وہ باقرِ آگاہ بھی
آٹھ جلدوں میں لکھی سیرت نبی

صنعتی بھی کر گئے کچھ ایسا کام
ان کا بھی سیرت نگاروں میں ہے نام

اک سراج اورنگ آبادی بھی تھے
خوب ہی نعتیں کہیں ہیں آپ نے

غیر مسلم شعرا بھی اس عہد کے
نعت اردو میں ہیں کچھ لکھتے رہے

لالہ بدھ سنگھ تھے قلندر نام کے
تو کرشنِ لال اک مجروح تھے

ایک شاعر طرز تھے گردھاری لال
تو ظہورِ شیو سنگھ تھے باکمال

صاحب سحر البیاں میرِ حسن
میر ہیں جو شہ سوارِ رخشِ فن

مصحفی، انشاء و جرأت اور نظیر
دولتِ نعتِ نبی سے تھے امیر

مرزا غالب، ذوق اور مومن ہوئے
نعت گو شاہِ ظفر بے شبہ تھے

عیش عزّت سنگھ، مکھن لال تھے
ساقی شنکر سنگھ تھے اُس دور کے

تھے شگفتہ ایک سندر لال ہی
غیر مسلم نعت گو یہ چار بھی

ہے جو منظر نامہ اس کے بعد کا
کیف پرَوَر نعتوں کا ہے سلسلہ

نعت گو ہیں اک سے اک بڑھ کر ہوئے
اہلِ دل، اہلِ قلم جو تھے بڑے

حالی، شبلی، محسنِ کاکوری
داغ و حسرت تو عزیزِ لکھنوی

حمزہ و احمد رضا، سیماب بھی
جوش و ندرت، کوثرِ القادری

ہادی و الیاس، انور صابری
دانشِ احسان، اکبر میرٹھی

وہ روش صدیقی، بیدم وارثی
میر انیس و قاسمِ نانوتوی

گر جگر، جوہر تو مینائی امیر
پھر حفیظِ تائب اور مرزا دبیر

قاسمی احمد ندیم، اقبال بھی
اکبر اور شاعر رؤف امروہوی

جن کو کہتے شاعرِ اسلام ہی
وہ حفیظِ خوش نوا جالندھری

ہیں ظفر ہی جو علی خاں اک ظفر
مدحتِ آقا کا رکھتے ہیں گہر

بیکلؔ اتساہی وہ شاعر اک بڑے
تھے معزز آپ اپنی نعت سے

رازؔ تھے شاعر الہ آباد کے
کیف زا نعتیں کہی ہیں آپ نے

حضرتِ شبنم کمالی جو ہوئے
طلحہ رضوی برق کو بھی لیجئے

طالبِ جلواروی بھی اک ہوئے
نعتِ اردو ، فارسی جو کہہ گئے

سرورِ برداہوی، امجد علی
نعتیہ مجموعے دو جو لائے بھی

احمدِ فاروق صدیقی جناب
نعت گوئی میں بہت ہیں کامیاب

پھر مناظر عاشقِ ہرگانوی
لائے جو ’’پڑھتی محمد سانس بھی‘‘

دل امانِ خاں جو ہیں امریکہ وی
نعتیہ مجموعے دو ہیں لائے بھی

الغرض شعرائے اردو جو ہوئے
مدحتِ آقا وہ ہیں کرتے رہے

اُن کا لکھیں صرف ہم گر نام ہی — تو کتاب ہوجائے اک تیّار بھی
نام اُن کا لاتے ہیں شعروں میں گر — شعریت کو اِس سے پہنچے گا ضرر
حاشئے میں ہیں رقم کچھ نام بھی — جو نہیں ہرگز ہیں حرفِ آخری[۱]

[۱] نعت گو شعرا

آسی غازیپوری	ابرار کرتپوری	ابوالبیان حمّاد	ابوالفیض سحر
ابوالخیر کشفی	ابوالمجاہد زاہد	اجمل اجملی	اختر شیرانی
اسلم بدر	اسلم لکھنوی	اسمٰعیل آذر	اشعر رام نگری
اظہار وارثی	اعجاز رحمانی	افتخار حیدر	افسر امروہوی
الیاس برنی	بسمل سعیدی	بیکل اتساہی	تاجور نجیب آبادی
تسنیم فاروقی	جاذب قریشی	جرار چھوسوی	جعفر بلوچ
حامد رام پوری	حفیظ تائب	حفیظ میرٹھی	حمّاد انجم
حنیف اخگر	خالد محمود	خلیل تنویر	خمار بارہ بنکوی
رباب رشیدی	رضا رام پوری	رفعت سروش	رئیس امروہوی
زائرِ حرم حمید صدیقی لکھنوی	زیبا جونپوری	ساجد صدیقی	ساجد لکھنوی
ساغر نظامی	سحر رام پوری	سلام لادین ناصر	سلیمان خمار
سید شمیم اختر	شاہ قتیل داناپوری	شفق طاہری	شفیق جونپوری
شمس رمزی	شمیم امروہوی	شمیم جے پوری	شہباز ندیم ضیائی
شہزاد احمد	صادق دہلوی	صبا افغانی	صبیح رحمانی
صوفی صغیر احمد	صوفی میرٹھی	طاہر تلہری	ظفر مراد آبادی
عالم رامپوری	عامر عثمانی	عبدالاحد ساز	عبدالعزیز خالد
عبدالواجد نیّر	عثمان عارف	عزیز بگھروی	عشرت کرتپوری
عظیم امروہوی	علیم اختر مظفر نگری	عمر انصاری	عنبر بہرائچی
عنوان چشتی	فاروق ارگلی	فضا ابن فیضی	کوثر نیازی
فنا نظامی کانپوری	قاسم حبیبی	قاضی فراز احمد	قطب فریدی

عہد زرّیں نعت کا کہیے جسے | بالیقیں اس دور کو ہی مانیے
ارتقائے عصری پہ اس صنف کی | رکھی شعرا نے نظر مرکوز بھی
نعتیہ مجموعے خوب آنے لگے | تجربے کچھ اس کی ہیئت پر ہوئے
دوہے، سانیٹ نعتیہ لکھے گئے | ہائیکو اور ماہیے ہیں نعت کے
خاص نمبر کچھ مؤقر آگئے | سیمنار اس موضوع پر ہونے لگے
راہ کچھ امکانِ نَو کی بھی کھلی | یہ غزلیہ فارم میں بھی آگئی
آشنا مضمونِ نَو سے بھی ہوئی | وہ عقیدت کی فراوانی ملی
ندرتِ اظہار کی حامل ہوئی | عشقیہ رفعت اسے حاصل ہوئی

بقیہ گزشتہ حاشیہ:

قمر سنبھلی	قمر مرادآبادی	کفیل آذر	کیف بھوپالی
لئیق انصاری	ماجد خلیل	ماجد دیوبندی	ماہر القادری
محمد علی موج	مخمور دہلوی	مظفر حنفی	مظفر وارثی
معین شاداب	منصور عثمانی	نادم بلخی	ناوک حمزہ پوری
نذیر بنارسی	نعیم صدیقی	واجد سحری	والی آسی
ہمسر قادری			

نعت گو شاعرات:

آفتاب بیگم یاس	آمنہ خاتون	اشرف النساء ضرورت	انیسہ شروانیہ
انیسہ بیگم	بیگم عروج	بی بی منیر النساء	بی بی محمودہ خاتون
تہنیت النساء بیگم	جمال النساء بیگم	حیدر بیگم قمر	رسول جہاں بیگم
روحی علی اصغر	رشیدہ عیاں (امریکہ)	زہرا ڈار	سردار حیدرآبادی
سیدہ خیرآبادی	سلطانہ مہر (برمنگھم)	سردار خانم یوسف زئی	شمیم جالندھری
صغری فاطمہ تاج	طاہرہ بانو سعید	عصمت	عفت مظفرنگری
کیفی	مخفی امروہوی	نواب اختر	نوشابہ خاتون
نوشابہ انور جہاں انور			

بزمِ نعت ہونے لگی آراستہ
طرحی نعتوں کا چلا اک سلسلہ
موضوعِ نَو کا جہاں اس کو ملا
کیف و مستی کا بیاں اس کو ملا
عشقِ آقا کا ملا اس کو وفور
شاعروں نے پایا پاکیزہ شعور
شعرا کو دولت ملی ایمان کی
دل کو لذت مل گئی ایقان کی
دَر کھُلے کچھ نَو بہ نَو اظہار کے
کیف چھائے نعتیہ اشعار کے
جزوِ ایماں گر ہو حبِّ شاہِ دیں
آسماں بن جاتی ہے دل کی زمیں
غایتِ ہستی ہو جب عشقِ نبی
کیوں نہ ہو شاداب کھیتی نعت کی
تھے محمد رحمۃ اللعالمیں
سایۂ رحمت کوئی ان سا نہیں
وہ تھے رحمت سارے عالم کے لیے
اس لئے ممدوحِ عالم بن گئے
ان کے جیسا ہے بشر کوئی نہیں
شاہِ دنیا بھی وہی ہیں شاہِ دیں
اصل موضوع کی طرف آتا ہوں اب
کچھ حقائق علمیہ لاتا ہوں اب
گنگا جمنی ہے وراثت ملک کی
ترجماں اردو ہے جس کی اک بڑی
مشترک تہذیب ہے اس دیش کی
سیکولر پونجی ہے جو قومی بڑی
ایسے شاعر اردو کے بھی ہیں کئی
کر گئے تعریف بھی جو کرشن کی
اکبر آبادی نظیر اک جو ہوئے
تھے کشادہ دل وہ شاعر اک بڑے
دونوں قوموں کے بڑے فنکار کی
خوبی بے شبہ رہی ہے یہ بڑی
کرشن، گوتم، نانک و عیسیٰ کو بھی
سب نے بے شبہ عقیدت پیش کی
بزم آقا میں ہیں سب آئے ہوئے
لے کے نذرانے بھی نعتِ پاک کے
کہہ گئے بھی خوب ہی بیدی سحر
جو بڑے شاعر بھی تھے اک دیدہ ور

کنور مہندر سنگھ بیدی سحر:

''ہم کسی دین کے ہوں قائل کردار تو ہیں
ہم ثنا خوانِ شہِ حیدرِ کرار تو ہیں''
''نام لیوا ہیں محمد کے پرستار تو ہیں
یعنی مجبور پئے احمد مختار تو ہیں''

''عشق ہو جائے کسی سے کوئی چارہ تو نہیں
صرف مسلم کا محمد پہ اجارہ تو نہیں''

کہتے گورکھپور ہی والے فراق
جس سے ظاہر ہے خلوصِ اشتیاق
رحمتِ عالم محمد کی ہے ذات
وہ بتاتے ہیں محمد کی صفات

رگھوپتی سہائے فراقؔ گورکھپوری:

''انوار بے شمار معدود نہیں
رحمت کی شاہراہ مسدود نہیں''
''معلوم ہے کچھ تم کو محمد کا مقام
وہ امتِ اسلام میں محدود نہیں''
پھر جناب امن گوپی ناتھ بھی
نعتیہ بھی کر گئے جو شاعری
لاکھ باتوں کی ہیں بات اک کہہ گئے
دیکھئے، کیا کہتے ہیں وہ دیکھئے

گوپی ناتھ امنؔ:

''شفیع امم رحمتِ عالمیں ہے
فقط وہ متاعِ مسلماں نہیں ہے''
قلب پاکیزہ ہے اک دولت بڑی
جو زمینِ دل کو کرتی نرم بھی
پھول کھلتے ہیں ہیں عقیدت کے وہیں
جس دلِ بینا کی دولت ہو یقیں
نعت گوئی کی عقیدت ہے اساس
پی کے میخانے کہاں بجھتی ہے پیاس
سیرتِ حضرت محمد مصطفیٰ
نعت کی ہے دوسری محکم بنا
غیر مسلم نعت گو جتنے ہوئے
اُن کو اِن دو خانوں میں ہی بانٹئے
نعت کی ، ایماں ہے شرط اوّلیں
سیرتِ آقا پہ ہے جن کو یقیں
غیر مسلم نے جو نعتیں ہیں کہیں
نعت کے زمرے میں ہیں بھی یا نہیں
اختلاف اس امر میں پایا گیا
بعض نے انکار ہے اِس سے کیا
ناعت و منعوت کا ہے مسئلہ
طے جزا اس کی کرے گا بس خدا
قیمتِ تعریفِ محبوبِ خدا
کب روا ہے طے کریں ما و شما
نعت گوئی کے ہیں کیا آداب بھی
اس پہ کچھ اظہار ٹھہرا لازمی
اس میں کیا ہے سوز دل فنکار کا
رشتہ اُس کا ہے گدازِ دل سے کیا
کیسی ہم آہنگی ہے جذبات سے
کیسا برتاؤ ہے احساسات سے
کیسی ہے الفاظ کی پاکیزگی
والہانہ پن ہے، کیا برجستگی

کیسا کچھ ممدوح کا ہے احترام
کیسا ہے شائستگی کا التزام

ان کی تعلیمات کا ہے جو بیاں
ہیں دلائل آشنا کتنے، کہاں

سیرتِ آقا پہ ہے کیسی نظر
کتنا رتبے سے ہے ناعِت با خبر

شان میں بیشی کمی ہوجائے گر
حق میں ناعِت کے ہیں دونوں پُر خطر

جذبِ عشقِ مصطفیٰ کا ہو وفور
اشک کے قطرے بھی شامل ہوں ضرور

ہو زبان و فن پہ بھی کامل عبور
نعت کو دے سیرتِ آقا کا نور

جنھوں نے رکھا اسے پیشِ نظر
لکھ گئے نعتِ نبی وہ معتبر

جن کو حاصل نعت میں ہے امتیاز
فکر میں جن کی ڈھلا دل کا گداز

پیش ہے کچھ ایسے ناعت کی مثال
جن کے فن میں ہے عقیدت کا کمال

جن کا فن ہے تابشِ حسنِ بیاں
جن کا فن ہے مظہرِ دردِ نہاں

آرزو جو تھے سہارنپور کے
ارفع واعلیٰ وہ نعتیں لکھ گئے

فکرِ اعلیٰ، شوکتِ الفاظ سے
نقش تابندہ بنائے آپ نے

آرزو سہارنپوری، سادھورام:

"جہنم در بغل، کلمہ بلب، فردوس در دامن
سرِ محشر یہ کون آتا ہے دیوانہ محمد کا"

"بس اب اے آرزو کیا شرحِ تفسیرِ نبوت ہو
محمد سے محمد تک ہے افسانہ محمد کا"

ایک چندو لال ہی شاداں بھی تھے
نعت میں نازک خیالی دیکھیے

چندو لال شاداں:

"تو صاحبِ معراج ہے تو صاحبِ لولاک
رتبہ ترے قدموں سے ملا عرش بریں کو"

شاعر اک بلوان سنگھ راجا ہوئے
کچھ علوئے فکر اُن کا دیکھیے

راجا بلوان سنگھ:

"ھو الاوّل ھو الآخر کا مطلب نورِ احمد ہے
اسی پر ابتدا ٹھہرے اسی پر انتہا ٹھہرے"

شعلہ تھے جو منشی بنواری لال
نعتیں ہیں اعلیٰ عقیدت کا جمال

منشی بنواری لال شعلہؔ:

''بڑھے گی جب زیادہ آفتابِ حشر کی گرمی تری رحمت پکارے گی یہی میدانِ محشر میں''
''چلے آؤ چلے آؤ گنہگارو چلے آؤ ہزاروں کوس کا سایہ ہے دامانِ پیمبر میں''
رام نگری کالکا پرشاد تھے نعت میں نازک خیالی دیکھئے

منشی کالکا پرشاد رام نگری:

''چاند سورج کو کوئی ہاتھوں پہ میرے لاوے کونین کی دولت مرے دامن میں چھپادے''
''پھر کالکا پرشاد سے پوچھے کہ تو کیا لے نعلینِ محمد کو وہ آنکھوں سے لگالے''
منشی پیارے لال جو رونق ہوئے مصطفٰی سے عشق ان کا دیکھئے

منشی پیارے لال ماتھر، رونقؔ دہلوی:

''رہتا ہے مری آنکھوں میں کونین کا جلوہ بخشا ہے مجھے نور وہ دیدارِ نبی کا''
شیر سنگھ ہی کا تخلص تھا شمیمؔ نعتِ آقا کہتے با قلبِ صمیم

سردار شیر سنگھ شمیمؔ فرخ آبادی:

''جنہیں ہو دیکھنا نورِ الٰہی وہ دیکھیں جلوۂ روئے محمد''
برج موہن دتاتریہ جو ہوئے خوب ہی نعتِ محمد کہہ گئے

برج موہن دتاتریہ کیفی:

''ہو شوق نہ کیوں نعتِ رسولِ دوسرا کا مضموں جو عیاں دل میں ہے لولاک لما کا''
''پہنچایا ہے کس اوجِ سعادت پہ جہاں کو پھر رتبہ ہو کم عرش سے کیوں غارِ حرا کا''
تربھون زتشی زارِ دہلوی خوب ہے اسلوب کی دانشوری

تربھون زتشی زارؔ دہلوی:

''وہی ذاتِ بابرکات تھی بخدا سکونِ حیات تھی وہ ربوبیت کی شمولیت تھی ادائے علم طراز میں''
نعتِ دلو رام کا کیا پوچھنا اک گراں دفتر ہے حال و قال کا

چودھری دلو رام کوثری:

''عظیم الشان ہے شانِ محمد خدا ہے مرتبہ دانِ محمد''
''فرشتے بھی یہ کہتے ہیں کہ ہم ہیں غلامانِ محمد''

نعتیہ مجموعہ ہیں جو لائے بھی
نام ہیں ان خوش نصیبوں کے یہی[۲]
کوثری[۱] و شاد[۲] تو دھرمیندر[۳] ہی
عرش[۴] و امن[۵] و ناز[۶] تو مخلص[۷] نے بھی
وہ ادیب[۸] و آرزو[۹] ، قیصر[۱۰] ہوئے
جو رضا گپتا[۱۱] ''اجالے'' لائے تھے
ہیں جگن ناتھ[۱۲] ایک جو آزاد ہی
وہ ''نسیمِ پر 'حجاز' ہیں لائے بھی
پھر مَیَنک[۱۳] و قیس[۱۴]، میرٹھ کے سحؔا[۱۵]
ان کا بھی مجموعہ آیا نعتیہ
اک بریلی کے ہوئے جو مستؔ ہی
نعتیہ مجموعہ لائے آپ بھی

۲ وہ غیر مسلم شعرا جن کا مطبوعہ مجموعۂ نعت ہے:

۱ چودھری دلورام کوثری: گلشن نعت کوثری، آب کوثر، بزم کوثری
۲ مہاراجہ سر کرشن پرشاد شاد: ہدیہ شاد
۳ ڈاکٹر دھرمیندر ناتھ: انوار عقیدت
۴ پال مکند عرش ملسیانی: آہنگ حجاز
۵ گوپی ناتھ امن: سیل عقیدت
۶ چرن شرن ناز مانکپوری: رہبر اعظم
۷ الن جون مخلص بدایونی: گلدستۂ نعت
۸ ادیب لکھنوی: نذرانۂ عقیدت
۹ سادھورام آرزو سہارنپوری: ظہور قدسی
۱۰ انذیر قیصر: اے ہوا موذّن ہو
۱۱ کالیداس گپتا رضا: اجالے
۱۲ پروفیسر جگن ناتھ آزاد: نسیمِ حجاز
۱۳ قیس جالندھری: رسول درشن
۱۴ لکشمی نرائن شریواستو، سحؔا میرٹھی: معراجِ محبت (ماہنامہ نعت لاہور نے جولائی ۱۹۹۲ء کا شمارہ سحؔا میرٹھی کے نعت نمبر کے طور پر شائع کیا جس میں سحؔا کی اکیاون نعتیں دی گئی ہیں
۱۵ مینک اکبرآبادی، کرشن کمار سنگھ: سمت کاشی سے چلا

ہے زبان و دین کی کثرت جہاں
ایک ایسا ملک ہے ہندوستاں
ہے اِسی کثرت میں وحدت بھی مگر
بولتے افراد اردو بیشتر
غیر مسلم نے محبت اس سے کی
لائے کچھ اس بُت پہ ہی ایمان بھی
اردو نظم و نثر کے میدان کا
فتح مندوں میں شمار ان کا ہوا
جیسے دیگر صنفوں میں ہیں معتبر
نعت گوئی میں بھی ہیں یہ مقتدر

نعت ہے ذکرِ جمالِ مصطفیٰ
نعت، اجمالِ کمالِ مصطفیٰ

ان کی نعتیں! دلکشی اسلوب کی
ان کی نعتوں میں علوئے معنوی

ان کی نعتوں میں ہیں تلمیحات بھی
اعلیٰ ترکیبات و تشبیہات بھی

ہیں نمونہ ندرتِ اظہار کا
آئینہ ہیں رفعتِ اظہار کا

جا بجا قرآنی ہیں آیات بھی
شستہ وشائستہ ہیں جذبات بھی

سادگی سے حسنِ معنی آشکار
تو جبینِ عشق ہے سجدہ گزار

کر گئے ہیں معجزے کا بھی بیاں
ذکر ہے معراج کا ان کے یہاں

ہیں مدینے کی تمنا بھی لئے
شوق ہے ، روضہ نبی کا دیکھتے

حشر میں اُن کا سہارا چاہتے
تاجِ سر ، نعلین رکھنا چاہتے

اتنی اعلیٰ نعتیں ہیں بھی بعض کی
جیسے مذہب ان کا ہو عشقِ نبی

بات یہ مسعود احمد نے کہی
غیر مسلم کچھ نے نعت ایسی لکھی

داد کا نذرانہ یوں ان کو دیا
ہندو کہنا بھی نہیں دل چاہتا

نعت گو جو تذکرے میں آ سکے
تین سو زائد بہتّر جانئے

ڈاکٹر دھرمیندر کی جو ہے کتاب
ایک ترتیبِ گراں و لاجواب

ہاں وہی جو ہے ’ہمارے‘ پر ’رسول‘
علم اور ان کی عقیدت کا حصول

ہر قدم وہ تھی مرے پیشِ نظر
بلکہ تھی میرا مآخذ معتبر

محترم راجا رشید اک جو ہوئے
ہاں کراچی کا جنہیں کہہ لیجئے

خوب وہ بھی کام آئے ہیں مجھے
غیر مسلم نعت نمبر لائے تھے

تذکرہ ہوتا مکمل کب کوئی
کچھ تو رہ جاتی بھی ہے اس میں کمی

اس حقیقت سے نہیں میں بھی بری
مجھ سے بھی کچھ رہ گئی ہوگی کمی

تذکرے اس موضوع پہ آئے کئی
ہیں مفصل، معتبر بھی خوب ہی

تذکرہ میرا مگر منظوم ہے
یہ عطائے رب مرا مقسوم ہے

ہوگیا ہے آج کل اک عارضہ
پین (Pain) میں سروائیکل کے ہوں گھِرا

دو مہینے سے ہے یہ حالت مری
بیشتر رہتی ہے بے چینی بڑھی

یہ معالج کا ہے میرے مشورہ
پڑھنے لکھنے سے نہ رکھوں واسطہ

عمر میری ہے براسی چل رہی
لاؤں خاطر میں جو سالِ قمری

(تاریخِ ولادت: ۱۹محرم ۱۳۵۷ہجری)

اتنی مہلت دے نہ دے یہ زندگی
کر سکوں اس کام کی تکمیل بھی

ہیں نہیں شبلیؔ و ندویؔ اب کوئی
نامکمل کو جو دیں تکمیل بھی

مجھ پہ واضح یہ حقیقت ہوگئی
کتنا مشکل ہے جنوں کا ضبط بھی

ہم پریشاں رہتے تھے یہ سوچ کے
زندگی کب ساتھ میرا چھوڑ دے

نامکمل ہی نہ رہ جائے یہ کام
زندگی کی میری ہوجائے نہ شام

تھا اک عالم کشمکش کا سامنے
کیا پریشانی تھی کچھ مت پوچھئے

ہیں جو عُثمانی عزیزِ خوش خصال
باسعادت، بالیاقت، باکمال

ہیں صفاتِ دینداری سے بھرے
مرحبا کہ عالم اور بی۔ اے۔ ہوئے

مولوی انوار تھے ساکن گرول
مولوی عثمان تھے فخرِ سپول

وہ اگر عثمانی کے والد ہوئے
تو یہ دادا جان تھے موصوف کے

میں نے عثمانی سے کی مشکل بیاں
حال پر میرے ہوئے وہ مہرباں

با خوشی میری مدد کی آپ نے
پائیں اجرِ نیک بھی اللہ سے

روز کا معمول بھی ایسا رہا
ان کو پندرہ شاعروں کا تذکرہ

میں لکھاتا اور وہ لکھتے رہے
جو کتابی شکل میں اب دیکھئے

عرصۂ یک ماہ اس میں ہے لگا
فضل سے اللہ کے پورا ہوا

کرگئے تصحیح کمپوزنگ کی بھی
اس میں شامل ان کی محنت ہے بڑی

جیسا جو ہے آپ کے ہے سامنے
در گذر کوتاہیوں کو کیجئے

التجائے طرزی ہے بس اک یہی　　داد پائے آپ سے اُس کی سعی
اس سے دنیا میں اگر عزت ملے　　آخرت کا بھی سہارا یہ بنے

رکھئے شامل بھی دعاؤں میں مجھے
اتنی ہے میری گذارش آپ سے

☆☆☆

۱۔ آتشؔ بہاولپوری، دیوی دیال

پ: ۱۸/ نومبر 1915ء و: ۲۹/ اکتوبر ۱۹۹۳ء

آپ تھے آتشؔ بہاول پور کے
جن کو سب دیوی دیال ہیں جانتے
جنم اٹھارہ نُومبُر کو ہوا
سال وہ انیس سو پندرہ کا تھا
پھر بہاول پور سے ہجرت بھی کی
سونی پت، ہریانہ میں لی باش بھی
لکچرر بھی ایک کالج میں رہے
تھے مدیر اخبار وہ 'پیغام' کے
آپ تھے دو اور پرچوں کے مدیر
گویا تھے فنِ صحافت کے امیر
آپ کی دولت ہے دو نثری کتاب
شعری ہے 'شمع فروزاں' لا جواب
آپ تھے شاگرد بھی سیماب کے
خدمتِ اردو بڑی کی آپ نے
ماہ اکتوبر کی انتیس جانئے
عیسوی انیس سو تیرانوے
اس جہانِ فانی سے جاتے رہے
خوب ہی نعتیں کہیں ہیں آپ نے

نمونۂ کلام:

آج ہے آتشؔ مبارک یوم میلاد نبی
آج پھر سے قلب میں تازہ کریں یاد نبی
رہ نمائے منزلِ عرفاں، محمد مصطفیٰ
ہادیٔ دیں، صاحبِ قرآں محمد مصطفیٰ
فخرِ امت، صاحبِ معراج، محبوبِ خدا
شوکت و شانِ رسالت ، تاجدارِ انبیا
آشنائے عظمتِ توحید ، شانِ معرفت
واقفِ اسرارِ پنہاں، نکتہ دانِ معرفت

شانِ شاہاں، سیدِ ابرار، سرتاجِ امم
جن کی ذاتِ پاک ہے سرچشمۂ فیض و کرم

۲۔ آتشؔ بنارسی، ڈاکٹر رمیش پرشاد گرگ

پ: ۲۳/ جولائی ۱۹۴۳ء

اک بنارس کے ہوئے آتشؔ جناب
آپ اردو میں کئی لائے کتاب

تین سال انیس سو چالیس پہ ہو — تئیسواں دن ماہِ ہفتم کا گنو
اُن کی تاریخِ ولادت ہے یہی — تھا پتا کا نام مُنی لال ہی
ہو 'سلیماں' لاحقہ 'آصف' لئے — شاعری میں آپ کے استاذ تھے
شعری مجموعہ جو کہیے 'داغ داغ' — آپ کی غزلوں کا ہے دلکش وہ باغ
اردو و ہندی کے ناول ہیں کئی — خوب ہی کہتے ہیں آتش، نعت بھی

نمونۂ کلام:

ہے اک نمونہ رحمتِ عالم کی زندگی — اللہ کے حبیبِ مکرم کی زندگی
چلنے لگیں نبی کی بتائی جو راہ پر — جنت نشاں بنے گی کل عالم کی زندگی
کہتے تھے آپ جو وہی کرتے تھے خودسدا — اک درس ہے رسولِ معظم کی زندگی
پیغام ایکتا کا دیا آپ نے ہمیں — الفت سکھاتی ہے شہِ عالم کی زندگی

آتش ہمارے واسطے راہِ نجات ہے
سرکارِ دو جہاں، شہِ عالم کی زندگی

۳۔ آرزو سہارن پوری، سادھو رام

پ: ۱۹۰۶ء — و: ۲۵ دسمبر ۱۹۸۳ء

آرزو اک تھے سہارنپور کے — نام سادھو رام جن کا مانئے
جس برس موصوف پیدا بھی ہوئے — عیسوی انیس سو چھ جانئے
عربی و فاسی عالم وہ تھے — اور بیشک ایک شاعر تھے بڑے
نعت گوئی آپ کی پہچان تھی — اُن کی نعتیں ہیں بہت پُر کیف بھی
ہے ظہورِ قدسی، نعتوں کی کتاب — چار[۱] ہیں اس کے علاوہ لاجواب

نمونۂ کلام:

ازل ہی سے محمد کی ثنا خواں ہے زباں میری — بیاضِ صبحِ ہستی پر لکھی ہے داستاں میری

۱۔ الہام سحر، نے و نغمہ، حدیث آرزو اور بہارستانِ اولیا

ترے محبوب کی مدح و ثنا مقصود ہے مجھ کو — دُھلا دے آبِ کوثر سے کوئی یارب زباں میری
کچھ ایسا کھو گیا ہوں نشۂ توحید مطلق میں — مجھے خود بھی نہیں معلوم نظریں ہیں کہاں میری
مدینے کی ہراک شے کو نظر سے سجدے کرتا ہوں — مجھے محسوس ہوتا ہے کہ منزل ہے یہاں میری
مرے اشعار میں اے آرزو رنگِ فصاحت ہے
بہت کچھ حضرت حسّاں سے ملتی ہے زباں میری

۴۔آزاد، پروفیسر جگن ناتھ

پ:۵/دسمبر ۱۹۱۸ء — و:۲۴/جولائی ۲۰۰۴ء

ہو جگن ناتھِ پہ گر آزاد ہی — مستند ہے آپ کی دیدہ وری
آپ عیسیٰ خیل میں پیدا ہوئے — پھر وہاں سے آپ ہجرت کر گئے
کی ادارت[۱] آجکل کی آپ نے — افسرِ انفارمیشن بھی رہے
ایمریٹس پروفیسر اردو کے — یونیورسیٹی جموں میں رہے
انجمن اردو ترقی ہند ہی — جس کے وہ بیشک رہے تھے صدر بھی
تھے بڑے اک ماہرِ اقبالیات — فخر کرتی اُن پہ اردو کائنات
نعتیہ مجموعہ لائے خوب ہی — جو ''نسیم'' پر ''حجاز'' ہے نام بھی
غالبِ ایکاڈمی دہلی ہوئی — جس نے اس پر ہے دیا انعام بھی

نمونۂ کلام:

تیرہ و تار فضاؤں میں تجلی چمکی — کس کا اعجاز تھا یہ؟ ایک بشر کا اعجاز
ہاں یہ اعجاز، اسی صاحبِ اعجاز کا تھا — آج بھی محفلِ گیتی کا جو ہے چہرہ طراز
تو نے انسان کو انسان سے آگاہ کیا — اے ترے نام سے پیدا میرے سینے میں گداز
جوہرِ طبعِ من از وصفِ کمالت روشن
گوہرِ نظمِ من از نسبتِ ذاتت ممتاز

(عرفی)

۱۔ نائب مدیر ماہنامہ ''آجکل'' دہلی

۵۔آزاد سونی پتی، رادھا کرشن

پ:۱۶؍اکتوبر۱۹۳۶ء

ایک سونی پت کے بھی آزاد تھے — جن کو رادھا کرشن سے ہم جانتے
جائے پیدائش مظفر گڑھ ہوئی — بعدِ ہجرت، سونی پت میں باش لی
تھا پِتا کا نام سندر داس ہی — آپ نے اصلاح بھی آتش[۱] سے لی
انجمن اردو ترقی ہند کے — شاخِ ہریانہ کے وہ اک رکن تھے
اردو میں نعتیں کہی ہیں آپ نے — واصفِ محبوبِ رب تھے اک بڑے

نمونۂ کلام:

فروغِ دین وایماں عظمت وشانِ رسالت ہے — اسی کی ذات سے روشن جہاں میں شمعِ وحدت ہے
اسی کے دم سے دنیا میں عروجِ آدمیت ہے — محمد مصطفیٰ سے مجھ کو بھی دل سے عقیدت ہے

پڑھایا درس اہلِ دہر کو اس نے اخوت کا
اسی کی ذاتِ اقدس نے دیا پیغام الفت کا

۶۔آزاد گرداس پوری، مہندر سنگھ

پ:۲۲؍ستمبر۱۹۳۳ء

ہیں مہندرِ سنگھ جو آزاد بھی — یعنی ہی گرداس پوری آپ ہی
ممبئی میں نوکری کی آپ نے — آپ پھر جمشید پوری ہوگئے
کمپنی انجینئرنگ کی ایک تھی — نوکری آزاد نے جس میں تھی کی
ہیں غزل کے آپ شاعر خوب ہی — ہے دگر صنفوں سے بھی وابستگی
سات مجموعے ہیں شعری آچکے — خوب ہی لکھی ہیں نعتیں آپ نے

۱۔آتش بہاول پوری، دیوی دیال

نمونۂ کلام:

ہر مشکلِ حیات کا واللہ حل ہیں آپ
میرے حریمِ شوق کا روشن کنول ہیں آپ
کیا کہہ کے آپ کو میں مخاطب کروں حضور
ہر اک زبانِ شوق کی ضرب المثل ہیں آپ
مستی بھری نگاہ پہ سو میکدے نثار
قرآن کے کلام کا نعم البدل ہیں آپ
میری تلاش، میری تمنا کا ماحصل
میرے نہالِ شوق کا خوش رنگ پھل ہیں آپ

ہر جنبشِ نگاہ میں ہے داستانِ دیں
عشق جنوں نواز کا ردِ عمل ہیں آپ

۷۔ آشفتہ دہلوی، پنڈت امر ناتھ

پ: ۱۸ر نومبر ۱۹۱۵ء
و: ۲۹ر اکتوبر ۱۹۹۳ء

دہلوی آشفتہ بھی ہیں اک ہوئے
آپ امر ناتھ سے جانے گئے
جائے پیدائش ہے دہلی آپ کی
اور تھے کشمیری پنڈت آپ بھی
ہے تخلص جن کا ہاں تنویر ہی
تھے خدا بخش آپ کے استاذ بھی
منصبِ منصف پہ ہی مامور تھے
فارسی داں آپ تھے بھی اک بڑے
صاحبِ دیوان شاعر مانئے
خوش نوا، خوش فکر ان کو مانئے
گلشنِ کشمیر ہے جو تذکرہ
وہ انہیں لکھتا امیر الشعراء

نمونۂ کلام:

زیبِ کونین بہارِ چمن مُطلّبی
نہ ہوا اور نہ ہوئے گا کوئی تم سا نبی
شافعِ روزِ جزا سرورِ عالم نسبی
مرحبا سیدِ مکی مَدَنی العَرَبی

دل وجاں باد فدایت کہ عجب خوش لقبی

ذرۂ خاکِ درِ پاک سے خورشید ہے کم
آپ کے نور سے روشن ہوئے دونوں عالم
رُخ ہے آئینۂ قدرت مجھے کعبہ کی قسم
منِ بیدل بجمالِ تو عجب حیرانم
اللہ اللہ چہ جمالست، بدیں بوالعجبی

۸۔ آفتاب حکیم، شَرُوَنْ ناتھ

شَرُوَنِ ناتھ تھے آفتاب اک حکیم
نعت گو، صاحبِ ذوق و شوقِ سلیم
نام اِن کے پتا کا میا داس تھا
مولد ان کا علاقہ ہی تھا پونچھ کا
کالجِ طبّیہ دہلی فارغ یہ تھے
آپ اچھے حکیم اک تھے مانے ہوئے
تھی ریاست کی مانی جو ڈسپنسری
پونچھ، جموں کے تھے آپ انچارج بھی
اک طرف جو وہ حاذق حکیم ہیں ہوے
تو وہی تھے ادیب اور شاعر بڑے
پونچھ اخبار کے تھے وہ مالک مدیر
ان کے فنِ صحافت کی ہے جو نظیر
اک کمیٹی تھی 'معراج' پر 'النبی'
پونچھ میں تھی جو بے شبہ سرگرم بھی
سب سے اچھی لکھی تھی جو نعت آپ نے
اس کمیٹی سے تمغہ، صلہ پا گئے
نعت کا جو نمونہ نہیں مل سکا
پیش کرنے سے قاصر بھی میں رہ گیا

۹۔ آنند، بوٹا رام

بوٹا رام ایک شاعر جو آنند تھے
لورالائی ضلع میں ملازم وہ تھے
گوپی چند نارنگ صاحب ہوئے
وہ بھی باشندہ ہیں اک اسی ضلع کے
اس ضلع کا جوڈیشیل جو تھا محکمہ
جس میں نائب محرر کا عہدہ بھی تھا

اور نائب محرر تھے آنند ہی
یعنی سرکاری تھی آپ کی نوکری
نعتیہ بزم طرحی وہاں پر ہوئی
سال اُنیس سو چودہ تھا عیسوی
سابقہ آئے 'قندیل' کا 'خیال' پر
یہ ہے گلدستۂ نعت اک معتبر
اس میں تفصیل آئی ہے اس بزم کی
تین اشعارِ آنند ہیں پیش بھی

نمونۂ کلام:

بارِ عصیاں ہے اگر لاکھ مری گردن پر
''میں ہوں مداحِ پیمبر، مجھے پروا کیا ہے''
مدح کچھ اس کی لکھوں میری یہ طاقت ہے کہاں
میں ہوں ناچیز بشر پھر مرا رتبہ کیا ہے

اہلِ محفل کو مبارک ہو یہ محفل آنند
دارِ فانی میں بجز میل کے رکھا کیا ہے

۱۰۔ آنند، جگن ناتھ پرشاد

ان کے احوال کی کچھ نہیں ہے خبر
نعت کے چھ ہیں اشعار پیش نظر
ہے ''ہمارے رسول'' اک جودھر میندر کی
اس حوالے سے اشعار ہیں پیش بھی
کون ہیں، گھر کہاں اور کیا عہد تھا
ان کے بارے میں کچھ بھی نہیں ہے پتہ
فانی[۱]، و نور، خادم کہ خالد ہوئے
تذکرے میں یہ ان چار کے بھی رہے

نمونۂ کلام:

دشتِ فاراں تک جو میرا کارواں پہنچا نہیں
معرفت کی منزلوں تک وہ جواں پہنچا نہیں
ایک قطرہ مل سکا اس کو نہ جامِ عشق سے
تشنہ لب جو تا درِ پیرِ مغاں پہنچا نہیں
دل سلگتا ہی رہا فرقت میں ان کی عمر بھر
گنبد خضریٰ تلک لیکن دھواں پہنچا نہیں
مدحِ حسنِ مصطفیٰ ہے ایک بحرِ بیکراں
اس کے ساحل تک کوئی شیریں بیاں پہنچا نہیں

۱۔ فانی مرادآبادی، نور احمد میرٹھی، عبدالمجید خادم سوہدروی اور خالد بزمی

نیک و بد کی ہے خبر تو واقفِ کونین ہے ہے پہنچ تیری جہاں وہم و گماں پہنچا نہیں
کیا خطا ایسی ہوئی آنند جو محروم ہے
اب تک ان کے گوش تک شورِ فغاں پہنچا نہیں

۱۱۔ ابھیلاشی غازی آبادی، برج ابھیلاشی

برج ابھیلاشی کا ہے تذکرہ غازیؔ آباد تھا گھر آپ کا
تھے شری نارائنِ جی ہی پتا چار نُومبر کو جنم ان کا ہوا
عیسوی انیس سو چھپن تھا سال آیا دنیا میں یہ مرد باکمال
آپ ایم ایس سی ریاضی میں ہوئے اور غزلیہ شاعر میں خوب تھے
تھے وہ شاگردِ ادیبِ لکھنوی کہہ گئے اردو میں وہ قطعات بھی

نمونۂ کلام:

ترے جیسا کوئی نہ دیکھا سنا ہے تو خیر البشر خاتم الانبیا ہے
مدینے کی جانب قدم اٹھ رہے ہیں محمد محمد کی لب پر صدا ہے
یقیں ہے مجھے مل ہی جائے گی منزل مرا مصطفیٰ معتبر رہ نما ہے
دہائی، دہائی، دہائی محمد زمانے کو یہ آج کیا ہوگیا ہے
مدینے کی بستی میں تیرا بسیرا
کوئی ہو سوالی ترا در کھلا ہے

۱۲۔ ابھے، اَبھے کمار

اک ابھے گذرے اَبھے پرہی کمار غیر مسلم، اردو شاعر، باوقار
شہرِ میرٹھ کے وکیل اک جو ہوئے چترسینِ گپتا قابل تھے بڑے

تھے اَبھے فرزند ان کے ہونہار
بی اے، ایل ایل بی ہوئے یہ نامدار
ہے تجارت ہی ابھے کا مشغلہ
شاعری سے واسطہ گہرا رہا
ادبی تنظیم سے یہ ہیں بندھے
ہندی میں مجموعۂ شعری لئے
سال وہ انیس سو چھپن ہی کے
چار نُومبر تھی جب پیدا ہوئے

نمونۂ کلام:

کونین کے مالک وہی مختار وہی ہیں
مولا، مرے آقا، مرے سرکار وہی ہیں
جو شہر مدینہ میں گذار آئے ہیں راتیں
اس خواب کے عالم میں بھی بیدار وہی ہیں
پلّے میں نہیں جن کے ترے عشق کی پونجی
افسوس کہ اس دنیا میں نادار وہی ہیں
میخانۂ طیبہ سے جو پی آئے ہیں اک بار
اس ہوش کی دنیا میں بھی سرشار وہی ہیں
چلتے ہیں سدا آپ کے جو نقش قدم پر
دنیا میں ابھئے صاحبِ کردار وہی ہیں

۱۳۔اثر، کرن پرکاش گوئل

جو اثر، پرکاش ہی گوئل ہوئے
جنم بھومی ٹونک اُن کی مانئے
عیسوی انیس سو چھتّیس تھی
آپ کا ہے سال پیدائش وہی
تین کم انیس سو جو ساٹھ تھا
آپ کا جے پور ہی مسکن بنا
ایک جو صدیقی صاحب تھے قمر
ان کے ہی شاگرد تھے گوئل اثر
تذکرہ شعرا ہی کا جے پور کے
اک جو ہیں محمود خاں ہی لکھ گئے
ایسی کچھ تحقیق ہے موصوف کی
کہ اثرؔ کہتے غزل اور نعت بھی
مل نہیں پایا کوئی ان کا کلام
ذکر ان کا اس پہ ہوتا ہے تمام

۱۴۔ اثیم، ٹھاکر بدّا سنگھ

الرّشید اک ماہنامہ جو ہوا نعت نمبر جس کا ایک آیا بھی تھا
نکلا ہی کرتا تھا جو لاہور سے اچھے پرچوں میں تھا اپنے وقت کے
نُو نُبر انیس سو تھا بانوے ہم موٗقر نعت نمبر پا گئے
اس سے حاصل ایک نعت ان کی ہوئی ہے برائے قاری جو پر کیف بھی
تذکرے محروم ہیں حالات سے اس لئے ہم بھی نہیں کچھ جانتے

نمونۂ کلام:

پھیلا ہے نورِ حُر، رخِ انور کے سامنے ہے ہیچ مشک، زلفِ معنبر کے سامنے
خجلت سے آب آب ہیں نسرین و یاسمین کیا منہ دکھائیں آ کے گل تر کے سامنے
ہے زنگ معصیت سے مرے دل کا آئینہ کیا اس کو لے کے جاؤں سکندر کے سامنے
قسمت کا لکھا مٹ نہیں سکتا کسی طرح تدبیر کیا کرے گی مقدّر کے سامنے
اتنا کرم ہو آنکھ میں آجائے روشنی کہنا صبا یہ جاکے پیمبر کے سامنے
جس در سے آج تک کوئی لوٹا نہ خالی ہاتھ دستِ طلب دراز ہے اس در کے سامنے
حاجت ہے کیا بیان کی، ہے سر بسر عیاں ذرہ کا حال مہر منور کے سامنے
رضواں تجھے جو ناز ہے جنت پہ اس قدر کیا چیز ہے وہ روضۂ اطہر کے سامنے

سر پہ ہو ان کا دستِ شفاعت اثیم کے
جس وقت ہو وہ داورِ محشر کے سامنے

۱۵۔ احقر طوطا رام

ہیں جو طوطا رام ہیں احقر وہی نعت پیش ان کی ہے تین اشعار کی

چھاؤنی سردار پور میں ایک تھی — جس بناء پر تھا وہاں اسکول بھی
پندرہ کم انیس سو تھا سال بھی — جبکہ احقر اس میں تھے استاذ ہی
پرچہ تھا گلزار خلد کے نام سے — جن سے تین اشعاران کے ہیں ملے
وہ ستمبر ماہ کا پرچہ ہوا — سال بھی انیس پچاسی کا تھا

نمونۂ کلام:

مدت سے یہ دل اپنا ہے شیدائے مدینہ — کب مجھ کو خدا دیکھئے، دکھلائے مدینہ
مجنوں ہوں میں ہندی وہ ہے لیلائے مدینہ — لازم ہے مرا نجد ہو صحرائے مدینہ
اے بادِ صبا چشمِ کرم کچھ تو ادھر بھی
لا بہر خدا بو، گلِ رعنائے مدینہ

۱۶۔ اختر امرتسری، بخشی شوری لال

بخشی شوری اخترِ امرتسی — نور چشمِ بخشی کرپا رام جی
پیدا وہ انیس سو نو کے ہوئے — دہلوی[۱] رونق کے ہی شاگرد تھے
رازداں[۲] کشمیری جو ایمن ہوئے — وہ بھی استاذِ سخن تھے آپ کے
بی اے تک تعلیم پائی آپ نے — دلّی، امرتسر سے ہجرت کر گئے
رشتے ان کے انجمن سے بھی رہے — معتبر اردو جریدوں میں چھپے
آپ کو استاذ شاعر جانئے — ماہرِ علم العروض اک مانئے
آپ تھے ہاں صاحبِ دیوان ہی — فارسی و اردو میں کی شاعری

نمونۂ کلام:

دیکھی ہے کہیں صورتِ زیبائے محمد — پھرتا ہے نظر میں قدِ رعنائے محمد
قربان تصور کے کہ پھرتی ہے شب و روز — آنکھوں میں مری صورت زیبائے محمد

---

۱ پیارے لال رونق دہلوی ۲ پنڈت سروپ نرائن رازداں ایمن کشمیری

آنکھوں میں لگالوں میں اسے سرمہ سمجھ کر
مل جائے اگر خاکِ کفِ پائے محمد

ہے کون و مکاں جلوۂ پرنور سے روشن
پھیلی ہوئی ہر سو ہے تجلائے محمد

پھر بھول کے وہ نام نہ لے حور و جناں کا
دیکھے جو کوئی صورتِ زیبائے محمد

روتا ہوں بہت سروِ گلستاں سے لپٹ کر
یاد آتا ہے جب وہ قدِ رعنائے محمد

لے چل سوئے یثرب مجھے اے شوقِ مدینہ
دیکھوں میں وہاں حسنِ دل آرائے محمد

کیوں نامِ محمد نہ ہو ہر وقت زباں پر
ہے سر میں سمایا ہوا سودائے محمد

کیوں کر نہ جہاں میں ہو مرا رتبۂ عالی
میں اخترِ ناچیز ہوں شیدائے محمد

۱۷۔ اختر جالندھری، ستّیہ پال رضوانی

ستّیہ پال اک اخترِ جالندھری
پیدا ہیں انیس سو بارہ کے ہی

میٹرک اور منشی فاضل ہوئے
وہ صحافت سے بھی وابستہ رہے

خوب ہیں تصنیف اور تالیف بھی
وہ رباعی کے ہیں شاعر خوب ہی

آپ ہیں بابا رباعیات کے
تو کتابیں آٹھ آئیں آپ سے

نمونۂ کلام:

از خاکِ عرب تا بہ عجم مانتے ہیں
ہاں صاحبِ الطاف و کرم مانتے ہیں

ہم دَیر نشیں بھی ہیں ترے مدح سرا
رہبر جو مجھے اہلِ حرم مانتے ہیں

سچ ہے ترے اطوار کا ثانی نہ ملا
اس صدق کا ایثار کا ثانی نہ ملا

ایسے تو ملے لاکھ نقوشِ تازہ
لیکن ترے کردار کا ثانی نہ ملا

۱۸۔ اختر، کنور پیتمبر پرشاد

جو اختر کنور ہی پیتمبر ہوئے — وہ بیٹے تھے دیبی پرشاد کے
بہت جس نے ہے خدمتِ اردو کی — وہ اک کنبۂ کائستھ ہے بھی یہی
وہ اختر کنور کے ہی دادا ہوئے — تھن لال تھے اردو شاعر بڑے
تخلص پتا کا تھا بشاش ہی — کہ اردو کے خادم تھے اک آپ بھی
ولادت اٹھارہ براسی کی تھی — تو رحلت ہے انیس سو بیس کی

نمونۂ کلام:

کس منہ سے کروں مدحِ محمد اختر — کیا صلِّ علیٰ نام یہ آیا لب پر
وہ ظل الٰہی ہے، وہ نورِ اسلام — کام اس کا شفاعت ہے بروزِ محشر

مشکل میں تو ہے یار رسولِ مدنی — دکھ درد میں غمخوار رسولِ مدنی
اور حشر میں ہنگامِ شفاعت سب کا — حامی و مددگار رسولِ مدنی

۱۹۔ اختر بھنگالوی، شیو چرن داس

وہی شیو چرن داس اختر ہوئے — جو اختر پہ بھنگالوی ڈالئے
جو اختر کا پیشہ تجارت ہوا — ہوا شاعری سے بھی عشق آپ کا
جو تاریخی ناول بھی ہے اک لکھا — تو ہے مثنوی کارنامہ بڑا
ہے وہ مثنوی نعتیہ رنگ کی — ہے آفاقی اس میں صداقت بھری
جو نام اس کا 'تفسیر' پر ہے 'حیات' — یہ انساں کے حق میں ہے درسِ نجات

نمونۂ کلام:

دل آویز ہے ، قابلِ داد ہے　　محمد کا کیا خوب ارشاد ہے
خلاصہ ہے قرآں کے فرمان کا　　کہ لالچ نہ کر مال کا، جان کا
یہ بیکار ہیں تاج و تخت و نگیں　　اگر دل حقیقت کا قائل نہیں
غریبوں کی خدمت ہو تیرا شعار　　اسی میں ہے مستور رازِ وقار
ارے زندگی ہے مثال حباب　　پلٹ کر نہ آئے گا دورِ شباب
کرے گا اگر حق سے تو اجتناب
رہے گا ہمیشہ شکارِ عذاب

۲۰۔اختر، ہری چند

پ:۱۵/اپریل ۱۹۰۰ء　　و: یکم جنوری ۱۹۵۸ء

ہری چند، شاعر جو اختر ہوئے　　جو پیدا ابھی تھے پندرہ اپریل کے
وہ تھا سال انیس سو عیسوی　　تو ہوشیار پوری سکونت ہوئی
جو تھی عمر سولہ برس آپ کی　　جبھی سے وہ کرنے لگے شاعری
حفیظ ایک شاعر تھے جالندھری　　سخن میں وہ ان کے تھے استاذ بھی
وہ انگلش میں ایم اے تھے لاہور سے　　وہیں فاضلِ فارسی آپ تھے
صحافت سے ان کی تھی وابستگی　　بسے آکے دلی میں ہجرت جو کی
جو انیس سو پر اٹھاون رہے　　یکم جنوری کو جہاں سے گئے

نمونۂ کلام:

کس نے قطروں کو ملایا اور دریا کر دیا　　کس نے ذرّوں کو اٹھایا اور صحرا کر دیا
زندہ ہوجاتے ہیں جو مرتے ہیں اس کے نام پر　　اللہ اللہ موت کو کس نے مسیحا کر دیا

شوکتِ مغرور کا کس شخص نے توڑا طلسم　　منہدم کس نے الٰہی قصرِ کسریٰ کر دیا
کس کی حکمت نے یتیموں کو کیا دُرِّ یتیم　　اور غلاموں کو زمانے بھر کا مولیٰ کر دیا
کہہ دیا لاتقنطوا اختر کسی نے کان میں　　اور دل کو سربسر محوِ تمنا کر دیا
سات پردوں میں چھپا بیٹھا تھا حسنِ کائنات　　اب کسی نے اس کو عالم آشکارا کر دیا
آدمیت کا غرض ساماں مہیا کر دیا
اک عرب نے آدمی کا بول بالا کر دیا

۲۱۔ اختر ہری داسیہ، پنڈت کندن سنگھ

ایک اختر تھے ہری پر داسیہ　　ان کا کندن سنگھ پنڈت نام تھا
آپ کے رنجیت سنگھ والد ہوئے　　تھے جو انگریزی کے ماہر بھی بڑے
گوجرانوالہ تھا آبائی وطن　　آپ تھے بھی نازشِ بزمِ سخن
آپ کے استاد میلا رام تھے　　قیس بھی جالندھری تھے دوسرے

نمونۂ کلام:

جس وقت نظر آئے کچھ آثارِ مدینہ　　حاجی نظر آئے سبھی سرشارِ مدینہ
رہ رہ کے لگالوں اسے آنکھوں سے نہ میں کیوں　　مل جائے اگر خاکِ پُرانوارِ مدینہ
ہر ذرہ مدینے کا ہے رشکِ مہِ انوار　　رشکِ گلِ فردوس ہے پُرخارِ مدینہ
حاصل ہوئی کونین کی دولت اسے اختؔر
حاصل ہوا جس شخص کو دیدارِ مدینہ

۲۲۔ ادا، پروفیسر تیجندر کور

نام ہے تیجندر کور ان کا اداؔ　　اردو کی ممتاز ہیں وہ شاعرہ

ہے گرونانک جو نامی جامعہ
ہیں اُسی میں اک پروفیسر آدا
آشنائی ہے ترنم سے بڑی
خوب پاتیں اس لئے وہ داد بھی
ان کی موسیقی صفت ہے اک دگر
ہر طرح سے شاعرہ ہیں معتبر

نمونۂ کلام:

یہ کسی کو میری کیا خبر ہے
کہ تصور میں خیر البشر ہے
میں بہت دور ہوں میں نے مانا
میرے آقا کو میری خبر ہے
جس پہ جھکتی ہے پیشانی سب کی
اب تصور میں وہ سنگِ در ہے
میں ازل سے ہوں ان کی بھکارن
یہ رسولِ خدا کو خبر ہے
کیا بگاڑے گا میرا زمانہ
کملی والے کی مجھ پہ نظر ہے
نعت لکھتی ہے سرکار کی اَبْ
کیا تیجندرِ آدا بے ہنر ہے

۲۲۳۔ادب سیتاپوری، کنورسورج نرائن سنہا

پ:۱۹۰۹ء
و:۱۹۶۲ء

سیتا پوریؔ ادب ہی تھے کنور
سورج نارائن وہی تھے باخبر
تھے کنور صاحب سروپ ان کے پتا
اُن کا سیتاپور ہی مولد ہوا
آپ کی تعلیم انٹر تک رہی
زندگی ترپن برس کی پائی تھی
شاعری کرتے ہیں وہ پچاس سے
ان کے عشقِ لکھنوی استاذ تھے
پھر جلالِ لکھنوی سے رائے لی
لکھنوی سالک سے پائی رہبری
صدر نائب اردو کی تحریک کے
اردو کے وہ رکن بھی سرگرم تھے

آپ کی "اشکِ خلوص" ہے جو کتاب ہے سلاموں کی کتابِ لاجواب

نمونۂ کلام:

نمازِ محبت ادا کر رہا ہوں خیالِ حرمؑ سامنے آنہ جانا
جبینِ ادب خود جھکی جا رہی ہے قریب آرہا ہے ترا آستانہ

☆☆

جس در پہ فرشتوں کی نظر کرتی ہے سجدے کیا میرے مقدر میں کبھی ہوگا وہ در بھی
جتنی تھی منور شبِ معراجِ محمد روشن نہ ہوئی اتنی کبھی کوئی سحر بھی

☆☆

اے پیکرِ خلوص کے حق آفریں سلام اے پانے والے ختمِ رسل کا خدا سے نام
لطف و کرم کی ایک نظر اس ادب پہ بھی یہ بھی تمہارے در کا ہے ادنیٰ سا اک غلام

۲۴۔ادیب لکھنوی، گرسرن لال

پ:۲۳ر دسمبر ۱۹۰۲ء و:۱۹۹۸

گرسرن لال اک ادیبِ لکھنوی لکھنوی عاصی کے تھے فرزند بھی
وہ تھے شاگردِ عزیزؔ لکھنوی امن گوپی ناتھ کے اصغر اخی
فارسی میں آپ جو ایم اے ہوئے لال باغ اسکول میں استاذ تھے
تھے پرنسپل بھی کئی اسکول کے تو کئے کچھ اور بھی کام آپ نے
ایک "نذرانہ عقیدت" نام سے نعتِ کا مجموعہ ان کا جانئے
آپ نے پائے کئی اعزاز بھی ان کی ہیں خدماتِ اردو خوب ہی

نمونۂ کلام:

السلام اے رہبرِ دنیا و دیں السلام اے رحمۃ اللعالمیں

السلام اے فخرِ آدم السلام　　السلام! اے نازشِ روح الامیں
تیرا نقشِ پا چراغِ حق نما　　ہر سخن تفسیرِ قرآنِ مبیں
ہر قدم تیرا دلیلِ راہِ دوست　　تذکرہ تیرا حدیثِ دل نشیں
ہے وہ دل آئینۂ صدق و صفا　　جس میں ہو تیرا تصور جاگزیں
کفر کی ظلمت مٹانے کے لئے　　نور تیرا بن گیا مہرِ مبیں
شاد ہیں دنیا میں تیرے ذکر سے
ہے نجاتِ آخرت کا بھی یقیں

۲۵۔اشرف،رگھوناتھ

ہیں جو اشرف تو وہی ہیں رگھو ناتھ　　یعنی ہیں مدّاحِ فخرِ کائنات
تھے جو رضوان اک مراد آباد کے　　جن کو سب حسانِ ہند ہیں مانتے
اُن کے شاگردوں میں ہے اشرف کا نام　　آپ نے خورشید کے مضمون میں پایا مقام[1]
پر کلام ان کا نہیں جو مل سکا　　میں بھی قاصر پیش کرنے سے رہا

۲۶۔اشک جالندھری،نرسنگھ دیو[2]

نرسنگھِ دیو اشک ہیں جالندھری　　لکھتے ہیں نعتِ محمد خوب ہی
وہ تھے پہلے شاعرِ نظم و غزل　　مقصدِ شعری گیا ان کا بدل
حال کچھ معلوم ان کا ہے نہیں　　آسماں تو ہے مگر غائب زمیں
ذاتِ آقا سے عقیدت ہے بڑی　　ہوتا ہے اشعار سے ظاہر یہی

۱۔’’اردو کے نعتیہ گلدستے‘‘ ڈاکٹر فضل خورشید، نقوش رسول نمبر جلد دہم ص:۹۵
۲۔بہر زماں بہر زباں ﷺ نور احمد میرٹھی ص:۱۱۶، نقوشِ رسول نمبر جلد دہم، ص:۹۵

نمونۂ کلام:

کہوں کیا کس قدر بالانشیں ہے آشیاں تیرا
فرازِ عرش پر دیکھا ہے اے سَرورَ نشاں تیرا

اسے دونوں جہاں کی نعمتیں حاصل ہیں دنیا میں
بنایا جس نے دل میں اے رسول اللہ مکاں تیرا

خجل ہوں میں گناہوں سے، کرم ہو شافعِ محشر
مجھے بھی ہو بقا حاصل، ملے جو آستاں تیرا

اگر کوئی تمنا ہے تو میرے دل میں یہ آقا
دمِ آخر جبیں میری ہو، سنگِ آستاں تیرا

بہت گھبرا گیا ہوں اے نبی آلام دنیا سے
سکوں مل جائے مجھ کو بھی ملے جو آستاں تیرا

ترا مسکن اگر اے اشکؔ ہو بیت المقدس میں
جلا سکتی نہیں خرمن کبھی برقِ تپاں تیرا

۲۷۔اشک نجیب آبادی، مہندر ناتھ

بحوالہ:''حرف حرف ثنا''مرتبین:ابرار کرتپوری، سکندر عاقل
مکتبہ الحسنات، دہلی ص:۲۸۸

نمونۂ کلام:

ذکر اور فکر کے لمحات سے خوشبو آئی
آپ کی بات پہ ہر بات سے خوشبو آئی

آپ جب آئے ہیں دنیا میں اسی لمحے سے
دن مہکنے لگا اور رات سے خوشبو آئی

ذکر سرکارِ دو عالم کا سنا تھا اک دن
عمر بھر میرے خیالات سے خوشبو آئی

اپنے جذبے کی صداقت پہ یقیں ہونے لگا
نعت جب میں نے کہی نعت سے خوشبو آئی

معجزہ ہے کہ کرشمہ کہ کرامت کوئی
میں نے قرآں جو چھوا ہاتھ سے خوشبو آئی

سو گیا تھا میں مدینے کا تصور کر کے
رات بھر اشکؔ مری ذات سے خوشبو آئی

۲۸۔ اشہر اُجَّینی، منشی پربھولال گوڑ

بحوالہ: ہمارے رسول، از ڈاکٹر دھرمیندر ناتھ، ص: ۲۷۵

خدا نے تم کو وہ بخشا ہے اے خیر الوری پایا
رسولوں میں نہیں ایسا کسی نے مرتبہ پایا
نہ پوچھو اہل دل نے ماسوا میں تم کو کیا پایا
تمہیں کو ابتدا پایا، تمہیں کو انتہا پایا
شب معراج حق سے لامکاں میں جب ہوئیں باتیں
خدا جانے خدا نے کیا دیا بندہ نے کیا پایا

۲۹۔ اعجاز، بھگوان داس

پ: ۱۷ر دسمبر ۱۹۳۲ء

آپ ہی بھگوان داس اعجاز ہیں
صنفِ دوہا کا سراسر راز ہیں
ماہ بارہ، سترہ جو تاریخ تھی
عیسوی انیس سو بتیس ہی
کہ جناب اعجاز ہی پیدا ہوئے
ہاتھ میں دوہے کے مجموعے لئے
کر گئے ہجرت بہاول پور سے
اور وہ دلی میں آ کر بس گئے
اردو و ہندی کہ پنجابی ہوئی
اور سرائیکی زبانِ مادری
آپ یہ چاروں زباں ہیں جانتے
ان میں ہیں ہزار ہا دوہے لکھے
آئے بھی دوہے کے مجموعے کئی
آپ کی دوہے سے ہے پہچان بھی

نمونۂ کلام:

روپ ترا پہچان لوں ایسی کہاں نگاہ
میں ہوں قطرہ اور تم ساگر ایک اتھاہ
پاس پہنچ کر آپ کے ہوا مجھے احساس
میں ہر شے سے دور تھا ہر شے میرے پاس

ذرے ذرے کی یہاں جدا جدا پہچان مولیٰ تیری شان پر کائنات قربان

۳۰۔اعظم جلال آبادی، حکیم ترلوک ناتھ[۱]

پیام محمد، خدا کا پیام کلام محمد، خدا کا کلام
تسلط ترا ہفت افلاک پر زبانِ خلائق پہ ہے تیرا نام
تری مہر و الفت ہے بے انتہا ہوئے ہم ترے لطف سے شادکام
ترا ہر سخن ہے حقیقت سے پُر تری ہر نظر مثل صہبائے جام
خدارا پلا پھر وہ صہبائے حق کہ مستی میں بےخود رہیں صبح وشام
نگہباں رہا تو مرا آج تک تری ذات اقدس کو میرا سلام

مرے دین و دنیا کا والی تو ہی
تو آقا مرا ، میں ہوں تیرا غلام

۳۱۔افسوس، رام رتن[۲]

رام ہی ہیں رتن اور افسوس بھی ایسی ہے تحقیق کچھ خورشید کی
نعتیہ گلدستۂ اردو میں بھی پاتے ہیں مرقوم ان کا نام ہی
تھے مراد آباد کے رضوان ہی شاعری میں آپ کے استاذ بھی
فضل خورشید ایک ہیں جو ڈاکٹر یہ مقالے میں ہیں ان کے سربسر
مل سکا ان کا نہیں کوئی کلام تذکروں میں رہ گیا ہے صرف نام

۱۔بہر زماں بہر زباں ﷺ، نور احمد میرٹھی، ص:۱۲۱
۲۔اردو کے نعتیہ گلدستے، ڈاکٹر فضل خورشید، نقوش رسول نمبر جلد دہم، ص:۹۵

۳۲۔اکمل جالندھری، رام پرتاپ

پ:۱۹۰۷ء　　و:۲۰رجنوری۱۹۷۴ء

ایک ہیں جالندھری اکمل جناب　　ہیں جو شاعر بھی بہت ہی کامیاب
اور بھگت رام آپ کے والد ہوئے　　ایف اے تک تعلیم پائی آپ نے
تھے اٹاوہ کے رضا استاد بھی　　دوسرے بھی تھے منور لکھنوی
ریلوے سے جب ریٹائر ہوگئے　　تب وہ دہلی میں مقیم آکر ہوئے
'نالۂ دل'، 'بوئے گل' جو ہے کتاب　　شعری مجموعے ہیں دونوں لاجواب

نمونۂ کلام:

کیا شان ہے جنابِ رسالت مآب کی　　نظریں جھکی ہوئی ہیں مہ و آفتاب کی
بخشا کلام پاک سے رنگِ حیاتِ نَو　　تعلیم کہہ رہی ہے مقدس کتاب کی
مذہب کو زندگی کے عمل سے ملا دیا　　ممنونِ التفات ہے امت جناب کی
قرآن پاک اس کی صداقت پہ ہے گواہ　　تھی کن بلندیوں پہ رسائی جناب کی
مرہونِ لطف صرف مسلمان ہی نہیں　　منت کشِ کرم ہے خدائی جناب کی
میرے بھی حالِ زار پہ ہو اک نگاہِ لطف　　بگڑی بنانے والے جہانِ خراب کی

اکمل کہیں مقام ادب ہاتھ سے نہ جائے
توصیف لکھ رہے ہیں رسالت مآب کی

۳۳۔امن لکھنوی، گوپی ناتھ

پ:۱۶رستمبر۱۸۹۸ء　　و:۷رجولائی۱۹۸۳ء

جن کو ہم کہتے ہیں اَمنِ لکھنوی　　وہ مہادیو عاصی کے تھے پُتر ہی
سولہ، نَو، اٹھارہ سو اٹھانوے　　ان کی تاریخِ ولادت جانئے

مختلف عہدوں سے وابستہ رہے — اور ماہر تھے وہ نظم و نثر کے
تھے وہ تلمیذِ عزیزِ لکھنوی — پدم بھوشن یافتہ وہ ذات تھی
صنفِ شعری ہو کہ نثری کوئی بھی — ان کو حاصل تھی مہارت بھی بڑی
ایک ہے 'سیلِ عقیدت' آپ کی — 'ایشور اللہ' آپ کی ہے دوسری

نمونۂ کلام:

کس نے دیا پیامِ اخوت رسول نے — کس نے سکھائی رسم محبت رسول نے
جو بے عمل تھے ان میں بھی جوشِ عمل بڑھا — ایماں کو بخش دی وہ حرارت رسول نے
فرازِ عرش سے احمد سرِ فرشِ زمیں آئے — مبارک اہلِ دنیا رحمۃ اللعالمیں آئے
فرشتوں سے کہیں بڑھ کر ہے رتبہ ذات انساں کا — جو کردارِ محمد دیکھ لو تم کو یقیں آئے
میں کیا بتاؤں احمد مرسل نے کیا دیا — دارِ فنا میں جینے کا رستہ بتا دیا
اے امنؔ ایک بات میں ہر بات آ گئی — انسان کو حقیقتاً انساں بنا دیا

۳۴۔ امید پنڈت رگھوناتھ سہائے

پ: ۱۰ ر دسمبر ۱۹۱۴ء

ہیں وہ پنڈت رگھوناتھ امید ہی — نعت بھی موصوف کہتے خوب ہی
نام والد کا جو لچھمن داس تھا — دہرو، لدھیانہ ہی کا مولد ہوا
تھے بسیمِ حیرتی استاد بھی — نظمیؔ مہدی سے بھی اصلاح لی
سیکشن آفیسر کے عہدے پر رہے — شعبہ تعمیرات کا ہی جانئے
انجمن یا بزمِ اردو تھی کئی — جس کے تھے بھی آپ ہی سکریٹری

نمونۂ کلام:

زمانہ ہے زیرِ پناہِ محمد — ہے ارض و سما بارگاہِ محمد
شعورِ بشر جلوہ گاہِ محمد — خرد کی ہے معراج راہِ محمد

وہاں پھوٹ نکلا ہے رحمت کا چشمہ جہاں پڑ گئی ہے نگاہِ محمد
سحر، نورِ رخسارِ احمد کا پرتو شبِ تار زلفِ سیاہِ محمد
ضیائے جبیں، نورِ خورشید تاباں تجلیٔ انجم نگاہِ محمد
نقوشِ کفِ پا کی جلوہ گری سے مدار ثریا ہے راہِ محمد
محبت ہے شمشیرِ فتحِ زمانہ ہیں خلق و محبت سپاہِ محمد
مدینے کی گلیوں سے عرش بریں تک زمانے نے دیکھی ہے راہِ محمد

مجازاتِ عالم میں امید رکھو
حقیقت نما ہے نگاہِ محمد

۳۵۔ پنڈت اندر جیت شرما

پ: ۳؍دسمبر ۱۸۹۳ء

اندرجیت شرما ان کا نام ہے شاعری بھی ایک ان کا کام ہے
ماچھرہ موصوف کا مولد ہوا گاؤں ہے یہ ایک میرٹھ ضلع کا
یہ دسمبر تین کو پیدا ہوئے عیسوی اٹھارہ سو تیرانوے

نمونۂ کلام:

نہ فریبِ زندگی دے نہ حیات دائمی دے
نہ مزاجِ برہمی دے نہ خیالِ خامشی دے
مرے زخمِ دل کو بھر دے مجھے بے نیاز کر دے

☆☆☆

کسی چال میں نہ آؤں نہ فریب دہر کھاؤں
میں جدھر نظر اٹھاؤں تجھے بے نقاب پاؤں
مجھے رازداں بنادے
مجھے راہِ حق بتادے

۳۶۔ڈاکٹر انجنا سندھیر

پ: یکم ستمبر ۱۹۶۰ء

انجنا سندھیر ہیں اک ڈاکٹر — نعتِ آقا کے سبب ہیں معتبر
رُڑکی ان کی جائے پیدائش ہوئی — رام پرشاد ہیں پتا سندھیر ہی
ان کی پنجابی زباں ہے مادری — اور ہے اردو سے ان کو عشق ہی
کرتی ہیں وہ شاعری ہندی میں بھی — ہے اقامت احمدِ آباد کی
آگئی 'موجِ سحر' ان کی کتاب — شعری مجموعہ بہت ہی لاجواب
احمدِ آباد میں ہیں لکچرر — اردو کی ایک شاعرہ ہیں معتبر

نمونۂ کلام:

میں بھی آنکھوں سے کبھی گنبدِ خضریٰ دیکھوں — آرزو ہے شہِ بطحا کا میں روضہ دیکھوں
پہلے مکے میں رہوں پھر میں مدینے جاؤں — کعبے کو دیکھ کے میں کعبے کا کعبہ دیکھوں
مجھ کو بھی اپنی غلامی کا شرف دو آقا — خاکساروں میں مرا نام بھی لکھا دیکھوں
سر بہ سجدہ جہاں رہتے ہیں فرشتے ہر دم — میں بھی سرکار دو عالم وہ روضہ دیکھوں
مجھ پہ بھی شاہِ دو عالم کی نظر ہوجائے — اَوج پر اپنے مقدر کا ستارہ دیکھوں

۳۷۔اوج، راجیش کمار[1]

نمونۂ کلام:

اعجازِ لطفِ خاص تری ہر نظر میں ہے — اکسیر کا کمال تری خاکِ در میں ہے
تیرے ہی نور سے تو منور ہے زندگی — تیری ہی یاد خانۂ قلب و جگر میں ہے
کھینچ کھینچ کے آرہا ہے زمانہ ترے حضور — دیکھو تو کس بلا کی کشش بام و در میں ہے
منزل کی سمت بڑھتے ہیں اب خود بخود قدم — کب یہ کمال اور کسی راہ بر میں ہے

دنیائے آرزو تو فریبِ نگاہ تھی
جو کیفِ دائمی ہے تری رہ گزر میں ہے

---

[1] گلِ تر، راجیش کمار اوج، ص: ۳۱

۳۸۔ باصرِ کشمیری، شیام سندر

باصرِ کشمیری تھے سندر شیام
خوب ہیں بھی نعتیہ اُن کے کلام
نعت عنواں واد ہی کہتے ہیں آپ
چھوٹی بحریں منتخب کرتے ہیں آپ
بحر چھوٹی میں "چراغِ انجمن"
لفظوں میں آیا سمٹ کیفِ سخن
ذکرِ اوصاف نبی اس میں کیا
ہے مؤثر ، کیف پرور، دلکشا

نمونۂ کلام:

دنیا کو تم نے آکر پُر نور کر دیا ہے
اور ظلمتوں کو یکسر کافور کر دیا ہے
پیغام حق سنا کر مسرور کر دیا ہے
وحدت کی مَے پلا کر مخمور کر دیا ہے
سارے جہاں میں تم نے پیغمبر معظم!
پیغامِ آخری کو مشہور کر دیا ہے
فاراں کی چوٹیوں پر وہ آفتاب چمکا
چشمِ فلک کو جس نے مسحور کر دیا ہے

۳۹۔ باغ، بالکشن داس گرگ

بالکیشن داس گرگ اور باغ بھی
ہے تخلص باغ، باقی نام ہی
فارسی و عربی اردو کی بھی
گھر پہ ہی تعلیم حاصل کی بھی تھی
پیشۂ حکمت کیا پھر اختیار
زندگی تا کہ گذاریں خوشگوار
ساٹھ برسوں کی حیاتِ مختصر
ان کو بھی کرنا پڑا آخر سفر
ایک میکش اکبر آبادی ہوئے
شاعری میں آپ کے استاذ تھے

نمونۂ کلام:

رہا کرتا ہے اس میں جلوۂ یکتا محمد کا
مرادل ہے ازل سے آئینہ خانہ محمد کا

گلہ غم کا نہیں، غم دینے والے سے شکایت ہے
جو تجھ کو غم ہی دینا تھا تو غم دیتا محمد کا

وہاں کی خاک کا ایک ایک ذرہ جگمگاتا ہے
عرب کی وادیوں میں نور جب پھیلا محمد کا

اگر تجھ کو محبت ہے جو تیرا عشق صادق ہے
تو آنکھیں بند کر کے کھینچ لے نقشہ محمد کا

بہ فیض عشق ہر صورت میں ان کو دیکھتا ہوں مَیں
ہر ایک صورت پہ ہوتا ہے مجھے دھوکہ محمد کا

۴۰۔ بحر موجی، دیا شنکر

پ: ۹ر ستمبر ۱۹۱۱ء

بحر موجی جو دیا شنکر ہوئے
آپ شاعر نعت کے بھی خوب تھے

بھگوتی پرشاد سکسینہ جو تھے
ہاں وہی مشفق پدر تھے آپ کے

ضلع ایٹہ کے وہ باشندہ ہوئے
ساکنِ داؤد گنج ہی مانئے

کانپور و جھانسی میں بھی وہ رہے
موج صدیقی کے ہی شاگرد تھے

صوبے کی اکاڈیمی اردو ہوئی
جو وظیفہ بھی ہے دیتی آرہی

نمونۂ کلام:

رسول خدا کی محبت ملی ہے
مجھے دونوں عالم کی دولت ملی ہے

مدینے کی بستی کا عالم نہ پوچھو
برستی ہوئی مجھ کو رحمت ملی ہے

نبی کی محبت میں دیوانہ ہوں میں
بمشکل مجھے یہ سعادت ملی ہے

خدا سے شرف ہم کلامی کا پائے
بتاؤ کسے اتنی عظمت ملی ہے

جو مومن ہیں سایہ فگن ان سر پر
خدائے دو عالم کی رحمت ملی ہے

کہیں ہوگی جنت مگر بحر مجھ کو
دیارِ محمد میں جنت ملی ہے

۴۱۔ برق، بھگوان داس

پ: ۴ر فروری ۱۹۱۸ء

آپ ہیں بھگوان داس اور برق بھی — مشغلہ تدریس تھا اور شاعری
ککی نو، مولد ہے، ضلع جھنگ کا — صوبۂ پنجاب کا حصہ ہوا
مضطرؔ، اللہ دین تھے اک مولوی — تھے سخن میں آپ کے استاذ بھی
شائع ہوتا تھا جریدوں میں کلام — آپ کا تھا روہتک میں ہی قیام
ایک جو معمار قوم ، آئی کتاب — شعری مجموعہ ہے ان کا لاجواب

نمونۂ کلام:

ہوا جب سے تیرا کرم یا محمد — رہا دل میں کوئی نہ غم یا محمد
تری خاکِ پائے مقدس کو پہنچے — نہ دارا، نہ خسرو، نہ جم یا محمد
ہمیں بھی تو عاشق سے اپنے ملا دے — ترے در پہ آئے ہیں ہم یا محمد
ترا حسن سیرت جو تحریر کر دے — کہاں سے وہ لاؤں قلم یا محمد
لگے بھاگنے کفر و باطل وہاں سے — جہاں تیرا پہنچا قدم یا محمد

ترے در پہ جب آ گئے برقؔ تو اب
ترے در پہ نکلے گا دم یا محمد

۴۲۔ برق، کنج بہاری لال

برقؔ ہیں کنجِ بہاری لال جی — خوب جن کی نعتیہ ہے شاعری
ہیرا لال ہے جو پِتا کا نام بھی — علم رکھتے فارسی کا خوب ہی
آپ کی تھی ریلوے میں نوکری — مہر حاتم بیگ تھے استاذ بھی

نعت میں ان کی سلاست ہے بڑی　　　جس سے ظاہر ہوتی فنی پختگی

نمونۂ کلام:

جو محبوبِ خدا ٹھہرے، جو ختم الانبیا ٹھہرے　　　وہ میرے پیشوا ٹھہرے وہ میرے رہ نما ٹھہرے
نہ کیوں لنگر کی پھر دریائے رحمت میں ولا ٹھہرے　　　جب اپنی کشتیِ امت کے احمد ناخدا ٹھہرے
مجھے اے برقؔ کیا غم ہے بھلا روز قیامت کا
شفاعت کے لئے حامی مرے خیرالوری ٹھہرے

۴۳۔ برگ باندوی، شیو پرشاد چورسیا

پ: ۱۹۰۵ء

شیو چورسیا وہی کہلائے بھی　　　شاعری میں برگؔ ہیں جو باندوی
آپ کے والد تھے للو رام ہی　　　آپ تھے شاگردِ قابلؔ باندوی
نعت گوئی میں ہے اچھا مرتبہ　　　شعر گوئی آپ کا تھا مشغلہ

نمونۂ کلام:

میری دیوانگی پر انگلیاں اٹھتی ہیں محشر میں　　　کہ آتا ہے وہ دیوانہ محمد کی محبت کا
مری فریاد پر محشر میں محبوب خدا بولے　　　اسے رہنے دو دیوانہ ہے یہ میری محبت کا
زبان و دل بقدرِ شوق دونوں برگؔ عاجز ہیں
بیاں کیا ہو شہنشاہِ عرب کی شان و شوکت کا

۴۴۔ برمن کمار، ورما

نمونۂ کلام:

روضۂ پاک سے ہو کر جو ہوا آتی ہے　　　ہم غریبوں کو وہی بوئے شفا لاتی ہے
کیسے مسلم ہیں جو اپنا سا انہیں کہتے ہیں　　　ہم تو ہندو ہیں مگر ہم کو حیا آتی ہے

۴۵۔ بسمل الہ آبادی، سکھدیو پرشاد

پ: ۱۱/نومبر ۱۸۸۹ء   و: ۲۴/نومبر ۱۹۷۵ء

تھے جو اک بسمل الہ آباد کے
اردو کے شاعر تھے بے شبہ بڑے

نام تھا سکھدیو جو پرشاد ہی
ان کی اعلیٰ نعتیہ ہے شاعری

وہ تھے سنہا جو بششیر ہی دیال
ان کے ہی لختِ جگر ہیں با کمال

اک بڑے شاعر تھے نوحِ ناروی
ہاں وہی بسمل کے تھے استاذ بھی

جملہ اصناف سخن میں شاعری
ان کی عظمت کی شہادت ہے بڑی

آئی ہے 'جذبات بسمل' آپ کی
لائے ہیں 'افکار بسمل' بھی وہی

حمدیہ اور نعتیہ اشعار بھی
آپ کے دیوان میں ہیں خوب ہی

نمونۂ کلام:

واہ کیا آن ہے کیا شان رسولِ عربی
تم پہ سَو جی سے ہوں قربانِ رسولِ عربی

خانۂ دل مرا جلوے سے منوّر ہو جائے
دو گھڑی تم جو ہو مہمان رسول عربی

اپنا جلوہ جو دکھا دو کبھی بھولے بسرے
پورے دل کے ہوں سب ارمان رسولِ عربی

عرش پر جب شبِ معراج سواری پہنچی
حوریں تم پر ہوئیں قربان رسولِ عربی

حشر میں امتِ عاصی نے جو دیکھا تم کو
آ گئی جان میں پھر جان رسولِ عربی

میں نہ بھولوں گا نہ بھولوں گا میں ان کو ہرگز
جو مرے سر پہ ہیں احسان رسولِ عربی

یہی بسملؔ کی تمنا ہے مدینہ جا کر
آپ کے در کا ہو دربان رسولِ عربی

۴۶۔ بسمل بھرتپوری، منموہن لال

نمونۂ کلام:

یہ کس کی آمد آمد کی خبر کون و مکاں تک ہے
فضائے نور کا عالم زمیں سے آسماں تک ہے

تعجب ہے کہ جس کے جسم کا سایہ نہیں پڑتا　　اسی کے نور کا جلوہ زمیں سے آسماں تک ہے
ہے گل روشن، چمن روشن، ہے چشمِ باغباں روشن　　شریک نور ہیں سب، نور کا عالم کہاں تک ہے
بنے محبوبِ عالم، آپ محبوب خدا ہوکر　　زباں سے کیا کہیں ہم، آپ کا احساں کہاں تک ہے
کہیں کیا آپ کے جلووں سے مہر و ماہ ہیں روشن　　منور دم قدم سے آپ کے یہ کہکشاں تک ہے
قدم کو فخر ہے یہ دوڑتے ہیں اس کی راہوں میں
جبیں کو ناز ہے اس کی رسائی آستاں تک ہے

۴۷۔بسمل شمس آبادی، راجندر نرائن سکسینہ

پ: ۱۷ر نومبر ۱۹۲۰ء

شمس آبادی ہیں تو بسمل وہی　　اور سکسینہ ہیں وہ راجندر بھی
ہے جو بستی فرّخ آباد کی　　ہم جسے کہتے ہیں شمس آباد ہی
آپ کی جائے ولادت ہے وہی　　آپ اس بستی کا ٹھہرے فخر بھی
ایک موہن لال ہی جو تھے جگر　　بسمل ہیں شاگرد ان کے معتبر
چار مجموعے ہیں ان کے آچکے　　آپ ہیں اردو کے ایک شاعر بڑے

نمونۂ کلام:

یوں تو کہنے کو ہیں انسان رسولِ عَرَبی　　ہیں خدائی کی مگر جان رسولِ عَرَبی
آپ کے نام سے ہوجاتی ہے مشکل آساں　　آپ کے نام کی ہے آن رسولِ عَرَبی

☆☆☆

اللہ رے یہ مرتبہ و شانِ محمد　　خود خالقِ عالم ہے ثنا خوانِ محمد
لب وہ ہیں رہے جن پہ سدا ذکر نبی کا　　دل وہ جو رہے تابعِ فرمانِ محمد
نبیوں کا نبی، ختم رسل، شافعِ محشر　　یہ سارے خطابات ہیں شایانِ محمد
بسملؔ یہ حقیقت ہے کوئی مانے نہ مانے
دنیا کا وجود آج ہے احسانِ محمد

۴۸۔ بسنت، بی ایل

نمونۂ کلام:

پھر کس کی نظر اوجِ ثریا پہ کھلی ہے — باطل کی جبیں پائے صداقت پہ جھکی ہے
انوار برستے ہیں سرِ راہ مدینہ — محبوبِ خدا کی یہ عجب جلوہ گری ہے
گیسوئے محمد کی گھنی چھاؤں کے صدقے — احساسِ تمازت، نہ کہیں دھوپ کڑی ہے
کھِلتے ہی چلے آتے ہیں صحرائے عرب میں — پھولوں کی نمائش ہے کہ بارات سجی ہے

۴۹۔ بسنت گڑھ مہاراجوی، بسنت لال

اک بسنتِ گڑھ جو تھے مہ راجوی — جانے جاتے وہ بسنتِ لال بھی
نور احمد میرٹھی سے جو ملا — پیش قاری ہے نمونہ نعت کا

نمونۂ کلام:

کیوں رشکِ ارم ہو نہ وہ گلزار مدینہ — جس باغ کے مختار ہوں سرکارِ مدینہ
ہر صبح ہے رنگین تو ہر شام ہے دلکش — ہے خلدِ بریں کوچہ و بازار مدینہ
ہر جلوۂ مستور نظر آئے نمایاں — دیکھے نگۂ شوق جو انوارِ مدینہ
کونین کی توقیر ہو کیا اس کی نظر میں — مل جائے جسے رفعتِ دربارِ مدینہ

غربت پہ نثار اس کی بسنتؔ اہلِ زمانہ
حاصل ہو جسے دولتِ دیدارِ مدینہ

۵۰۔ بسیم حیرتی، خزاں چند

پ: ۱۰/ نومبر ۱۹۱۱ء   و: ۶/ مارچ ۱۹۸۴ء

اک بسیمِ حیرتی شاعر بڑے   جانے جاتے ہیں خزاں چند نام سے
شاعر اعلیٰ ملسیانی جوش کے   یہ بسیم حیرتی شاگرد تھے
جملہ اصنافِ سخن پر اختیار   تھے بسیم حیرتی وہ پختہ کار
آپ لائے ہیں کتابیں خوب ہی   نعتیہ اعلیٰ ہے ان کی شاعری
خوب کہتے ہیں رباعی نعتیہ   روح پرور، کیف آگیں، دلکشا

نمونۂ کلام:

ہر دل کے ہیں ارمان رسولِ عربی   ہر جان کی ہیں جان رسولِ عربی
مجھ بندۂ بیکس کے بھی اے کاش بسیم   ہو جائیں نگہبان رسولِ عربی

☆☆☆

عالم پہ منکشف ہوئے اسرارِ معرفت   جنبش میں آئے جب لبِ اظہارِ مصطفیٰ
مظلوم و بے مراد کی امیدِ آخری   دربارِ مصطفیٰ، درِ دربار مصطفیٰ

۵۱۔ بوادتّی، اہلیہ بوڑسنگھ امرتسری

نامور خاتونِ سکھ ہیں شاعرہ   بوڑ سنگھ ہی بیر کی ہیں اہلیہ
آٹھ ہیں مجموعے شعری آچکے   فارسی میں بھی ہیں نعتیں آپ سے
بوا دتّی نام ہے جو آپ کا   فارسی و اردو کی ہیں شاعرہ

نمونۂ کلام:

میں کس لئے ہوں زیست سے بیزار ہوگئی   میری حیات کس لئے دشوار ہوگئی
فرقت نے کس کی ہے مجھے مجنوں بنادیا   میں کس کی جان و دل سے خریدار ہوگئی

کافور ہوگئی ہے میرے دل کی تیرگی　　شکر خدا کہ خواب سے بیدار ہوگئی

اخلاق احمدی نے ہے حیراں کیا مجھے
"بی۔ ڈی۔" کنیزِ احمدِ مختار ہوگئی

۵۲۔ بھگوان رانا، بھگوان داس

پ: ۲۹؍دسمبر ۱۹۲۴ء

رانا وہ بھگوان ہی بھگوان تھے　　سندھ، لڑکانہ میں جو پیدا ہوئے
وَنس تھا بھی پرتھیائی آپ کا　　فن میں مہدی سے لیا تھا مشورہ
آپ ایم، اے اور ایل ایل بی ہوئے　　منصفی کے عہدہ پر فائز رہے
آپ سے آئیں کتابیں خوب ہی　　آپ نے لکھی ہیں نعتیں خوب ہی
فارسی و عَرَبی الفاظ کا　　عمدہ استعمال انہوں نے کیا

نمونۂ کلام:

السلام اے شمعِ انوارِ جہاں　　السلام آئینہ دار کن فکاں
السلام اے محسنِ نوعِ بشر　　السلام اے نکتۂ حسنِ جہاں
السلام اے تاجدارِ مرسلاں　　السلام اے رازدارِ کن فکاں
السلام اے سیدِ کون و مکاں　　السلام اے واقفِ سر نہاں
السلام اے ہادیٔ گم گشتگاں　　السلام اے شافعِ بے چارگاں
السلام اے مالکِ ہر دو جہاں　　السلام اے وجہِ تخلیقِ زماں
السلام اے شہر یارِ دینِ حق　　السلام اے خُسروِ نورانیاں
السلام اے خواجۂ پیغمبراں　　السلام اے مظہرِ رب جہاں

السلام اے جانِ بھگوانؔ السلام
السلام اے سجدہ گاہِ عاشقاں

۵۳۔ بھون امروہوی، بھونیش کمار شرما

پ: ۲۳؍نومبر ۱۹۴۹ء

وہ بھُوَن، بھونیش ہیں امروہوی —— خوب کرتے ہیں رثائی شاعری
وہ نُومبرؔ تیس کو پیدا ہوئے سال میں انیس سو انچاس کے
لکھ گئے نعتیں، مناقب اور سلام ہے عقیدت سے بھرا ان کا کلام

نمونۂ کلام:

سوچتا ہوں ایک ہندو کا پسر ہوتے ہوئے دل مرا، آقا ادھر ہے کیوں ادھر ہوتے ہوئے
بن کرم کے آپ کے میں نعت کہہ سکتا نہیں شعر گوئی کا سلیقہ اور ہنر ہوتے ہوئے
ہیں مسلمانو! محمد رحمۃ للعالمیں صرف اپنا کہتے ہو کیوں، دیدہ ور ہوتے ہوئے
کیوں تمنا خلد کی کرتے ہو تم اے مومنو خلد جیسا سامنے طیبہ نگر ہوتے ہوئے
آس درشن کی لگائے کب سے بیٹھا ہے بھوؔن
اک نظر اس پر بھی ہو آقا گذر ہوتے ہوئے

۵۴۔ بیتابؔ علی پوری، رامانند

پ: ۱۷؍مارچ ۱۹۳۲ء

ایک علی پور کے بیتاب تھے واصفِ محبوبِ رب ہی وہ ہوئے
آپ ہجرت سونی پت کو کر گئے ڈاکٹر بھی ہومیو پیتھک ہوئے
ہومیو پیتھی پہ لکھی ہے کتاب ہے بھی جو منظوم ہی اور لاجواب
شعری مجموعے بھی تین ہیں آگئے کچھ کتابیں اور بھی ہیں آپ سے
نعت گوئی میں مہارت ہے بڑی خوش نصیبی ہے یہ بیشک آپ کی

نمونۂ کلام:

یہی پیغام دیتی ہیں ہوائیں　　مہک اٹھی نبیؐ سے سب فضائیں
نبی سے حق کی ہر تحریر واضح　　نبیؐ سے قوم کی تقدیر واضح
نبی سے ابتدا کا نور مانو　　نبی سے انتہا کا نور مانو
نبی کی دَین ہے کردار اپنا　　نبی ہے کارواں سالار اپنا
نبی سے بندھ گئی جب آس اپنی　　کہاں باقی رہی پھر یاس اپنی
نبی سے راستے روشن ہوئے ہیں　　یہ سارے سلسلے روشن ہوئے ہیں
نبی سے ذہن میں ہے نور آیا　　شعور و فکر اس سے جگمگایا
نبی ہیں ارتقاء کے نور ہمدم　　نبی ہیں کبریا کے نور ہمدم

نبی پیغامبر ہے بس احد کا
دلؔ بیتاب بھی ہے اس کا صدقہ

۵۵۔ بیدارؔ، کرپال سنگھ

پ: ۲۰/دسمبر ۱۹۱۶ء　　و: ۱۹۷۷ء

ہیں وہی بیدار ہی کرپال بھی　　جن کے والد سنگھ تھے خوشحال بھی
فارسی میں آپ نے ایم اے کیا　　آپ کا تدریس سے رشتہ رہا
جامعہ پٹیالہ میں ہی آپ کا　　فارسی کے درس کا تھا مشغلہ
ملسیانی جوشؔ، مَیلا رام ہی　　شاعری میں ان کے تھے استاذ بھی

نمونۂ کلام:

اے کہ تجھ سے صبحِ عالم کو درخشانی ملی　　ساغرِ خورشید کو صہبائے نورانی ملی
اے کہ انوارِ حقیقت سے بنا پیکر تیرا　　حیرت آئینہ تخلیق ہے جوہر تیرا

اے کہ تیری ذات سے، پیدا نشان زندگی　　اے کہ تیری زندگی سرِّ نہانِ زندگی
اے کہ تجھ پہ آشکارہ رازہائے کائنات　　تیری ہستی ابتدا و انتہائے کائنات
اے کہ تیرے رخ کی تابش سے فضا پرنور ہے　　تیری خاکِ پا کا ہر ذرہ حریفِ طور پر
آسمانی عظمت و تقدیس کا مظہر ہے تو
مختصر یہ ہے خدا کا خاص پیغمبر ہے تو

۵۶۔ بیدلؔ رامپوری

نمونۂ کلام:

کہیں اب محفلِ جاناں سے دیوانہ نہ جائے گا　　حضورِ شمع آیا ہے تو پرانہ نہ جائے گا
غریبوں کے بھریں دامن مگر خود کرلیا فاقہ　　میرے سرکار کا خلق کریمانہ نہ جائے گا
اگر طوقِ غلامی تیری گردن میں نہیں ان کا　　سمجھ لینا بھرے محشر میں پہچانا نہ جائے گا
رسول اللہ کی عظمت اگر دل میں نہیں تیرے　　یہ تیرا دعوۂ ایماں کبھی مانا نہ جائے گا
غلامانِ نبی کی مسند شاہی چٹائی ہے　　شہنشاہی میں بھی رنگ حقیرانہ نہ جائے گا
ادھر روضہ نبی کا ہے ادھر جنت کی کیاری ہے
سنہری جالیوں سے دور دیوانہ نہ جائے گا

۵۷۔ بیدلؔ سرحدی، منوہر لال آہوجہ

پ: ۱۰ر نومبر ۱۹۲۹ء　　و: مارچ ۲۰۰۳ء

وہ منوہر لال آہوجہ ہوئے　　جن کو بیدلؔ سرحدی سب جانتے
سال تھا انیس انتیس عیسوی　　دس نُومبر ہی کو پیدائش ہوئی
آپ نے اردو میں ایم اے کرلیا　　آپ کا ہے شعری سرمایہ بڑا

حسنیٰ گنوری سے لی اصلاح بھی　　آپ نے لکھی کتابیں ہیں کئی

نمونۂ کلام:

نیند کا عالم ہے گو کہنے کو میں بیدار ہوں　　بے سہارا ہوں، اکیلا ہوں بہت ناچار ہوں
جی نہیں لگتا ہے دنیا سے بہت بیزار ہوں　　ہر گھڑی بس آفتوں سے برسر پیکار ہوں
ڈوبنے کو ہوں بچا لے مجھ کو شاہ انبیا
پاس تو اپنے بلالے مجھ کو شاہ انبیا

۵۸۔ بیر، پنڈت مہابیر

بیر جو ایک پنڈت مہابیر تھے　　نعتیہ ان کے اشعار بھی دیکھئے

نمونۂ کلام:

مجھ کو دیدار محمدؐ کا جو حاصل ہوتا　　پھر جہاں میں نہ کوئی میرے مقابل ہوتا
حوریں خدمت کو نہ ملتیں نہ تو جنت ملتی　　میں جو حضرت کی رسالت کا نہ قائل ہوتا
خواب ہی میں کبھی شکل اپنی دکھائی ہوتی　　یا نبی آپ کا دیدار تو حاصل ہوتا
سامنے حق کے قیامت میں نہ عزت ہوتی
بیرؔ اگر امت احمد میں نہ داخل ہوتا

۵۹۔ بیکراںؔ عالمی، شیو برت لال ورمن

ایک شاعر بیکراں ہیں عالمی　　شیو بُرت ورمن بھی کہلائے وہی
شخصیت روحانی اک اس دور کی　　شیو بُرت ورمن کی بیشک ذات تھی

نمونۂ کلام:

بابِ رحمت کھلا ہے چلے آیئے　　بزمِ خیر الوریٰ ہے چلے آیئے
دونوں عالم کی راحت کا سامان ہے　　جلوۂ مصطفیٰ ہے چلے آیئے
جب سے پابندِ حکمِ نبی ہوگئے　　ہم تو کچھ بھی نہ تھے آدمی ہوگئے
ذرۂ خاکِ پائے نبی بن کے ہم　　اس جہاں کے لئے روشنی ہوگئے

۶۰۔ بیکس، رمیش چند پانی پتی

پانی پت کے ایک جو بیکس ہوئے　　جانئے ان کو رمیشِ چند سے
آپ پیشے کی بناپر ہیں وکیل　　شعر دو ہیں نعت گوئی کی دلیل

نمونۂ کلام:

کیا ٹوٹے ہوئے دل کی صدا لے جاؤں　　کیا درد کی تصویر بنا لے جاؤں
دربارِ محمدؐ میں ہے بیکسؔ کی طلب　　میں سوچتا ہوں نذر میں کیا لے جاؤں

۶۱۔ بیکلؔ امرتسری، برج گوپی ناتھ

ہیں جو شاعر بیکلِ امرتسری　　برج گوپی جن کی ہے پہچان بھی
ان کی نعتوں میں ہیں جلوے عشق کے　　گلشنِ عشق و عقیدت ہیں کھِلے

نمونۂ کلام:

یاخدا تعریف میں کس کی ہوں میں رطب اللساں　　چٹکیاں لیتا ہے کیوں دل میں مرا طرزِ بیاں

اے زبان کلک اب آتا ہے وقتِ امتحاں　　آج دکھلانے کو ہے جوہر میری طبعِ رواں
آج لب پہ ذکر محبوب خدا آنے کو ہے
ناز کا پھر وقت بخت نارسا آنے کو ہے

۶۲۔ بیکلؔ، بینی نرائن

بیکل اک بینی نرائن بھی ہوئے　　رند رائے کھیم کے جو بھائی تھے
رہنے والے آپ تھے لاہور کے　　کرکے ہجرت کولکاتا آگئے
اردو شاعر کا لکھا ہے تذکرہ　　قصہ پھر لکھا شہِ درویش کا

نمونۂ کلام:

کر آغازِ سخن حمدِ خدا سے　　پھر اس کے بعد نعتِ مصطفیٰ سے
خدا خالق ہے ہم ہیں آفریدہ　　نبی جتنے ہیں سب ہیں برگزیدہ
محمد پر ہوئی ختمِ رسالت　　علی ہے مالک ملکِ ولایت
ہمیشہ یاد تو ان کو کیا کر　　انہیں کا ساغرِ الفت پیا کر
الٰہی تیرے بندے جتنے ہیں خاص　　جناب ان کی رکھتا ہوں میں اخلاص
مجھے تو اس وسیلے سے شب و روز
غموں پر رکھ مظفر اور فیروز

۶۳۔ پاشیؔ، کمار پاشی

پ: ۳جولائی ۱۹۳۵ء　　و: ۱۷ر ستمبر ۱۹۹۲ء

پاشی جو شاعر ہوئے پاشی کمار　　تھے جہانِ شاعری میں باوقار

کر کے ہجرت آئے تھے جے پور ہی　　پھر ہوئے بھی ساکنِ دلّی وہی
خوب نظم و نثر میں ہے ان کا کام　　دونوں ہی صنفوں میں ہیں اعلیٰ مقام
شعری مجموعے کئی ہیں آپ کے　　نثر میں آئیں کتابیں آپ سے

نمونۂ کلام:

سہل ہے راستہ محمد کا　　جل رہا ہے دیا محمد کا
بے یقینی کے ان اندھیروں میں　　سب کو ہے آسرا محمد کا
شب کی تاریک رات میں اب بھی　　نور ہے جا بجا محمد کا
نعرۂ حق کی گونج ہے ہر سو　　دور پھر آگیا محمد کا
پرچمِ سبز کھل گئے ہر سو　　چل پڑا قافلہ محمد کا

کفر کی رات ڈھل گئی پاشیؔ
دیکھ پھر دن ہوا محمد کا

۶۴۔ پارسؔ جبلپوری، تلک راج

پ: ۲۳؍جنوری ۱۹۵۱ء

اک جبل پوری جو ہیں پارسؔ ہوئے　　آپ تھے بیٹے تلک ہی راج کے
کر کے ہجرت آئے تھے ہندوستاں　　ان کے والد تھے بڑے ہی علم داں
جانتے تھے عَرَبی و فارسی　　کر گئے ہیں فارسی میں شاعری
عبدِ حیٔ انجم کے وہ شاگرد تھے　　تین مجموعے ہیں اب تک آچکے

نمونۂ کلام:

کتابِ حق ہوئی نازل صداقت ناز کرتی ہے　　نبی کی ذات پر ہر ایک آیت ناز کرتی ہے
انہی حرفوں سے کچھ لکھوں تو وقعت کچھ نہیں ہوتی　　محمدؐ لکھ رہا ہوں تو عبادت ناز کرتی ہے

زمین کیا ہے افق کیا ہے آسماں چمکے　　نشانِ پائے محمدؐ سے دو جہاں چمکے
جو سوتے جاگتے ان پر درود پڑھتے ہیں　　جہاں جہاں بھی گئے وہ وہاں وہاں چمکے

۶۵۔ پردیسی، برہمچاری

نمونۂ کلام:

پریم کی بنسی بجائی سیّدِ ابرار نے　　پاپ کی کایا مٹائی سیّدِ ابرار نے
کندر پاپی شدھ ہوکر بن گئے بالکل پوتر　　وہ مدھر بنسی بجائی سیّدِ ابرار نے
پاپ میں ڈوبے تھے جوان کو ڈبویا پریم میں　　اس طرح بگڑی بنائی سیّدِ ابرار نے
ہوگیا ہر ہر میں ہر ہر ہوگیا جی دھیان میں　　کچھ عجب شکتی دکھائی سیّدِ ابرار نے
اے پیارے، دھرم سے سمبندھ پردیسی کرو
ہے یہی شکشا سکھائی سیّدِ ابرار نے

۶۶۔ پرشاؔد حیدرآبادی، راجا پرشورام

نمونۂ کلام:

جس دن سے نگاہوں میں تصویرِ محمدؐ ہے　　پنہاں دلِ مضطر میں تنویرِ محمدؐ ہے
خورشید و قمر تارے یہ غنچہ و گل سارے　　ہر شے میں دو عالم کی تنویرِ محمدؐ ہے
ہم نے تو یہ سمجھا ہے ہم نے تو یہ جانا ہے　　قرآن حقیقت میں تفسیرِ محمدؐ ہے
پرشاؔد فدائی ہے سرکار دو عالم کا
ہر شعر میں پوشیدہ توقیرِ محمدؐ ہے

۶۷۔ پرواز، جیتیندر

پ:۲۵رفروری ۱۹۷۵ء

ایک جیتندر پرؔواز بھی ہیں گوی — آپ کرتے بھی ہیں خوب ہی شاعری
راج جگدیش ورما کے بیٹے ہوئے — آپ شاعرِ غزل کے بھی ہیں اک بڑے
ریڈیو، ٹی وی پہ آتے ہیں خوب ہی — آپ شاعر بہت ٹھہرے مقبول بھی

نمونۂ کلام:

کل خواب میں مجھ کو بھی سرکار نظر آئے — طیبہ کی حسیں گلیاں بازار نظر آئے
آنکھوں میں چمک ابھری چہرے پہ خوشی آئی — جب دور سے روضے کے مینار نظر آئے
پھر دل نے سکوں پایا مستی میں وہ جھوم اٹھا — آقا کی جو بستی کے آثار نظر آئے
اس شاہ مدینہ کا جلوہ ہی کچھ ایسا ہے — کافر بھی محمدؐ کا بیمار نظر آئے

دربار نبی کے تو پرؔواز مجھے آگے
دنیا کے سبھی منظر بے کار نظر آئے

۶۸۔ پرویز، پرکاش ناتھ

آپ ہیں پرکاش ناتھ پرویز بھی — ضلع امرتسر میں پیدائش ہوئی
آپ اردو میں ہوئے فاضل ادیب — اردو کے شاعر بڑے ہیں خوش نصیب
فارسی داں بھی اک اچھے آپ تھے — فارسی استاد تھے بھائی بڑے
شعری مجموعے بھی آئے ہیں کئی — نوکری بھی محکمہ آڈٹ میں تھی

نمونۂ کلام:

خیال افروز ہے نامِ محمدؐ — بہت افضل ہے پیغامِ محمدؐ

رہے گا تا ابد سرشار و بے خود ملا جس رند کو جامِ محمدؐ
دل و جاں کیوں نہ ہوں مرہونِ منت دل و جاں پر ہے اکرامِ محمدؐ
ہوا عرفانِ ہست و بود اس کو سنا جس دل نے پیغامِ محمدؐ
فرازِ زندگی کا ہے یہ زینہ جسے کہتے ہیں الہامِ محمدؐ
مٹادی تیرگی قلب و نظر کی تجلی پاش ہے جامِ محمدؐ
محمدؐ نورِ انوارِ دو عالم
محمدؐ ہست سردارِ دو عالم

۶۹۔ پنچھی، سردار کرنیل سنگھ

پ:۱۴/اکتوبر ۱۹۳۴ء

آپ ہیں کرنیل سنگھ سردار جی جانے جاتے پنچھی سے بھی آپ ہی
فوجا سنگھ بجلہ کے وہ بیٹے ہوئے بجلہ پنجابی کے شاعر تھے بڑے
ہوگئے اردو میں وہ کامل ادیب ہیں وہ شاعر اس زباں کے خوش نصیب
متعدد ہیں کتابیں آپ کی آپ نے لکھے ہیں فلمی گیت بھی
کچھ صحافت سے بھی ہے رشتہ رہا پیش ہے ان کا کلامِ نعتیہ

نمونۂ کلام:

غم آتے ہیں تو آئیں ہم ڈرتے نہیں غم سے لَو ہم نے لگائی ہے سرکار دو عالم سے
پرواز خیالوں نے، ہر دل نے نظر پائی کیا کیا نہ ملا ہم کو اس حسن مجسم سے
ہم کو تو سرِ محشر تیرا ہی سہارا ہے دیکھیں گے ترا رستہ ہم دیدۂ پرنم سے
اشعار ہیں پنچھی کے گلدستے عقیدت کے
نہلایا ہے پھولوں کو جذبات کی شبنم سے

۷۰۔ پھکڑؔ پنجابی

نمونۂ کلام:

اللہ بھی حکیم اور حکیم اس کا نبی بھی ― حاضر ہے تیرے در پہ یہ بیمار مدینہ
حقدار یہ مومن ہی نہیں رحم و کرم کے ― پھکڑؔ کا یہ دل بھی ہے گرفتار مدینہ

جو دل سے کرے احترامِ محمدؐ ― وہی جانتا ہے مقامِ محمدؐ
کہ غازی پہ ہوتی ہے رحمت خدا کی ― اذاں دے رہی ہے پیامِ محمدؐ
عمل سے ہے مومن، ہے کافر عمل سے ― نظام عمل ہے نظامِ محمدؐ
وہ انسان تعظیم کا مستحق ہے
جو ہو جان و دل سے غلامِ محمدؐ

۷۱۔ پیمؔ، منشی پیم چند

نام منشی پیم چند ان کا ہوا ― پیمؔ ہی ٹھہرا تخلص آپ کا
ناگپوری پہلے شاعر اردو کے ― پیم چند ہی پیم ہیں مانے گئے
ہے جو فردوسی کا اک شہہ کار ہی ― شاہ نامہ مثنوی، موصوف کی
کر دیا منظوم اردو ترجمہ ― جس میں عرصہ پانچ برسوں کا لگا
عیسوی سن سترہ سو تھی بانوے ― کام پورا پیمؔ جو کر بھی گئے
اس میں حصہ ہے جو حمد و نعت کا ― آپ نے منظوم ہے اس کو کیا
لائبریری حیدر آباد کی ― ہے کتاب اس میں ہی یہ محفوظ بھی

۷۲۔ تاؔثیر، آر۔ڈی شرما

نمونۂ کلام:

پایا ہر ایک دل کو شیدا رسول کا | دیکھا جدھر بھی دیکھا جلوہ رسول کا
بخشش پہ اس کی اے دل ایمان کیوں نہ لائیں | پورا خدا کرے گا وعدہ رسول کا
راحت کے طالبوں کو بس ایک مشورہ ہے | پڑھتے رہو یقیں سے کلمہ رسول کا
بے بس کا ہاتھ پکڑو بے بس کے کام آؤ | جو پانا چاہتے ہو صدقہ رسول کا
شفقت کی انتہا ہے یہ رحمتِ خدا ہے | تشریف اس جہاں میں لانا رسول کا
ہر گوشۂ جہاں میں آٹھوں پہر سنے گا | مومن کی ہر اذاں میں نغمہ رسول کا
کتنا عجیب رشتہ کیا ربط خاص ہے یہ | ٹلتا نہیں خدا سے چاہا رسول کا

تاؔثیر ہے یہ خواہش بس اتنی آرزو ہے
ہر دم رہے زباں پر قصہ رسول کا

۷۳۔ تاؔرا لاہوری، تارا چند

تارا لاہوری جو تارا چند تھے | جانے جاتے حلوہ سوہن کے لئے
دلی دروازے پہ ہی لاہور کے | ان کے حلوے کی دکاں سب جانتے
اک الٰہی بخش جو شاعر ہوئے | وہ سخن میں آپ کے استاد تھے
مشترک دیوان دونوں کا چھپا | نام پر دونوں ہی کے دیوان تھا

نمونۂ کلام:

جو رکھتا دل میں اپنے نورِ عشق مصطفیٰ ہوگا | تو قندیلِ فلک کی طرح سینہ پُر ضیا ہوگا

غبار اس روضۂ اقدس کا ماتھے پر لگاؤں گا	گذر اپنا مدینے میں اگر مثلِ صبا ہوگا
کوئی اس روضۂ اقدس کا بتلا دے اگر رستہ	بھلا ہوگا، بھلا ہوگا، بھلا ہوگا، بھلا ہوگا
عبادت جان کر حکمِ پیمبر کی اطاعت کر	خدا کے حکم سے خالی نہ حکمِ مصطفیٰ ہوگا
اثر اک اک سخن میں اس کے ہوگا اسمِ اعظم کا	وظیفہ جس کا روز و شب درودِ مصطفیٰ ہوگا

میں مدّاحِ محمدؐ ہوں، میں مدّاحِ محمدؐ ہوں
عدو میرا جو ہوگا وہ عدوئے مصطفیٰ ہوگا

۴۷۔ تبسم علی پوری، بھگت لچھمن داس

اک علی پوری تبسم جو ہوئے	ہیں بھگت، بیٹے ہیں لچھمن داس کے
ملک کی تقسیم پر ہجرت بھی کی	ان کی ہریانہ اقامت ہوگئی
تھی مہارت فارسی میں خوب ہی	خوب انگریزی میں استعداد تھی
آپ کے دیوان بھی دو ہیں چھپے	کیف آگیں شعر ہوتے نعت کے

نمونۂ کلام:

والیِ کون و مکاں اب آیئے آجایئے	بادشاہِ دوجہاں، اب آیئے آجایئے
مائل آہ و فغاں ہے دیر سے انسانیت	اے امین و پاسباں، اب آیئے آجایئے
دل ترستے ہیں کہیں سے معرفت کی مَے ملے	ساقیِ بزمِ مغاں، اب آیئے آجایئے

بھول بیٹھے ہیں تبسّم ہم صراطِ مستقیم
ہادیٔ گوہر فشاں اب آیئے آجایئے

۷۵۔ تفتہ، ہرگوپال

پ: ۱۷۹۹ء یا ۱۸۰۰ء　　　و: ۲/ستمبر ۱۸۷۹ء

تفتہ ہرگوپال تھے شاعر بڑے　　　مرزا غالب ہی کے جو شاگرد تھے
فارسی گوئی میں تھا اعلیٰ مقام　　　جس کا شاہد آپ کا ہے خود کلام

نمونۂ کلام:

چوں سرِ محشر زِ محشر عرصہ بر خود تنگ دید
تفتہ گریاں آمد و دامانِ پیغمبر ﷺ گرفت

۷۶۔ تسنیم بدایونی، منشی رام سہائے

پ: ۱۸۵۰ء　　　و: ۱۹۳۰ء

منشی رامِ سہائے نام تھا　　　تو علی گڑھ آپ کا مولد ہوا
ان کی تسلیمِ بدایونی سے بھی　　　اہلِ فن میں ٹھہری کچھ پہچان بھی
آپ کے دیوان دو شائع ہوئے　　　مرزا حاتم بیگ کے شاگرد تھے

نمونۂ کلام:

جن و ملک بشر جو ہوئے اس پہ جبہ سا
ہر اک سمجھ گیا ترے نقشِ قدم کا راز

۷۷۔ تصور، شیو شنکر سہائے دیوان

نمونۂ کلام:

کیا اس نے دنیا میں آکر اجالا　　　زمانے کو تاریکیوں سے نکالا

دیا اس نے پیغام الفت جہاں کو — وہ نبیوں میں رحمت لقب پانے والا
وہ امی لقب حادی دینِ برحق — اخوت کا سب کو سبق دینے والا
رسولِ خدا خاتم الانبیاء ہے — کلام خدا کو یہاں لانے والا
دلوں میں محبت کا جادو جگا کر — دلوں سے کدورت کا فتنہ نکالا
جہالت کا اک ایک بت اس نے توڑا — کیا بت کدے میں اجالا اجالا
مساوات کا درس دنیا کو دے کر — پریشان خلقِ خدا کو سنبھالا

تصوّر مجسم دعا بن گیا ہے
نگاہ کرم کی طلب کرنے والا

۷۸۔ تُلسی داس

لائے ہیں جو نور احمد میرٹھی — تذکرہ ''نورِ سخن'' ہے خوب ہی
نعت تلسی داس نے بھی ہے کہی — جو زبان بھاکا میں لکھی گئی
پیش گوئی مصطفےٰ کے آنے کی — اس میں تلسی داس نے بتلائی بھی
بیاس جی نے ترجمہ جس کا کیا — پیش کرتا ہوں جسے میں برملا

نمونۂ کلام:

ترجمہ: بیاس جی	تلسی داس
یہاں میں آپ کی طرفداری میں کچھ نہ کہوں گا	یہاں نہ میں کچھ بات راکھوں
جو ویداور پرنت میں لکھا ہے، وہ سچ کہوں گا	وید پرانت ست مت بھاکوں
برس دس ہزار تک رسالت تمام ہوگی	پرکھ سس دس سندرم ہوئی
بعد کو یہ مرتبہ کوئی پا نہیں سکتا (ختم رسالت)	تہ کے بعد نہ پائے کوئی
عرب دیس میں ایک خوشنما ستارا ہوگا	دیس عرب میں بھرکتا سائی

سوتھ بھرم گت سنو کھک رائی	اور اچھی شان کی زمین ہو گی
شنبھو سمت تا کر ہوئی	انہونی باتیں (معجزے) اس سے ظاہر ہوں گی
سندرم اوپدیش تتھ سوئی	اللہ کا دوست قاسم کہلائے گا
سمت بکرم کی دو چھنگا	سمت بکر ماجیت کی سمندروں کی تعداد کے مطابق
مہا کوک تس تس چت پر تنگا	(ساتویں صدی میں پیدا ہوگا) کیونکہ سمندر سات ہیں
راج پنٹ بھنو پربت دکھاوے	یعنی بادشاہی قاعدہ سے خوف دکھا کر خلق و محبت ظاہر کرے گا
اپنی مت سب کو سمجھاوے	محبت ظاہر کرے گا اور اپنا مذہب سب کو سمجھاوے گا
چترم سندرم مست چاری	اس کے چار خلیفہ ہوں گے
تنگی بنس ہوئی بھنو بھاری	اس سے بہت بھاری نسل ہو گی
تب لگ جو سندرم پہہ کوئی	اس دین کے رہنے تک جو کوئی خدا تک پہنچتا ہے
بناء محمد پار نہ ہوئی	بغیر ذریعۂ محمد کے پار نہ ہو گا
تب ہووے سنگ لنگ اوتارا	تک ہووے گا ایک مردِ کامل
صدی کہیں سکل سنسارا	اس کو سب جہان والے مہدی (امام) کہیں گے
پھر سندرم سما نہیں ہوئی	پھر ان کے بعد سندرم (ولایت) نہیں ہو گی
تلسی بچن ست مت گوئی	تلسی داس یہ بات سچی کہتا ہے

''نورِ سخن'' میں تلسی داس کا ایک اور شعر بھی دیا گیا ہے:

کاشی پربت یادھ تیرتھ سبھی نکام

بیکنٹھ باس نپائی بنا محمد نام

(بحوالہ ''ہمارے رسول'')

۷۹۔ تمنّا، انیتا سریواستو

نمونۂ کلام:

بس خیالِ مصطفیٰ ہے زندگی کا آئینہ
ذہن و دل میں بس گیا ہے وہ سراپا آئینہ

ہے کرم کتنا بڑا ہم مومنوں پر دوستو
دے دیا ہم کو خدا نے سب سے یکتا آئینہ

مل گئی جن کو گدائی بس وہی کہتے ملے
جستجو ہے آئینہ اور ان کا چرچا آئینہ

آئینہ گر کا کرشمہ دیکھ کر بولے ملک
آج تک دیکھا نہیں دنیا نے ایسا آئینہ

نعت سن کر کہہ رہے ہیں یہ غلامِ مصطفیٰ
ہے تمنا نعت کا ایک ایک مصرعہ آئینہ

۸۰۔ تمنّا انبالوی، رام کشن

نمونۂ کلام:

محمدؐ کا عالم میں ڈنکا بجا ہے
محمدؐ ہر اک دل کا فرماں روا ہے

محمدؐ کا کتنا بڑا مرتبہ ہے
محمدؐ ہے جس کا اسی کا خدا ہے

زباں پر فقط مصطفیٰ مصطفیٰ ہے
مرا دل مدینے کی جانب لگا ہے

محمدؐ ہے ایمان و دیں کا محافظ
محمدؐ رہِ راست کا رہنما ہے

محمدؐ پہ کوئی جو ایمان لایا
درِ باغِ جنت اسی پر کھلا ہے

نہیں بحرِ عصیاں کی موجوں کا ڈر کچھ
محمدؐ اگر ناؤ کا ناخدا ہے

جسے وہ کہے گا اسے بخش دوں گا
تمنا یہ فرمانِ رَبُّ العلا ہے

۸۱۔ تمنّا سیتاپوری، ہراونکار پرشاد سنہا

نمونۂ کلام:

میری قسمت میں جو لکھی یہ سعادت ہوتی — مجھ کو بھی روضۂ اقدس کی زیارت ہوتی
کیسے انسان کو جینے کا سلیقہ آتا — ان سے پائی نہ جو دنیا نے ہدایت ہوتی
وہ اگر آکے بتاتے نہ جہاں میں تو کبھی — کیسے انسان کو معلوم حقیقت ہوتی
آپ جیسا نہیں دنیا میں کوئی بااخلاق — آپ سے کیوں نہ زمانے کو محبت ہوتی

بالیقیں مجھ پہ تمنّا وہ کرم فرماتے
گر مجھے دل سے گناہوں پہ ندامت ہوتی

۸۲۔ تمنّا لکھنوی، رام سہائے

پ:۱۸۵۴ء — و:۱۹۳۲ء

لکھنوی شاعر تمنا اک ہوئے — سب جنہیں رام سہائے جانتے
پورن چند منشی کے وہ فرزند تھے — پیدا اٹھارہ سو چون میں ہوئے
دادا پردادا، تمّنا کے جو تھے — فارسی کے مستند شاعر ہوئے
اپنے ماموں کے ہی یہ شاگرد تھے — خوب لکھی ہیں کتابیں آپ نے
آپ حمد و نعت بھی ہیں کہہ گئے — مثنوی، قطعات بھی ہیں کہہ گئے
''مثنویٔ یادگارِ'' پر ''بھوپال'' — آپ نے پیدا کیا جس میں کمال
چودہ صفحوں کی یہ حامل مثنوی — والیٔ بھوپال ہی کو پیش کی
اس میں ہے شامل جو حمد و نعت بھی — وہ تمنا لکھنوی نے خود کہی
ایسا کچھ کہتے ہیں کندن لال ہی — مثنوی پر لائے جو تصنیف بھی

۸۳۔ تمیزؔ لکھنوی، گنگا سہائے

نمونۂ کلام:

ہردم تصورِ شہِ والا جناب ہو ۔۔۔ لب پر ہمیشہ ذکرِ رسالت مآب ہو
ثانی تمہارا دونوں جہاں میں کوئی نہیں ۔۔۔ یارب حصولِ عشقِ رسالتؐ مآب ہو
فضل وکرم سے آپ کے یاشاہ دوسرا ۔۔۔ مضمونِ نعت عمدہ ہو اور لاجواب ہو
مطلع غزل کا مطلعِ انوارِ حق بنے ۔۔۔ ہر بیت اس کی، بَیتِ خدا کا جواب ہو

حامی ہو جس کا روزِ ازل سے حبیبِ حق
کیا خوف پھر تمیزؔ اسے روزِ حساب ہو

۸۴۔ ثاقبؔ بریلوی، کشن لال

پ:۱۹۰۶ء ۔۔۔ و:۱۱رستمبر۱۹۸۲ء

ایک ثاقب جو بریلی کے ہوئے ۔۔۔ وہ بھی مداحِ رسولِ پاک تھے
ساکنِ صالح نگر جو مانئے ۔۔۔ لچھمی نارائن پدر تھے آپ کے
شاعری میں جن سے ہے اصلاح لی ۔۔۔ سوزن[1] و جویا[2] کی عالی ذات تھی
آپ سے آئیں کتابیں ہیں کئی ۔۔۔ نظم کہتے ہیں سیاسی خوب ہی

نمونۂ کلام:

یہ ہے شان اور عز و جاہِ نبی ۔۔۔ کہ تھا عرش بھی جلوہ گاہِ نبی

۸۵۔ جانؔ، جان رابرٹ

و:۱۸۲۹ء

ایک شاعر جان رابرٹ بھی ہوئے ۔۔۔ جان ،ہی جن کا تخلص جانئے

---

[1] بلدیو شاد شوزن [2] رام بہادر جویا بریلوی

تھے جو جنرل سربراہم کے، سی، بی — جان رابرٹ کے ہوئے والد وہی
ایک تھے نوّاب رمضانِ علی — تھی عطائے رب نواسی آپ کی
جس سے شادی کرلی شاعر جان نے — مرحبا اسلام میں داخل ہوئے

نمونۂ کلام:

ہے عرش پر قوسین کی جاجائے محمدؐ — رشکِ ید بیضا ہے کفِ پائے محمدؐ
عیسیٰ سے ہے بڑھ کر لبِ گویائے محمدؐ — یوسف سے ہے بڑھ کر رخِ زیبائے محمدؐ
والشّمس تھے رخسار تو واللیل تھیں زلفیں — ایک نور کا سورہ تھا سراپائے محمدؐ
اندھیرا ہوا کفر کا سب دور جہاں سے — روشن ہوا عالم جو یہاں آئے محمدؐ

عصیاں سے بَری ہو کے قیامت میں اٹھے گا
بیشک ہے بہشتی جو ہے شیدائے محمدؐ

۸۶۔ جاویدؔ، وششٹ، شیو پرشاد

پ: ۵/ جون ۱۹۲۰ء — و: ۳۰/ جنوری ۱۹۹۴ء

شیو ہی پرشاد اک جاوید تھے — ایم اے اردو دہلی کالج سے ہوئے
آخری شاگرد عبدِ حق کے تھے — جن کو ہم بابائے اردو جانتے
پانچ جون انیس سو وہ بیس تھی — ان کی ہریانہ میں پیدائش ہوئی
آپ سے آئیں کتابیں ہیں کئی — شعری دو مجموعے ہیں بھی خوب ہی
ایک کرہانی شمیمِ خوب تھے — ان سے اصلاحِ سخن لی آپ نے

نمونۂ کلام:

جاوید برہمن کے من میں جو دھن سمائی — پیغمبرِ خدا کی اس نے کتھا سنائی
فاراں کی چوٹیوں پر وہ صبح جگمگائی — دنیا میں روشنی کا پیغام لے کے آئی
پیغامِ نور وحدت، پیغام نورِ واحد — پیغام حق پرستی، پیغام حق نمائی

غار حرا میں اتری، ایمان کی تجلی　　توحید کا اجالا لے کر کتاب آئی
اک نور کا ہے عالم آئے نظر تو کیسے
سرچشمۂ تجلی، ہے ظلِ مصطفائی

۸۷۔ جذب نظامی، پنڈت راگھوندر راو

پ: ۲۰؍اپریل ۱۸۹۴ء　　و: ۲۸؍ستمبر ۱۹۷۳ء

آپ پنڈت راگھوندرِ راو تھے　　آپ ہی جذبِ نظامی بھی ہوئے
بیٹے پنڈت رام راو کے ہوئے　　وہ تھے پیدا ضلع رائے چور کے
اردو ہو کہ فارسی و عَرَبی　　سب میں ان کو تھی مہارت خوب ہی
منشی کامل بھی تھے، کامل ادیب　　یہ رباعی گو بڑے تھے خوش نصیب
پانچ لائے ہیں رباعی کی کتاب　　سب ہیں اعلیٰ پائے کی اور لاجواب
تذکرہ شعراء کا بھی اک لائے تھے　　آئی ہے ''سازِ غزل'' بھی آپ سے

نمونۂ کلام:

لکھتا ہوں ثنائے رخِ نیکوئے محمدؐ　　ہے روکشِ خورشیدِ فلک روئے محمدؐ
اوصاف محمدؐ کے ہوں ظاہر نہیں ممکن　　ہے غیرتِ خورشید فلک روئے محمدؐ
معراج میں سب چیزیں انہیں دیکھ رہی تھیں　　پر حق کے سوا تھا نہ وہاں روئے محمدؐ
مکے سے مدینے سے ہے پہونچی سرِ افلاک　　بوئے گلِ رخسارہ و گیسوئے محمدؐ
حورانِ جناں سب ہوئیں قرباں شبِ معراج　　دیکھا جو نہالِ قدِ دل جوئے محمدؐ
اس جذبِ دل افگار کو رویا میں کسی شب
یارب تو دکھادے رخِ نیکوئے محمدؐ

۸۸۔ جستؔ سیرامپوری، بولائی جست

شاعر اک سیرامپوری جستؔ تھے   جن کو ہم بولائی جست بھی جانتے
پیش ان کے نعتیہ اشعار ہیں   وہ فدائے احمدِ مختار ہیں

نمونۂ کلام:

ہے نورِ خدا آبگینے کے اندر   خدا مل گیا ہے مدینے کے اندر
وہ خوشبو سنو خلد میں بھی نہیں ہے   جو خوشبو ملی ہے پسینے کے اندر
خدا بھی ملے گا نبی بھی ملیں گے   کمی کچھ نہیں ہے مدینے کے اندر
میرے دل کی تنویر کیا پوچھتے ہو   ہے نورِ نبی اس نگینے کے اندر

کسی شئے کی اے جستؔ حاجت نہیں ہے
نبی کی محبت ہے سینے کے اندر

۸۹۔ جگدیشؔ، جگدیش چند جین

پ: ۱۸؍نومبر ۱۹۲۲ء

جین اک جگدیش چند جگدیش ہی   لکھ گئے ہیں خوب ہی نعتِ نبی
دلّی ہے جائے ولادت آپ کی   کچھ دنوں تک کی تھی فوجی نوکری
کچھ اکابر شعرا سے اصلاح لی   جوشؔ[۱] سے لیکن عقیدت ہے بڑی
خوب ہے اقدارِ روحانی کا پاس   رکھتے ہیں اخلاق کو شعری اساس

نمونۂ کلام:

بادۂ عشق نبی سے جس کا دل سرشار ہے   درحقیقت ایسا میکش خلد کا حقدار ہے

۱۔ جوشؔ ملسیانی

یوں تو دنیا میں ہزاروں ہی نبی آئے مگر
شاہکارِ بزمِ فطرت آپ کا کردار ہے
موجِ طوفانِ حوادث اس کو چھو سکتی نہیں
جس سفینے کا کھویّا احمدِ مختار ہے
کہنا کیا جگدیشؔ کی تقدیر کا اے دوستو
اس کے دل میں بھی حبیبِ کبریا کا پیار ہے

۹۰۔ جوانؔ، سنڈیلوی، منی لال

پ: ۱۸۸۹ء
و: ۲۵ جنوری ۱۹۷۴ء

خوب شاعر ہیں جوانؔ سنڈیلوی
جانے جاتے ہیں جو منّی لال بھی
آپ بیٹے تھے گلاب رائے کے
اور ہر دوئی میں پیدا بھی ہوئے
اک ہنرؔ[۱] اور آرزوئےؔ[۲] لکھنوی
تھے سخن میں آپ کے استاد بھی
شعری مجموعے بھی وہ لائے کئی
تھے رباعی کے بھی شاعر خوب ہی
شاعرِ محبوب بچوں کے بھی تھے
اردو و ہندی میں لکھا آپ نے

نمونۂ کلام:

سرِ میّت اگر چھیروگے افسانہ محمدؐ کا
کفن کو پھاڑ کر اٹھے گا دیوانہ محمدؐ کا
عطا کرتا ہے وہ قدرت چراغِ حسن کا جلوہ
پروں سے پہلے اڑ جاتا ہے پروانہ محمدؐ کا
بدل دیتا ہے سیاروں کی گردش عشقِ پیغمبر
مقدر سے دبے کس طرح دیوانہ محمدؐ کا
مسلمانوں کو جانے دو یہ ہے کفار کا عالم
کہ اب تو چھین کر پیتے ہیں پیمانہ محمدؐ کا
جوانؔ جس وقت بھی پہنچو گے آجاؤ گے حیرت میں
ابھی دیکھا نہیں ہے تم نے میخانہ محمدؐ کا

---

۱ میر منصب علی ہنر سنڈیلوی ۲ انور حسین آرزو لکھنوی

۹۱۔ جوشؔ بدایونی، رادھا رمن

پ:۱۹؍جولائی ۱۹۱۸ء

شاعر اک جوشِ بدایونی ہوئے　　جن کو ہم رادھا رمن سے جانتے
نام والد کا جو گنگا رام تھا　　اُن کا سایہ جلد ہی سر سے اٹھا
جوہر[۱] و جویا[۲] ہی تھے استاذ بھی　　رہ نمائی آپ کی جن سے ہوئی
''آتشِ خاموش'' ہی کے نام سے　　آپ مجموعہ غزل کا لائے تھے
منقبت اور نعت ہوتی خوب ہی　　نظم بھی ہوتی ہے عمدہ آپ کی

نمونۂ کلام:

رسالت ختم ہے جس پر وہ محبوبِ خدا تم ہو　　شہنشاہِ نبوت، اختتام الانبیاء تم ہو
نبوت جس پہ نازاں ہے وہ فخر انبیاء تم ہو　　کہ ختمِ مرسلیں کوئی نہیں ہے دوسرا تم ہو
تم ہی جادہ، تم ہی منزل، تم ہی منعم، تم ہی آقا　　اگر مانگوں تو کیا مانگوں اثر تم ہو دعا تم ہو
رموز شانِ محبوبی خدا جانے کہ تم جانو　　کہیں سے ابتدا تم ہو کہیں پر انتہا تم ہو
جہاں سے بھی جہاں تک یہ بساطِ بزمِ امکاں ہے　　زمانہ التجا ہے اور جوابِ التجا تم ہو

یہ سچ ہے جوشؔ شرمندہ ہے عصیاں کار ہے لیکن
اسے کیا خوف ہو جس شافعِ روزِ جزا تم ہو

۹۲۔ جوہرؔ، جواہر سنگھ

و:۱۹۱۳ء

ایک جواہر سنگھ بھی جوہر ہوئے　　مرزا ناطق کے ہی جو شاگرد تھے
اور پھر خواجہ وزیرِ لکھنوی　　آپ بھی جوہر کے تھے استاد ہی

[۱] لکشمی نرائن جوہر بدایونی [۲] رام بہادر لال جویا آنولوی

ہے جو ''موجِ گنگ'' نامی تذکرہ ذکر اس میں بھی ہوا ہے آپکا
اور پھر نسّاخ سے چلتا پتہ سنگھ بختاور ہوئے ان کے پتا

نمونۂ کلام:

قصوراے شیخ دیں ثابت نہیں منصور و سرمد کا انا الحق حسنِ سنت ہے انا بے میم احمد کا

۹۳۔جوہر بجنوری، چند پرکاش

پ:۱۷رفروری ۱۹۲۳ء

جوہرِ بجنوری شاعر خوب تھے 'چندر' اور 'پرکاش' والے نام کے
دن تھا سترہواں مہینہ فروری عیسوی انیس سو وہ تیئس تھی
جوہرِ بجنوری جو پیدا ہوئے ان کے والد رام چند استاد تھے
رام پوری ایک جو اظہار[۱] تھے جن سے اصلاح سخن پاتے رہے
لائے ہیں ''اوراقِ گل'' جوہر جناب خوب ہے یہ ان کی غزلوں کی کتاب

نمونۂ کلام:

خم جس کی فضیلت پہ دو عالم کی جبیں ہے سجدہ گہِ کونین وہ طیبہ کی زمیں ہے
دنیا کا عقیدہ ہے اور اپنا بھی یقیں ہے جو بات ہے طیبہ میں کہیں اور نہیں ہے
اے خاکِ مدینہ تیرے اعجاز کے صدقے ہے عرش نشیں جو بھی یہاں فرش نشیں ہے
کیوں گلشنِ طیبہ میں کروں خواہشِ جنت کیا خلد بریں اس کے سوا اور کہیں ہے

جوہر کوئی عالم ہو ازل ہو کے ابد ہو
ہر حال میں دل سرورِ عالم کے قریں ہے

۱۔ اظہار حسین خاں، اظہار رام پوری

۹۴۔ جوہر بلگرامی، شنکر سہائے

پ:۱۱ر فروری ۱۸۹۰ء　　　　و:۱۰ر اکتوبر ۱۹۷۱ء

بلگرامی جوہر ایک شاعر جو تھے　　　ہاں، وہی شنکر سہائے بھی ہوئے
ہندا پرشاد آپ کے والد ہوئے　　　بلگرام ان کا ہے مولد جانئے
بی اے، ایل ایل بی کیا تھا آپ نے　　　حیدرِ آباد میں منصف ہوئے
بعد میں کی تھی وکالت آپ نے　　　مشورے عثمانی[1] سے فن میں لئے

نمونۂ کلام:

یوں تو دنیا میں بہت سے ہوئے مولا والے　　　پرتری شان ہی کچھ اور تھی بطحا والے
تجھ کو معراج ہوئی اور وہ غش کھاکے گرے　　　تابِ نظارہ کہاں رکھتے تھے سینا والے
تو وہ مخلوق کہ خالق تری تخلیق پہ خوش
بعدِ مولیٰ تجھے کیوں مانیں نہ مولیٰ والے

۹۵۔ جوہر حیدرآبادی، ایس۔ ایم۔ جوہر

حیدرِ آبادی جوہر تھے جناب　　　جوہرِ ایس ایم۔ شاعر کامیاب
ان کے بارے میں نہیں ہے کچھ پتہ　　　میلہ میرٹھ سے کلام ان کا ملا

نمونۂ کلام:

تو ہے چاند من یہ چکور ہے مرے من کے سونے گگن میں آ
تیری یاد باغ و بہار ہے، تو بہار ہے تو چمن میں آ
مرا عشق ہوگیا مشک زا نہ چھپائے سے کبھی چھپ سکا
تیرے جلوے اب رہیں کیوں نہاں میری آرزو کی کرن میں آ

---

[1] محمود عثمانی، حمد بلگرامی

تری جستجو نے تھکا دیا، ہو نگاہ لطف ادھر ذرا
میں چراغ پچھلے پہر کا ہوں ، میری خستگی کی تھکن میں آ
تری مدح میں ہی تمام ہو، ہو سحر کا وقت کہ شام ہو
تیری ہر ادا سے ثنا کروں، مری فکر میں مرے فن میں آ

۹۶۔ جوہر دیوبندی، بُدّھ پرکاش گپتا

پ:۱۲/اکتوبر۱۹۱۲ء

جوہر دیو بندی بدھ پرکاش تھے — جو ہوئے بیٹے کشوری لال کے
آپ کا دیوبند ہی مولد ہوا — جو سہارنپور ضلع میں پڑا
ماہ اکتوبر کا دن تھا دوسرا — سال بھی انیس سو بارہ وہ تھا
جوہرِ دیوبندی جب پیدا ہوئے — پھر تجارت اور سیاست میں رہے
پانچ آئی ہیں کتابیں آپ کی — ہندوشعرا پہ ہے ''موجِ گنگ'' ہی

نمونۂ کلام:

سجی بزمِ یزداں برائے محمدؐ — سرِعرشِ اعظم جو آئے محمدؐ
محمدؐ کے جلووں کا عالم نہ پوچھو — زمیں تا فلک ہے ضیائے محمدؐ
کھلے تھے جہاں راز ہائے مشیّت — یہی ہے وہ غارِ حرائے محمدؐ
جلائے گا کیا مجھ کو خورشیدِ محشر — کہ بیٹھا ہوں زیرِ ردائے محمدؐ
لرزنے لگی کفر و باطل کی دنیا — فضا میں جو گونجی صدائے محمدؐ
یہ خورشید کیا ہے، یہ مہتاب کیا ہے — فقط ہیں نشاناتِ پائے محمدؐ

رقم ہو چکے وصفِ قرآں میں جوہر
بشر کیا کرے گا ثنائے محمدؐ

۹۷۔ جوہری جے پوری، پرکاش نرائن سکسینہ

پ: ۱۵/ اگست ۱۹۲۵ء

جوہری جے پوری ان کو جانئے — اور وہی پرکاش سکسینہ ہوئے
آپ بی اے اور ایل ایل بی ہوئے — اور ہیں شاعر سلام و نعت کے
منقبت ہو کہ غزل اور نظم بھی — خوب ہے بھی شاعری موصوف کی
تذکرے میں شعرا کے جے پور کے — ان کے یہ اوصاف بتلائے گئے

نمونۂ کلام:

ہے زماں جس کا ثنا خوان شفیعِ محشر — آپ کی شان ہے وہ شان شفیعِ محشر
دین و ایماں کا دیا گیان شفیع محشر — ہم پہ ہیں آپ کے احسان شفیع محشر
آپ کا نام جو آتا ہے زباں پر میری — مشکلیں ہوتی ہیں آسان شفیعِ محشر
جس کی خاطر ہی تو اللہ نے بنایا سب کچھ — آپ کی جان ہے وہ جان شفیعِ محشر
بخشواؤ گے تمہیں ہم کو یقیں ہے پورا — ہو وہ ہندو یا مسلمان شفیعِ محشر

جوہرؔی گرنہیں مومن تو وہ کافر بھی نہیں
آپ ہیں اس کے نگہبان شفیعِ محشر

۹۸۔ جوہری، لالہ مکند لال

جوہری لالہ مکندِ لال تھے — ساکن کاکوری جن کو جانئے
’تحفۂ‘ پر لاحقہ ہو ’جوہری‘ — ہاں یہی ہے آپ کا دیوان بھی
نعت کے دو شعر ہیں جس میں رقم — کر گئے وہ کیف کے ساماں بہم

نمونۂ کلام:

لبِ جاں بخش پر مہرِ نبوت حال کو سمجھے ہوا اب مصطفیٰ کا عشق تھا جو پہلے عیسیٰ کا
جو تجھ پر مرتے ہیں وہ زندۂ جاوید ہوتے ہیں ترا تو اک کرشمہ تھا جو تھا اعجاز عیسیٰ کا

۹۹۔ چاندؔ، مہندر پرتاپ

پ: یکم اگست ۱۹۳۵ء

ایک پرتاپِ مہندرِ چاند تھے جو مظفر گڑھ میں ہی پیدا ہوئے
آپ ہریانہ میں ہجرت کر گئے پھر ادیبِ فاضل اور ایم اے ہوئے
آپ ہیں استاذِ اردو فارسی شاعری بھی ہے مؤقر آپ کی
تھے جو شاعر قیس اک جالندھری وہ سخن میں ان کے تھے استاد بھی
لائے ہیں مجموعہ ''حرفِ راز'' ہی ہندی میں لائے کتابِ شاعری

نمونۂ کلام:

دل نشیں ہے پیام احمد کا حرزِ جاں ہے کلام احمد کا
مہر، الفت، وفا، مروت رحم خنجرِ بے نیام احمد کا
حق میں اعدا کے بھی دعائیں دیں خاص ہے لطفِ عام احمد کا
کیوں نہ اس کا غلام ہو ہر شاہ ہوگیا جو غلام احمد کا
میرے دل میں ہے میرے لب پر بھی یاد احمد کی، نام احمد کا
پرسشِ روزِ حشر کا کیا ڈر کیا نہیں میں غلام احمد کا

چشمہ آبِ حیات کا ہے یہ
یا ہے اے چاندؔ جام احمد کا

۱۰۰۔ چاند مظفر نگری، پرکاش چند

ایک تھے پرکاش چندِ چاند بھی
وہ جلال پور کے تھے سوہتی
پہلے پنجابی میں وہ لکھتے رہے
بعدۂ اردو سے وابستہ ہوئے
اک نظیر الحسن[۱] صاحب جو تھے
ان سے فن میں مشورہ لیتے رہے
ماہنامہ اردو اک جاری کیا
جلد ہی پھر بند بھی وہ ہوگیا
منقبت، نعت و غزل سب کچھ لکھا
صاحبِ دیواں ہے ان کا مرتبہ
نعت ان کی ہو نہ پائی دستیاب
جستجو ٹھہری نہیں کچھ کامیاب

۱۰۱۔ چرخ چینوٹی

نمونۂ کلام:

جلوہ ہوا ہے جب سے میسر رسول کا
رہتا ہے نام پاک زباں پر رسول کا
دونوں جہاں کی وسعتیں اس کو ہوئی نصیب
جس کو ملا یہ فیض خدا در رسول کا
ہر قوم فیضیاب ہے اس کے کلام سے
ہے فیض عام سب پہ برابر رسول کا
خود کو سنوار لے گی یہ اعمالِ نیک سے
احسان زیست پر ہے سراسر رسول کا
اے چرخ دل کی ظلمتیں مٹنے لگیں تمام
نظروں میں ہے جمالِ منور رسول کا

۱۔ نظیر الحسن کھتولوی

۱۰۲۔ چمنؔ، چمن لال

نمونۂ کلام:

وہ خاتمِ پیغمبراں وہ شاہ شاہانِ شہاں
وہ غم گسارِ بیکساں روحِ روانِ عاشقاں
محبوبِ ربِّ دو جہاں
وہ جس کے آنے سے کھِلی دل کے گلستاں کی کلی
پھر پھولنے پھلنے لگی جو شاخ تھی سوکھی ہوئی
ٹوٹی ہوئی پھوٹی ہوئی

۱۰۳۔ چندرؔ جے پوری، چندر پرکاش پاریکھ

پ: جون ۱۹۵۷ء

چند ہی پرکاش ہیں پاریکھ بھی جانے جاتے چندر جے پوری وہی
ساکنِ جے پور ان کو جانئے کام راجستھان میں کرتے رہے
رشتہ رکھتے اردو و ہندی سے بھی برج بھاشا میں بھی کرتے شاعری
آپ کہتے خوب ہی نعتِ نبی آپ پڑھتے خوب ہی نعتِ نبی
ہے بہت ہی صاف اور سادہ زباں ڈھالتے ہیں شعر میں دردِ نہاں

نمونۂ کلام:

آپ کے جسم کا پڑا نہیں سایہ لکھیے آپ جیسا تو نبی کوئی نہ آیا لکھیے
جن کو اللہ نے محبوب کیا ہو اپنا ان کی توصیف میں لکھیے بھی تو کیا کیا لکھیے
سارے عالم کے لئے آئے وہ رحمت بن کر ان کے صدقے میں ہوئی خلق یہ دنیا لکھیے
دل کو معلوم ہے اللہ نے بھیجا ہے سلام دل بضد ہے کہ محمدؐ کا سراپا لکھیے

آپ خلاّقِ دو عالم کا ہیں منشا لکھیے
آپ کی جو ہے رضا، وہ ہی رضا ہے رب کی
میرے آقا کی عجب شان یہ دیکھی چندؔر
آپ کو عرش پہ خالق نے بلایا لکھیے

۱۰۴۔حامؔی بریلوی، بشن نرائن

پ۱۸۹۶ء

حامؔی شاعر جو بریلی کے ہوئے
ہیں نرائن اور بشن بھی جانئے
دیوی پرشاد ہی والد ہوئے
آپ ہی صادق بھی ہیں جانے گئے
آپ کے استاد تھے حامد[۱] علی
جن سے اچھی سیکھ پائے فارسی
ریلوے میں وہ بڑا بابو رہے
بی اے، تھے وہ راجہ بینی لال کے
نعت کہتے کیف آور خوب ہی
جس میں ہوتی جذبے کی پاکیزگی

نمونۂ کلام:

رضواں بھی اشاروں میں بتائیں گے کہ وہ ہے
ڈھونڈیں گے جو ہم حشر میں ایوانِ محمدؐ
دیکھیں گی رخِ پاک جو فردوس میں حوریں
ہوجائیں گی سو جان سے قربانِ محمدؐ
بخشیں مجھے توفیق اگر نعت کی حامؔی
بھولوں نہ کبھی عمر بھر احسانِ محمدؐ

۱۰۵۔حرماںؔ بریلوی، مکٹ بہاری لال

اِک مکٹ ہی جو بہاری لال تھے
ہاں، وہی حرماںؔ بریلی کے ہوئے
اک جہان آباد کے بریاں[۲] ہوئے
اور نگینے والے وہ اختر جو تھے

۱؎ مولوی حامد علی بریلوی ۲؎ رگھبیر سہائے بریاں جہان آبادی

دونوں کو استاذِ حرماںؔ جانئے		دونوں سے ہی مشورے فن میں لئے
تذکرہ میں اپنے شاپاں نے لکھا		نعت میں حرماں بہت مشہور تھا

نمونۂ کلام:

بارِ عصیاں سے مرا سر نہیں اٹھتا سرِ حشر		تیری امید شفاعت مجھے لے آئی ہے
میں گدا اس شہِ بطحا کا ہوں جس کے در پر		بھیک لینے کے لئے خلق خدا آئی ہے

۱۰۶۔ حزیںؔ بیکانیری، کامیشور پرشاد

اک حزیں شاعر تھے بیکانیر کے		اور وہی کامیشور پرشاد تھے
حضرتِ مونس سے ہے ظاہر ہوا		کہ حزیں کہتے تھے نعتِ مصطفٰے
ہوسکا حاصل نہیں ان کا کلام		ذکر ان کا اس پہ پاتا اختتام

۱۰۷۔ حضرت بدایونی، پنڈت دھرم نرائن

ایک پنڈت دھرم نارائن جو تھے		ہاں وہی حضرت بدایونی بھی تھے
حیثیت ان کی بڑے پنڈت کی تھی		آپ کا شائع ہوا دیوان بھی
نعت کا رجحان ان میں خاص تھا		آپ کہتے عمدہ نعتیں برملا
پیش ہیں دو شعر ان کے نعتیہ		آپ ہیں مدحت سرے مصطفٰے

نمونۂ کلام:

حمد خدا کے بعد ہی نعتِ حضور ہو		ایسا ضرور چاہئے ایسا ضرور ہو

☆☆☆

تمہیں ہم کیا کہیں تم ہی بتاؤ اپنے رتبہ کو		تمہارا چھوٹا بھائی جب نصیری کا خدا ٹھہرا

۱۰۸۔ حقیرؔ آستانی، کشور چند سین

وہ کشورِ چند ہی اک سین تھے
جو حقیرِ آستانی بھی ہوئے
ان کا مولد، ضلع سرگودھا ہوا
پھر معاشیات میں ایم اے کیا
پایا تھا طمغہ طلائی آپ نے
اے خوشا کہ آپ پی ایچ۔ڈی ہوئے
آپ سے آئیں کتابیں بھی کئی
شاعری ان کی ہے انگریزی میں بھی
ایک ''خبط و ضبط'' آئی آپ سے
آپ ''افکارِ گریزاں'' لائے تھے

نمونۂ کلام:

تماشہ گر، تماشائی، تماشہ بھی تم ہی سے ہے
کہ ہواب داورِ کون و مکاں اب لامکاں تم ہو
مقرر ہی نہ ہوں جس میں حدیں سیلِ تلوّن کی
ابھی تم ذرّۂ خاکی، ابھی دونوں جہاں تم ہو
مسیحائی مسیحوں کی فقیروں کی زبوں حالی
غرورِ مہوشاں تم ہو نیازِ مے کشاں تم ہو
ذرا بھی جس کی شدت میں کمی بیشی نہیں ہوتی
اس ابدی پیاسی کے مختارتم، پیرِ مغاں تم ہو
ہمارے درمیاں پردہ نہ واجب ہے نہ ممکن ہے
کہ سب کے راز تم، ہم راز تم ہو، راز داں تم ہو
اسے افسوسِ ماضی، فکرِ فردا آج کا غم کیا
کہ جس کے حال پہ اے جانِ جاناں مہرباں تم ہو
چلو مانا حقیرِ بے نوا تم ہیچ ہو لیکن
کبھی رعبِ قلم تم ہو، کبھی زورِ بیاں تم ہو

۱۰۹۔ حمیدؔ تلہری، سندر لال

لال سندر تھے حمیدِ تلہری
جائے پیدائش ہے تلہر آپ کی
شہِ جہاں پوری جو ان کو مانئے
آپ ہیں بھی خاندانِ کائستھ سے

آپ بی اے اور ایل ایل بی ہوئے ‏ بیشتر اشعار ہیں بھی نعت کے

نمونۂ کلام:

وہ سندر چہرہ نور بھرا وہ رام سروپی متوالا ‏ دلدار تھا وہ دلداروں میں، سردار تھا وہ سرداروں میں
لولاک لما کا تاج دھرے، وہ کملی والا منموہن ‏ توحید کی مایا ہاتھوں میں، کہتا تھا یوں ناداروں میں
کیوں لوبھ کی مایا نے یارو، جی ہائے تمہارا موہ لیا ‏ تم باغِ ارم کو چھوڑ، یہاں پر پھرتے ہو کیوں خاروں میں
ہم داس رہیں گے مرتے دم تک یارا اس گرگیانی کے ‏ ہیں روپ سروپ محمدؐ کے یہاں قدرت کے آثاروں میں

تم لے لے اس کا نام حمیدؔ اپدیش کرو اِس نگری میں
یہ گیان دھرم کی آن نہیں جا کر چھپ جانا غاروں میں

۱۱۰۔ حیرتؔ، راکیش ورما

حیرتِ راکیش ورما آپ تھے ‏ صدر نائب آپ ہیں اک بزم کے
بزم ہے وہ صوبۂ بھوپال کی ‏ نام پر اقبال کے قائم ہوئی

نمونۂ کلام:

ہر خوشی یا کہ غم ساتھ تونے دیا ‏ اب یہ کیسے کہیں تونے کیا کیا کیا
اے نبی شکریہ، شکریہ، شکریہ
اب نہ لاگے کہیں بھی تیرے بن جیا ‏ میں ہوں عاشق ترا تو ہے میرا پیا
اے نبی شکریہ، شکریہ، شکریہ
امن و انصاف کا تجھ سے روشن دیا ‏ تونے دنیا پہ اپنا کرم ہے کیا
اے نبی شکریہ، شکریہ، شکریہ
اے محمدؐ تری شان میں لکھ دیا ‏ ترے صدقے میں، میں شان سے جی لیا
اے نبی شکریہ، شکریہ، شکریہ

۱۱۱۔ خارؔ امرتسری، جگن ناتھ

ہیں جگن ناتھ آپ خار امرتسری — سامنے ہے نعت اک موصوف کی
کچھ نہیں ہم ان کی بابت جانتے — خوب ہیں اشعار لیکن نعت کے

نمونۂ کلام:

نہیں یہ بے سبب غرقِ ضیا معلوم ہوتے ہیں — تیرے جلووں سے ذرے آشنا معلوم ہوتے ہیں
محمدؐ مصطفیٰ واقف ہیں انوارِ الٰہی سے — ارے توبہ کہیں بُت بھی خدا معلوم ہوتے ہیں
جنہیں جبریل و رضوانِ درِ فردوس کہتے ہیں — یہ سب کوئے محمدؐ کے گدا معلوم ہوتے ہیں
مریضِ عشق احمد ہوں خدارا جلد پہونچادو — بیابانِ عرب دارالشفا معلوم ہوتے ہیں

نہیں کچھ ایک خارؔ خستہ ہی پر منحصر کوئی
تیرے عاشق زمانے سے جدا معلوم ہوتے ہیں

۱۱۲۔ خارؔ دہلوی، پنڈت رتن موہن زتشی

پ: ۱۵؍جنوری ۱۹۱۶ء — و: جنوری ۱۹۷۵ء

زُتشی پنڈت رَتن موہن ہی ہوئے — جن کو خارِ دہلوی ہم جانتے
تھے نمونہ دہلوی تہذیب کے — بیٹے زارِ دہلوی کے آپ تھے
دہلوی گلزار کے بھائی بڑے — ”خارزار“ آئی ”خلش“ بھی آپ سے

نمونۂ کلام:

دنیا تو کیا ہے دین کی دولت ترے نثار — جانِ عزیز، ختم رسالت! ترے نثار
محشر میں تو کرے گا شفاعت ترے نثار — محبوبِ حق ہے تو تری امت ترے نثار
تجھ کو ملا ہے سرورِ کونین کا لقب — دونوں جہاں کی عظمت و حرمت ترے نثار

بغض و حسد، نفاق اٹھائے ہوئے ہیں سر — دے آ کے صلحِ کُل کی بشارت ترے نثار
دنیا کی باگ ڈور ہے اہلِ ہوس کے ہاتھ — آ کر سنبھال اپنی امامت، ترے نثار
لایا ہے خاؔر چمن کے عقیدت کے چند پھول
ہے آج تیرا جشنِ ولادت ترے نثار

۱۱۳۔ خستہؔ دہلوی، منشی گنیشی لال

آپ ہی منشی گنیشی لال تھے — جن کو خستہ دہلوی ہم جانتے
ذکر ''موجِ گنگ'' میں ہے آپ کا — دہلی میونسپل سے تھا بھی واسطہ
وہ رہے تحریکِ آزادی میں بھی — ان کی دلچسپی بھی اس میں خوب تھی
مصلحانہ رنگ ہے بھی نعت کا — تذکرہ ملکی عناصر کا کیا

نمونۂ کلام:

بادۂ عصیاں سے کُل ملک عرب مخمور تھا — سوجھتی اس کو نہ تھی زنہار راہ ارتقا
ہادیٔ برحق کہوں یا تجھ کو نورِ معرفت — یا رہِ وحدت کا سمجھوں تجھ کو سچا رہنما
جاہلوں اور وحشیوں کو لایا راہِ راست پر — آفریں ہمت کو تیری یا محمدؐ مصطفیٰ
کام تو نے وہ کیا کھا کر فقط نانِ جویں — زندہ و جاوید جس سے دو جہاں میں بن گیا
آج امت کو تری حاصل ہیں تن آسانیاں — ہائے پھر کارِ نمایاں کچھ نہیں اس سے ہوا
التجا امت سے تیری یہ دلِ خستہؔ کی ہے
کام وہ ایسا کرے ہو ملک کا جس سے بھلا

۱۱۴۔ خطیبؔ سرحدی، رگھوناتھ

وہ رگھوناتھ ہیں خطیبِ سرحدی
نعتیہ ہے خوب جن کی شاعری
خوش بیاں، خوش فکر وہ شاعر ہوئے
ہے عقیدت مصطفیٰ کی ذات سے
صاف ستھری ہے زباں بھی نعت کی
اور ہے اظہار میں پاکیزگی

نمونۂ کلام:

مبارک عطائے خدائے دو عالم
نبی اشرف الانبیاء فخرِ آدم
ندا آمدم دمبدم عرشِ اعظم
سلام علیکم نبیؐ مکرم
وہ ہیں اور، ہے مغفرت کا جنہیں غم
ہمارے نبی ہیں شفیعِ دو عالم
غلامانِ حضرت کو کیا تشنہ کامی
وہاں جامِ کوثر، یہاں چاہِ زمزم
کرم چاہتا ہوں کرم ڈھونڈتا ہوں
نبیؐ مکرم، نبیؐ مکرم
کلیم و حبیبِ خدا اللہ اللہ
وہاں طور سینا یہاں عرشِ اعظم

محبت ہی لائی ہے اس در پہ ورنہ
رگھوناتھ اور وصف شاہِ دو عالم

۱۱۵۔ خمارؔ، ڈاکٹر ستنام سنگھ

پ: جون ۱۹۳۵ء

ڈاکٹر ست نام سنگھ جو تھے خمار
آپ بھی تھے نعت گو اک باوقار
پُتر تھے سردار سرجن سنگھ کے
ضلع ساہیوال میں پیدا ہوئے
بعد ہجرت آئے وہ پنجاب ہی
اور اقامت گاہ فاضلکا ہوئی
کرکے ڈپلوما جدیدِ فارسی
کی تھی این سی آر ٹی میں افسری
وہ پروفیسر بھی نفسیات کے
اے خوشا کہ دلیش کالج میں ہوئے

اک بڑے شاعر رثائیات کے بے تکلف آپ ان کو مانئے

نمونۂ کلام:

حجاب دل میں نہیں چہرے پر نقاب نہیں شعورِ عشق محمدؐ ترا جواب نہیں
ترا غلام ہوں اے نفس مطمئن کب سے مرے پیالے میں بہکی ہوئی شراب نہیں
میں پُر خطا ہوں گنہگار ہوں بہت لیکن مجھے یقین ہے مٹی میری خراب نہیں
فضیلتوں کا عمامہ پہن کے تو آیا کمال و فضل میں تیرا کوئی جواب نہیں
ہماری راتوں کو صبحوں کی روشنی دے دے فلک میں کوئی کہیں تجھ سا آفتاب نہیں
خمارؔ دور سے اُن کا کروں گا نظارہ
اُنہیں قریب سے دیکھوں نظر میں تاب نہیں

۱۱۶۔ خنجرؔ، ڈاکٹر دیانند سکسینہ

تھے وہ سکسینہ دیانند ڈاکٹر آپ ہی شاعر تھے خنجرؔ معتبر
نور احمد میرٹھی کا تذکرہ آپ کے شعروں سے ہے آراستہ

نمونۂ کلام:

جہاں میں کتنے رسول آئے نہ آیا لیکن عظیم تم سا فہیم تم سا، علیم تم سا، نعیم تم سا، حکیم تم سا
ہزار ڈھونڈا، تمام دیکھا کسی نے لیکن کہیں نہ پایا حسین تم سا، امین تم سا، خطیب تم سا، وسیم تم سا
دیارِ لوح و قلم سے اب تک قسم خدا کی نہ کوئی آیا ادیب تم سا، مجیب تم سا، خطیب تم سا، کلیم تم سا
چراغ ایماں جلا کے دیکھا، کہیں بھی کوئی نظر نہ آیا حمید تم سا، مجید تم سا، وحید تم سا، تمیم تم سا
ورودِ آدم سے تا بہ ایں دم نظر میں میری کوئی نہ اُترا عدیل تم سا، خلیل تم سا، جلیل تم سا، حلیم تم سا
تلاش کر کر کے تھک چکی ہے نگاہِ خنجرؔ نہ پا سکی ہے
خبیر تم سا، بشیر تم سا، قدیر تم سا، سلیم تم سا

۱۱۷۔ خنداںؔ، منشی کندن لال

منشی کندن لال جو خنداں ہوئے   نجمِ دین عبّاسی کے شاگرد تھے
ایک شعر ان کا ملا ہے نعت کا   ان کے فن کا جس سے چلتا ہے پتہ
ایک شایاں جو بریلی کے ہوئے   شعر جن کے تذکرے سے ہی لئے

نمونۂ کلام:

تو زمانے سے نرالا ہے تراثانی نہیں   صانعِ قدرت بھی شیدا ہے تری تصویر کا

۱۱۸۔ خنداںؔ دہلوی، کشن لال

پ: ۲۵رمئی ۱۹۱۴ء

ساکنِ چھتہ کشن اک لال تھے   آپ خنداں دہلوی شاعر ہوئے
ان کے گھر کا شعری جو ماحول تھا   آپ پر اس کا اثر اچھا پڑا
امن گوپی ناتھ کی صحبت رہی   چھتہ صوفی کی فضا تھی اَدَبی
آپ نے کی ہے مزاحی شاعری   ان کے فن میں پختگی بھی ہے بڑی
وہ "گلِ خنداں" ہیں لائے اک کتاب   خوب ہے جو اُن کے فن کا انتخاب

نمونۂ کلام:

تھیں جو رسمیں تمام اول جلول   کر گئی ختم سب کو ذاتِ رسول
تھا ابوجہل ایسا ہٹ دھرمی   شرعِ احمد نہ کر سکا وہ قبول
تھے جو کیچڑ اچھالنے والے   پڑ گئی خود انہیں کے سر پہ دھول
دیکھ کر روشنی رسالت کی   ہوئے ناراض مردِ نامعقول
ساتھ دیتے وہ کیا محمدؐ کا   مانتے تھے حصول کو جو اصول

تھی عقیدت جو ذاتِ احمد سے
شعر خنداںؔ کے ہوگئے مقبول

۱۱۹۔خودی، پنڈت گیا پرشاد

و:۱۹۹۵ء

تھے گیا پرشاد پنڈت جو خودی — آپ کی بنیاڑ کا موضع میں پیدائش ہوئی
وہ تھے عادی صوفیانہ طرز کے — بھکتی کو اپنا لیا تھا آپ نے
باز آئے وہ زمینداری سے بھی — بھلئی تھی اب سکونت آپ کی

نمونۂ کلام:

زندگی میں زندگی کا حق ادا ہوجائے گا — تو اگر دل سے غلامِ مصطفیٰ ہوجائے گا
ساقئ کوثر کی جس پر ہو نگاہِ التفات — نام اس کے میکدے کا میکدہ ہوجائے گا
ہے یہی مفہوم تعلیماتِ قرآن و حدیث — جو محمدؐ کا ہوا اس کا خدا ہوجائے گا
دے گئے ہیں جو سبق اخلاقِ حسنہ کا حضورؐ — کاربند اس پر جو ہوگا وہ بڑا ہوجائے گا

شوق سے نعت نبی لکھتا رہا کر اے خودیؔ
حق میں بخشش کا تری بھی آسرا ہوجائے گا

۱۲۰۔خیال، چندر بھان

چندر بھان ہیں وہ، تخلص ہے خیال — اچھے شاعر ہیں، ادیبِ باکمال
صوبۂ ایم پی سے دلی آئے بھی — ساتھ اپنے خوش نصیبی لائے بھی
خوش نصیبی ان کا محنت کا ثمر — بلکہ ہے ان کی مشقت کا ثمر

بولتے بندیل کھنڈی سب جہاں ہیں وہیں کے یہ خیالؔ ذی وشاں
اردو سے ان کا نہیں تھا واسطہ اردو کا ماحول ہی گھر میں نہ تھا
ریڈیو کہیئے کہ فلمی گیت ہی سن کے اردو کے طرف رغبت بڑھی
''ہندی اردو ٹیچر'' اک جوتھی کتاب وہ بنی ان کی ترقی کا نصاب
لَو کچھ ان کے شوق کی ایسی بڑھی کامیابی قدموں میں آتی گئی
ان کے جذبِ شوق کو مضطر[1] ملے منزلوں تک لائے وہ رہبر ملے
روزنامہ قومی آواز کے وہ رپورٹر چیف بھی بن ہی گئے
منفرد ہی لہجہ و آہنگ کے آپ شاعر بھی ہیں اک مانے ہوئے
صدر نائب بھی ترقی بورڈ کے آپ اردو کے مقرر ہوگئے
صدر نائب این سی پی یو ایل ہوئے اپنی جنت یوں بنائی آپ نے
بول بالا ٹھہرا محنت کا یہی کچھ صلہ ہے قابلیت کا یہی
آپ نے اللہ کے محبوب کی لکھی ہے ''لولاک'' سیرت خوب ہی
پیشِ آقا لائے نذرانہ خیالؔ پاگئے ہیں دولتِ اعلیٰ خیالؔ
مصرعہ مصرعہ ہے محبت کا ثبوت شعر ہے ہر اک عقیدت کا ثبوت
صفحے لگتے آبِ کوثر سے دُھلے شعر ہیں سب مشک و عنبر سے دُھلے
ایک تماشا شدّتِ تاثیر ہے رقص میں جیسے خطِ تنویر ہے
ہم نے ''شعلوں کا شجر'' جو پالیا آپ کی نظموں کا مجموعہ ہوا
''گم شدہ'' (اک) آدمی کا انتظار ان کی نظموں کا چمن ہے پُر بہار
نثری اک تصنیف بھی ہے خوب ہی یعنی پاشی کی حیات و شاعری
یوپی کے اردو جو ہے ایکاڈیمی اور پھر ایکاڈیمی ایم۔پی۔ ہوئی
مستحق ٹھہری کتاب انعام کی دونوں سے حاصل ہوا انعام بھی
اردو کی اکیڈیمی دہلی کے ہی آپ ممبر بھی رہے دو بارگی

۱؎ رام کرشن مضطر

آخری حج تھا رسولِ پاک کا　　اور اُس موقع پہ جو خطبہ دیا
کر گئے ہیں نظم اُس کو بھی خیالؔ　　جس سے ظاہر ان کا ہے شعری کمال

نمونۂ کلام:

آپ نے رسول اکرم ﷺ کے آخری خطبہ کو اشعار میں پیش کیا ہے اس کے کچھ اقتباسات درج ذیل ہیں:

مسلمانوں کی بھاری بھیڑ، کا ایک دل نشیں منظر　　ہمہ تن گوش ہر مسلم، مخاطب آپ منبر پر
خدا نے اپنا وعدہ آج پورا کر دیا دیکھو　　اسے تم بھول مت جانا یہ احساں دل میں تم رکھنا
جسے تقویٰ کی دولت مل گئی وہ برتر و اعلیٰ　　وگرنہ سب برابر ہیں جہانِ شاہ و بیکس میں
سبھی اولادِ آدم ہیں سبھی کا حق بھی یکساں ہے　　کسی بھائی سے اس کا مال جبراً چھین مت لینا
کشادہ دامنِ دل، صاف اور ستھری نظر رکھنا　　مری ہر بات کو تم لوگ دل سے باندھ کر رکھنا
غلاموں اور اپنے خادموں سے پیار کرنا تم　　ہمیشہ بھائی جیسا اُنس کا اظہار کرنا تم
کبھی احساس اُن کو کمتری کا ہونے مت دینا　　سلوکِ سخت سے اپنے نہ ان کو خوار کرنا تم
محبت کے شجر کا نیک سایہ سر بسر رکھنا　　میری ہر بات کو تم لوگ دل سے باندھ کر رکھنا
امانت میں تمہاری اک نصب العین ہے عورت　　خدا اور آدمی کی سوچ کے مابین ہے عورت
اسے مجبور مت کرنا اسے محبوب رکھنا تم　　تمہاری خوابگاہوں اور گھر کا چین ہے عورت
تمہارے درمیاں میں اصل ایماں چھوڑے جاتا ہوں　　سکون اور امن کا بھرپور امکاں چھوڑے جاتا ہوں
نہ بھٹکو گے اگر پکڑے رہو مضبوط ہاتھوں سے　　کلام اللہ کا یعنی یہ قرآں چھوڑے جاتا ہوں
یہ قرآں روشنی ہے راہ میں انسان کی سن لو　　اسی قرآں میں حل موجود ہے سارے مسائل کا
کلامِ پاک کو ہر حال میں تم معتبر رکھنا
مری ہر بات کو تم لوگ دل سے باندھ کر رکھنا

۱۲۱۔خیالؔ، راجندر کمار کھنّہ (بریلی)

ایک تھے راجندر کھنّہ، جو خیالؔ وہ تھے بیشک نعت گو شیریں مقال
ان کے بارے میں نہیں کچھ جانتے لیجئے کچھ لطف بس اشعار سے

نمونۂ کلام:

ہر گھڑی سامنے بس روضۂ انور چاہے آنکھ جب چاہے ترے شہر کا منظر چاہے
دائرے صرف تمہیں تک ہوں مری سوچوں کے یہ زمانہ مجھے مانے نہ سخنور چاہے
راہِ حق چھوڑ نہیں سکتے محمدؐ کے غلام آسماں ٹوٹ پڑے اُن کے سروں پر چاہے
کیوں کریں کھوکھلے ذہنوں سے ہم ان کی توصیف
ان کی توصیف تو لفظوں کا سمندر چاہے

۱۲۲۔داس فیروز آبادی

داس اک فیروز آبادی جو تھے نعتِ محبوبِ خدا وہ لکھ گئے
نعت کے اشعار ان کے دیکھئے اور عقیدت کے تماشے دیکھئے

نمونۂ کلام:

انیسِ غمِ بے کساں ہیں محمدؐ مسیحائے دردِ نہاں ہیں محمدؐ
جدھر دیکھئے گا عیاں ہیں محمدؐ یہاں ہیں محمدؐ وہاں ہیں محمدؐ
کلامِ محمدؐ کلامِ خدا ہے کہ برحق خدا کی زباں ہیں محمدؐ
یہ آواز اب آتی ہے لامکاں سے مکیں ہیں محمدؐ مکاں ہیں محمدؐ
مجھے ناز ہے داسؔ قسمت پہ اپنی
کہ مجھ پر بہت مہرباں ہیں محمدؐ

۱۲۳۔ داغؔ بسوانی، شُدّھ پرشاد پانڈے

و: یکم اپریل ۱۹۸۲ء

پانڈے سدھ پرشاد اک شاعر ہوئے　　داغؔ بسوانی سے جو جانے گئے
بیج ناتھ ان کے پِتا کا نام تھا　　بسواں، سیتا پور ہی مولد ہوا
بی اے، ایم اے اور ایل ایل بی کیا　　نعت گوئی سے تھا ان کا واسطہ
افتخار[۱] ان کے رہے استاذ ہی　　واثق[۲] و باسط[۳] سے پایا فیض بھی
رائے ہے عرفان عباسی کی بھی　　داغ نے نعتیں کہی ہیں خوب ہی

۱۲۴۔ دانشؔ، شمبھو دیال

دانش اک شاعر جو تھے شمبھو دیال　　شاعری میں ان کو حاصل تھا کمال
جھالرا پاٹن میں وہ منصف بھی تھے　　اور تھے مداح آقا کے بڑے
فرطِ الفت ہی میں کہتے نعت بھی　　کار فرما ہوتا جس میں عشق ہی

نمونۂ کلام:

دانش نے رسول پاک کی سیرت سے متعلق ایک واقعہ کو منظوم کیا ہے۔

گر چہ پورا واقعہ ۱۴۵ اشعار میں نظم کیا ہے۔ واقعہ اس طرح ہے کہ ایک دن رسولِ پاک ایک جھاڑی کے نیچے سو رہے تھے کہ ایک دشمن نے تلوار کھینچ کر آپ سے کہا:

کون اب تجھ کو بچانے آئے گا
لے بُلا وہ ہے محافظ کون سا

جب آپ ﷺ نے فرمایا "میرا حامی ہے وہ رب العالمیں"..... تو اس کے ہاتھ سے تلوار گر گئی تب آپ ﷺ نے تلوار ہاتھ میں لے کر اس سے پوچھا کہ اب تجھ کو کون بچائے گا اور پھر آپ ﷺ

۱؎ افتخار علی صدیقی　۲؎ محمد عظیم واثق　۳؎ باسط علی باسط بسوانی

نے اس کو معاف فرما دیا۔ دانش نے اس واقعے کو اس طرح اشعار میں نظم کیا ہے:

پھینک کر تلوار، فرمایا یہ لے / اور کہہ اپنے دلِ پُر درد سے
مجھ کو بھی ہے اب اُسی کا آسرا / اب وہی میری مدد کو آئے گا
اس نے جب دیکھی یہ عالی ہمتی / اور یہ تقریرِ آنحضرت ﷺ سنی
ہوگئی اس کی تو کچھ حالت ہی اور / ہوگئی اس کی تو کیفیت ہی اور
کیا کہوں، کیا اس کا حالِ زار تھا / رو رہا تھا ان کے قدموں میں پڑا

۱۲۵۔ درپن مظفرنگری، ڈاکٹر مکیش

تھے مکیش اک ڈاکٹر درپن جناب / ہاں وہ شاعر بھی تھے بیشک کامیاب
تھا وطن ان کا مظفر ہی نگر / یعنی تھا موصوف کا یہ مستقر

نمونۂ کلام:

غریبوں کے آقا، یتیموں کے والی / دکھا دو مجھے اپنے روضے کی جالی
میں ہندو ہوں لیکن عقیدت کی کشتی / تمہارے کرم نے بھنور سے نکالی
مجھے مال و زر کی ضرورت نہیں ہے / میں ہوں کملی والے کے در کا سوالی
مقامِ محمدؐ سے جو آشنا ہیں / خدا نے بھریں جھولیاں ان کی خالی
غلام ان کے شاہوں سے رہتے ہیں اعلیٰ / وہ مسند نشیں جس کی کملی ہے کالی
محمدؐ کے صدقے سے میرے خدا نے / مرے سر سے ہر اک مصیبت ہے ٹالی

محمدؐ کے رخسار کا عکس ہے یہ
فلک پر جو درپنؔ چمکتی ہے لالی

۱۲۶۔ دردؔ جگدیش مہتہ

پ:۱۹۱۸ء

دردؔ اک جگدیش مہتہ بھی ہوئے — نعت کا شاعر انہیں بھی مانئے
ہے سیالِ کوٹ مولد آپ کا — بعد ہجرت مستقر دلی ہوا
ہاں منور لکھنوی استاذ تھے — سرپرست اک ماہنامہ کے رہے
آپ سے آئیں کتابیں ہیں کئی — پختگیٔ فن بھی ان میں ہے بڑی

نمونۂ کلام:

یاشاہِ عرب غم سے عجب حال ہوا ہے — مرنے میں ہے کچھ لطف نہ جینے میں مزا ہے
بےکل ہوں جدائی سے ہے بےتاب مری جاں — لا علم ہوں کیا حال سے یہ رنج ہوا ہے
پیدل ہی میں گھبرا کے چلا آؤں مدینہ — پرتاب وتواں مجھ میں کہاں ایسا رہا ہے
خادم ہوں اگر آپ کا تاخیر یہ کیسی
للہ بتادیں مجھے کیا میری خطا ہے

۱۲۷۔ درشنؔ، درشن سنگھ

پ:۱۹۳۱ء

ایک درشن سنگھ جو درشن ہوئے — خوب ہی نعتیں کہی ہیں آپ نے
پیدا وہ انیس اکتیس میں ہوئے — پُتر ہیں کرپال سنگھ مہراج کے
صوفی[۱] و کرہانی[۲] کے شاگرد تھے — شعری دو مجموعے آئے آپ کے
آپ بیشک مرکزی سرکار کے — ڈپٹی سکریٹری بھی ہیں رہے
آپ کے فن میں بڑی ہے پختگی — درد کی لذت بھی ہے جن میں بڑی

---

۱ صوفی غلام مصطفیٰ تبسم ۲ شیمم کرہانی

نمونۂ کلام:

روحِ انساں کو حقیقت سے ملانے والے
مرحبا نغمۂ توحید سنانے والے

دور پر دور چلے بادۂ اخلاص کا پھر
منتظر بیٹھے ہیں سب پینے پلانے والے

کردے بیدار ذرا پھر سے ضمیرِ انساں
خوابِ غفلت سے زمانے کو جگانے والے

اہلِ دل بھول نہیں سکتے ہیں احساں تیرا
غم کی ماری ہوئی دنیا کو ہنسانے والے

کیوں نہ دم تیرا بھریں اہلِ وفا، اہل وِلا
نقش الفت کو ہر اک دل میں بٹھانے والے

خاکِ پا کو تری اے نورِ خدا کے حامل
سرمۂ چشم بناتے ہیں بنانے والے

ہم فقیروں پہ بھی ہو جائے ترا لطف و کرم
بار ہنس ہنس کے غریبوں کا اٹھانے والے

لو لگائے ہوئے بیٹھے ہیں گذرگاہوں میں
نقشِ پا کو ترے، آنکھوں سے لگانے والے

بختِ درشنؔ پہ بھی اک بار نظر ہوجائے
بگڑی تقدیر زمانے کی بنانے والے

۱۲۸۔ دروغؔ، منشی دامودر داس

منشی دامودر دروغِ داس تھے
کانپوری آپ ان کو جانئے

تھی کچہری وہ جبل ہی پور کی
جس میں حاصل آپ کو تھی نوکری

آپ اس میں منصرم مامور تھے
ساتھ ہی وہ شاعری کرتے رہے

''روئے گل'' ہے نام بھی دیوان کا
منفرد انداز ہے آغاز کا

صنعتِ توشیح میں ہے تسمیہ
اس کی بابت دو غزل شامل کیا

نمونۂ کلام:

حبیب اللہ کی حُب سے حضورِ حق رہوں ہنستا
یقیں ہوجائے سب کو ہے یہی شاہِ امم میرا

مدحِ آلِ پیغمبر میں دروغا ہے مخاطب اب
دل وجاں، دین وایماں جان کران کو قلم میرا

ڈر نہیں کاتبِ اعمال کہ پہلے ہی سے　　نامۂ بخشش مکتوب ہوا خوب ہوا
ذکر کرتے ہیں ملائک شبِ معراج میں یوں　　خوب محبوبِ خدا ، خوب ہوا خوب ہوا

۱۲۹۔ دل، جگدیش راج کشمیری

ایک شاعر دل جو تھے جگدیش ہی　　جانے جاتے راج کشمیری سے بھی
ہے نہیں معلوم کچھ اس کے سوا　　نعت سے ظاہر مگر ہے مرتبہ

نمونۂ کلام:

تیری رحمت کی اگر ایک نظر ہوجائے　　معرکہ کون سا ہوگا جو نہ سر ہوجائے
دیکھ کر عشق حقیقی میں بشر کی معراج　　ہر فرشتے کی تمنا ہے بشر ہوجائے
زندگی فرصتِ کمیاب ہے عرفاں کے لئے　　کہیں ایسا نہ ہو ایسے ہی بسر ہوجائے
جستجو تیری ہی سرگرمِ سفر رکھتی ہے　　تو جو مل جائے مرا ختم سفر ہوجائے
دھن ہے منزل کی تو تاریکیٔ شب میں بھی بڑھو　　یہ نہ سوچو کہ ٹھہر جائیں سحر ہوجائے
ہر خوشی ابر کا سایہ ہے، چھلاوہ ہی تو ہے　　کاش اس بات کی انساں کو خبر ہوجائے
ان کی تعظیم کو کھل جائیں خوشی سے کلیاں　　صحن گلشن سے اگر ان کا گذر ہوجائے

دلؔ سیہ کار گنہگار، خطاکار سہی
اس گنہگار پہ رحمت کی نظر ہوجائے

۱۳۰۔ دل، منوہر لال

پ: ۲۷ر جنوری ۱۹۱۲ء

ایک شاعر دلِ منوہر لال تھے　　اور مولد ان کا جموں جانئے
جنوری ستائیسویں تاریخ تھی　　سال تھا انیس بارہ عیسوی

لکھنوی شاعر اثر کو لیجئے　　پھر متین اک جو ہوئے شیران کے
قائم اک بزم سخن یہ کر گئے　　ملسیانی جوش کے شاگرد تھے
بنک کے یہ اعلیٰ عہدہ پر رہے　　''نقد دل'' مجموعہ ان کا جانئے

نمونۂ کلام:

آقا جو محمدؐ ہے عرب اور عجم کا　　بے مثل نمونہ ہے مروت کا کرم کا
حاصل ہے جنہیں تیرے غلاموں کی غلامی　　لیتے نہیں وہ نام کبھی قیصر و جم کا
کہتے ہیں جسے اہلِ جہاں احمد مرسلؐ　　دریا ہے وہ الفت کا وہ منبع ہے کرم کا
جلوے سے ترے تیرگیٔ دہر ہوئی گم　　دنیا کا عجب اخترِ تقدیر ہے چمکا
جس قوم کی جانب ہے تری چشم عنایت　　اس کو نہیں ارماں کوئی دینار و درم کا
فردوس نظر ہے ترے مسکن کی زیارت　　روضہ ترا دنیا میں بدل باغِ ارم کا

کیا دلؔ سے بیاں ہو ترے اخلاق کی توصیف
عالم ہوا مداح ترے لطف و کرم کا

۱۳۱۔ دلبرؔ، شیو بہادر سنگھ

شیو بہادر سنگھ ہیں دلبر ہے نام　　مصطفےٰ کی نعت ہی لکھنا ہے کام
ہے جگن ناتھ آپ کے والد کا نام　　لال گنج، رائے بریلی ہے مقام
آپ ایم اے ہیں معاشیات کے　　اردو کامل بھی ہیں بیشک کر چکے
اک بریلی کے وحیدِ رائے تھے　　ان کے شاگردوں میں دلبر بھی ہوئے
نعتیہ مجموعہ بھی ہے آ گیا　　''پھول'' سے پہلے ''عقیدت'' بھی لکھا[1]
ایک سو نعتوں کی حامل ہے کتاب　　درمیاں پھولوں کے جیسے ہو گلاب
آپ کو انعام حاصل ہیں کئی　　معتبر ہے ان کی اردو شاعری

[1] ''عقیدت کے پھول''

نمونۂ کلام:

کرتے ہیں بے پناہ محبت نبی سے ہم
ہیں مطمئن خدا کی قسم زندگی سے ہم
لاریب ان کی چشمِ عنایت کا فیض ہے
ان پر فدا ہوئے ہیں خود اپنی خوشی سے ہم
وہ حوصلہ ملا ہمیں ان کی حیات سے
ہر موڑ سے گزر گئے زندہ دلی سے ہم
سرمایۂ جہاں کا بھی ہوش اب نہیں رہا
ہیں مالدار دولتِ عشق نبی سے ہم
ایک پل جو اُن کی یاد ہمیں بھولتی نہیں
ہر وقت شادماں ہیں جہاں میں کمی سے ہم
جب سے ہوئی ہے چشمِ عنایت رسول کی
ڈرتے نہیں ہیں بزمِ جہاں میں کسی سے ہم

نورِ نبی ہے عالمِ امکاں میں موجزن
دلؔبر ہیں فیضیاب اِسی روشنی سے ہم

۱۳۲۔ دلؔبر نورانی، منموہن کرشن دتّا

پ: ۱۱؍جولائی ۱۹۳۸ء

دلبرِ نورانی منموہن ہوئے
وہ کرشنِ دتّا بھی جانے گئے
آپ ہیں کلدیپ دتّا کے پسر
جانتے ہیں شعر گوئی کا ہنر
جائے پیدائش الہ آباد ہے
شعر ہی کہنا انہیں بس یاد ہے
ایک ساحر تھے سیالِ کوٹ کے
شاعری میں ان کے وہ استاذ تھے

نمونۂ کلام:

انوار الٰہی کی تو بے مثل ضیا ہے
یہ سارا جہاں تجھ سے ہی پُر نور ہوا ہے
ہر سمت ہی مستی کا سماں ہے نظر آتا
ساقی مرا جب ساقیٔ کونین بنا ہے
تو چاہے تو بگڑی ہوئی تقدیر سنور جائے
تو کاتبِ تقدیر کی نایاب عطا ہے
یہ لام ترے زلف کی پیاری ہے مجھے بھی
اسلام سے رشتہ تو ہمیشہ ہی رہا ہے

دلؔبر کی بصیرت کا طریقہ کوئی دیکھے
یہ دل کے جھروکوں سے تجھے دیکھ رہا ہے

۱۳۳۔ دھرمیندر ناتھ

پ: ۲۴/اپریل ۱۹۳۴ء

جن کو ہم دھرمیندر ناتھ ہیں جانتے ہیں وہ بیٹے امن گوپی ناتھ کے
چار، چار انیس سو چونتیس تھی آپ کی دہلی میں پیدائش ہوئی
صدرِ شعبہ تھے سیاسیات کے جامعہ دہلی کے کالج میں وہ تھے
کچھ صحافت سے بھی تھی وابستگی شاعری ورثے میں ان کو ہے ملی
حمد، نعت و منقبت ہیں کہہ گئے شعری مجموعے ہیں دینی آپ کے
ڈیڑھ درجن ہیں کتابیں آپ کی اردو و ہندی تو انگریزی ہوئی
کام ان کا اک جو ہے سب سے بڑا غیرِ مسلم نعت گو کا تذکرہ
ہے بلاشبہ یہ اک جامع کتاب اپنے موضوع پر مکمل ہے نصاب
استفادہ خوب میں نے بھی کیا مجھ کو کام آیا صحیفہ یہ بڑا

نمونۂ کلام:

صاحبِ دل ہیں ثنا خوانِ رسول عربی دل ہی کیا جو نہ ہو قربانِ رسول عربی
رہبرِ عقل ہے فرمانِ رسول عربی ھادیٔ قلب ہے ایمانِ رسول عربی
عرش پر دھوم ہے محبوبِ خدا آتے ہیں شبِ معراج ہے کیا شانِ رسول عربی
پی لیں تھوڑی سی اگر پھر غمِ دنیا کیسا مئے عرفانِ خمستانِ رسول عربی
حشر میں ہم سے گناہگاروں کی قسمت دیکھو سر پہ ہے سایۂ دامانِ رسول عربی

کیجئے مجھ پہ کرم گنبدِ خضرا کے مکیں
ایک عاصی جو ہے قربانِ رسول عربی

۱۳۴۔ دیاؔ بریلوی، نرائن داس ٹنڈن

پ: ۱۹۰۱ء و: ۱۶؍دسمبر ۱۹۷۰ء

اک نرائن داس جو ٹنڈن ہوئے وہ بریلی کے دیاؔ ہیں جانئے
ہیں سرن ٹنڈن بہاری کے پسر ہے بہاری پور ہی آبائی گھر
شاعر اک سوزن[1] بریلی تھے بڑے تو دیاؔ شاگرد بھی ان کے ہوئے
لائے ہیں ''شامِ بہاراں'' وہ کتاب شاعری کا ان کے عمدہ انتخاب
کچھ دنوں تک چھوڑ دی تھی شاعری زیب[2] کے اصرار پر تجدید کی

نمونۂ کلام:

کوئی مجھ سے پوچھے وقارِ مدینہ ہے اکسیر ہر غم غبارِ مدینہ
مجھے سر کے بل لے چلا ذوقِ سجدہ مری زندگی ہے مدارِ مدینہ
فرشتے بھی سر کو جھکائے کھڑے ہیں یہ ہے احترام و وقارِ مدینہ
مجھے جلد لے چل نصیبِ شگفتہ کہ دل ہے مرا بیقرارِ مدینہ
خطائیں مری بخش دے جانِ امت کہ میں بھی تو ہوں خاکسارِ مدینہ
مجھے خاکِ پائے نبی مل گئی ہے ترے صدقے میں اعتبارِ مدینہ

دیاؔ راہِ حق میں ہوں ہم گامزن سب
یہی ہے یہی افتخارِ مدینہ

۱۳۵۔ دیوانؔ بیکانیری، دیوان چند

پ: ۱۳؍نومبر ۱۹۳۳ء

ایک دیوان بیکانیری ہوئے ان کو ہی دیوان چند بھی جانئے
کر کے ہجرت آ گئے ہندوستاں ملک کی تقسیم پر تھے نوحہ خواں

---

[1] بلدیو پرشاد سوزن [2] ماتا پرشاد استھانا زیب بریلوی

شمس دیں ساحل کے وہ شاگرد تھے　　مشغلہ ان کا تجارت جانئے
مرحبا کہ آپ کہتے نعت بھی　　جو یقیناً ہے عقیدت سے بھری

نمونۂ کلام:

انگلی کے اک اشارے سے ٹکڑے قمر ہوا　　جرأت نہ تھی کے ٹال دے فرمانِ محمدؐ
بے شک وہ شخص نارِ جہنم سے بچ گیا　　آیا جو زیرِ سایۂ دامانِ محمدؐ
اللہ رے یہ حلقۂ اسلام کی وسعت　　دنیا میں ہر جگہ ہیں غلامانِ محمدؐ
کچھ دوستوں کا فیض تھا کچھ جذبۂ دل بھی تھا　　دیوآں بھی ہوگیا ہے ثناخوانِ محمدؐ

۱۳۶۔ دیوآنہ، ویدچنڈی گڑھ

ویدچنڈی گڑھ بھی اک شاعر ہوئے　　جن کا دیوآنہ تخلص جانئے
ان کو چنڈی گڑھ کا ساکن جانئے　　معتمد بزمِ ادب کے بھی ہوئے
اس کے ہیں سکریٹری جنرل یہی　　چنڈی گڑھ بزمِ ادب جو ہے بنی

نمونۂ کلام:

مسلماں یہ نہ سوچیں بس مسلمانوں کے آقا ہیں　　وہ سب کے رہنما ہیں سارے انسانوں کے آقا ہیں
مرے آقا کی ٹھوکر پر رہے ہیں قیصر و کسریٰ　　مجھے ہے ناز، آقا میرے سلطانوں کے آقا ہیں
جو دولت کا پجاری ہے وہ اس کے ہو نہیں سکتے　　وہ ہم جیسے غریبوں کے، پریشانوں کے آقا ہیں
کئی فاقوں سے ہوں پھر بھی نہ مہمانوں پہ آنچ آئے　　یہ کیسی میزبانی، کیسے مہمانوں کے آقا ہیں
خدا نے جن کو مختار دو عالم کی سند بخشی
وہ اے دیوآنہ ہم جیسے ثنا خوانوں کے آقا ہیں

۱۳۷۔ ذکی، دامودر ٹھاکر

پ: ۲۰/ اپریل ۱۹۰۳ء　　و: ۱۸/ اکتوبر ۱۹۷۶ء

اردو کے بیشک تھے اک شاعر بڑے　　ہاں ذکی دامودرِ ٹھاکر جو تھے
شیو رام ان کے پِتا کا نام تھا　　سر سے سایہ جلد ان کا اٹھ گیا
تھی زباں ان کی مراٹھی مادری　　اردو سے ان کی تھی دلچسپی بڑی
آپ تھے تاریخ گو بیشک بڑے　　تھے سخنور آپ ہر اک صنف کے
'ارج'' مجموعہ ہے ان کا نعتیہ　　پندرہ نعت اور پانچ قطعوں سے بھرا

نمونۂ کلام:

کعبہ تیرا ہے، مدینہ ترا کیا کیا تیرا　　دونوں عالم ہیں ترے عرش معلیٰ تیرا
آکے آباد ہو کونین کی دولت اس میں　　دل میں گھر کر لے کسی کے جو بھروسا تیرا
نظر آتے ہیں یہیں سے مری منزل کے چراغ　　زہے تقدیر ملا، نقشِ کفِ پا تیرا

تو کہاں بارگہِ سرورِ کونین کہاں
نہیں آسان ذکی سامنے آنا تیرا

۱۳۸۔ راجا بلوان سنگھ

پ: ۱۷۹۹ء　　و: ۲۲/ دسمبر ۱۸۷۱ء

راجا اک بلوان سنگھ شاعر ہوئے　　چیت سنگھ مہراج کے بیٹے وہ تھے
ہے گوالیار مولد آپ کا　　مستقر کچھ دن رہا تھا آگرہ
لکھنوی حاتم علیِ مہؔر سے　　اکبر آبادی نظیرِ اک سے
سابقہ 'گُل' کا 'ریاضِ' پر رہے　　آپ کا دیوان ہے یہ جانئے
زندگی پائی بہتّر سال کی　　شکر ہے کہ کام آئی خوب ہی

نمونۂ کلام: رباعی

کیا چیز تھی نورِ مصطفیٰ سے پہلے　　بے شبہ یہ تھے سب انبیا سے پہلے
بعد ان کے نبوت ہے اُسی طرح محال　　جس طرح نہ تھا کوئی خدا سے پہلے

۱۳۹۔ راجارام

گذرے شاعر ایک راجا رام بھی　　کچھ ملے ہیں نعتیہ اشعار ہی
شاعروں کا تذکرہ گجرات کے　　اک ظہیرالدین صاحب لائے تھے
اس میں ہیں اشعار کچھ موصوف کے　　آپ بھی اب لطف ان سے لیجئے

نمونۂ کلام:

حسن ہے یار کوں خدا کا فیض　　عشق ہے مجھ کوں مصطفیٰ کا فیض

☆☆

مجھے کیا خوف راؔجا عاقبت کا　　محمدؐ کا وسیلہ کوں لیا ہوں

☆☆

حشر کا غم نہ کر تو راؔجا رام　　شافعِ حشر ہے نبی کی آل

☆☆

اے راجا رام کر ترک دوئی کو　　تو دینِ مصطفیٰ کوں رہنما کر

۱۴۰۔ راجیندؔر، راجیندر لال ملہوترا

آپ ہیں ملہوترا راجیندر لال　　یعنی ہیں راجیندر شاعر باکمال

کالج ہے سرکاری جو لاہور کا آپ نے بی اے وہیں سے ہے کیا
کچھ دنوں تک آپ دلی میں رہے بعد اس کے آپ انبالہ گئے
ہے ٹوبیکو کمپنی جو انڈیا واسطہ اس سے رہا تھا آپ کا
ہول سیل ڈیلر ہوئے تھے آپ ہی آپ نے تاخیر سے کی شاعری
اک ٹرسٹ شامِ بہار ہے نام بھی ہے جو قائم کی ہوئی بھی آپ کی

نمونۂ کلام:

ہے سرورِ عالم نام ترا امت پہ کرم ہے عام ترا
دل میرا خوش ہوجاتا ہے جب آتا ہے پیغام ترا
یہ کس کو خبر ہے ان کے سوا کیا ہوجائے انجام ترا
ہم تیری مالا جپتے ہیں ہے سب سے انوکھا نام ترا
تو سب پہ کرم فرماتا ہے محبوبِ خدا ہے نام ترا
تو سب سے انوکھا آقا ہے ہے چرچا صبح و شام ترا

ہے روزِ ازل سے نورِ خدا
راجیندر پر انعام ترا

۱۴۱۔راحتؔ پیلی بھیتی، رامیشور ناتھ

پ:۱۹۲۲ء و:۱۹۶۸ء

پیلی بھیتی ایک راحت بھی ہوئے ہاں وہی رامیشور ہی ناتھ تھے
ہیں وہ الفت رائے کے نورِ نظر ہے محلّہ فیل خانے میں ہی گھر
آپ تھے وابستہ بھی تدریس سے گرچہ وہ خود بھی مڈل ہی کر سکے
ایک جو احمد سعیدِ خاں ہوئے احمدِ رحمانی ٹھہرے دوسرے
اُن سے فنی مشورہ پاتے رہے نعتِ آقا بھی لکھی ہے آپ نے

نمونۂ کلام:

رحمتوں کا ان کی اپنے سر پہ سایہ دیکھ کر
خوش ہوئے عاصی شفاعت کا سہارا دیکھ کر

اللہ اللہ اس رخِ روشن کی جلوہ ریزیاں
آئینہ حیران ہے روئے مصفاّ دیکھ کر

منزلِ مقصود کی جانب اشارہ کردیا
خضر بن کر اپنے رہبر کو بھٹکتا دیکھ کر

اسکی نظروں میں مہ وانجم کے جلوے ہیچ ہیں
جس کی آنکھیں آئی ہوں آقا کا روضہ دیکھ کر

روئے رنگیں پر ہزاروں گلستاں قربان ہیں
کیا کوئی دیکھے چمن میں، تیرا چہرہ دیکھ کر

عرصۂ محشر میں آقا کر رہے ہیں سروری
امتی مسرور ہیں مولیٰ کو اپنا دیکھ کر

ہم نے راحتؔ یہ سنا ہے ان کی رحمت عام ہے
لاج رکھ لیتے ہیں اپنے در کا منگتا دیکھ کر

۱۴۲۔ راحتؔ کاکوروی، بھگونت رائے

و: ۱۸۸۴ء

راحتِ کاکوروی بھی اک ہوئے
جن کو ہم بھگونت رائے جانتے

آپ کے والد ہوئے دینِ دیال
ان کے ہیں لختِ جگر یہ خوش خصال

آپ ماہر تھے جو ہندو شاستر کے
علم اسلامی کے تھے واقف بڑے

فارسی کا علم تھا ان کو بڑا
نعت میں ہے ان کا اونچا مرتبہ

صاف اور سادہ زباں ہے آپ کی
اور تخلیقوں میں ہے تاثیر بھی

نمونۂ کلام:

رسولِ خدا سرور ملکِ دیں
امام الہدیٰ، آبروئے زمیں

احد کا ہے احمد سے جلوہ عیاں
فقط میم موہوم ہے درمیاں

امینِ خدا و امامِ رسل
کرے ہمسری اس سے کیا عقلِ کل

حبیبِ خدا سرورِ کائنات
شفیعِ امم خضرِ راہ نجات

حقیقت میں مقبولِ معبود ہے — ثنا جس کی قرآں میں موجود ہے
ثنائے محمدؐ کا پایاں نہیں — سماتا ہے کوزے میں دریا کہیں
نہیں وزنِ اعمال کا مجھ کو ڈر — کہ ہیں میرے پلہ میں خیر البشر
یقیں ہے کہ رحمت سے روزِ جزا
گنہ میرے خالق سے بخشائے گا

۱۴۳۔ رازؔ لائلپوری، دھنپت رائے تھاپر

پ: ۱۴؍جولائی ۱۹۲۰ء

آپ لائلپور کے جو رازؔ تھے — جانتے ہم جن کو دھنپت رائے سے
تھے پتا جے۔ آر تھاپر آپ کے — ان کا لائلپور مولد جانئے
میٹرک تھے اور اردو میں ادیب — دلی سینٹرلس میں آئے خوش نصیب
ایک تو سرشار سیلانی ہوئے — ساحرِ ہشیار پوری بھی ہوئے
فیض دونوں سے ہی پایا راز نے — بخشیٔ امرتسری رہ بر ملے
اردو مجموعے جو شعری چار ہی — ہندی رسم الخط میں اک ہیں لائے بھی

نمونۂ کلام:

عاشق نہیں ہوں حسنِ جہانِ خراب کا — شیدا ہوں میں تو دل سے رسالت مآب کا
ہے داستان آپ کی ہر اک کتاب میں — ہے درجِ ہر جریدہ فسانہ جناب کا
کچھ آرزوئے ساغرِ کوثر نہیں رہی — جب سے پیا ہے جام نبی کی شراب کا
ذکرِ نبی کو سن کے کِھل اٹھتا ہے ایسے دل — کِھلتا ہے جیسے پھول چمن میں گلاب کا
جب خاطیوں کی پشت پناہی پہ ہیں نبیؐ — پھر خوف کچھ نہیں ہے کسی کو حساب کا
اب کیا کرے گی زلف شکن در شکن اسیر — یہ دل اسیرِ ازل سے ہے اس زلفِ تاب کا
میری نظر میں سچا مسلماں ہے رازؔ وہ
ہر لفظ جس کو یاد ہے قرآں کے باب کا

۱۴۴۔ راؔم لالہ بیلی رام کشمیری

لالہ بیلی راؔم کشمیری جو تھے
راؔم ہی ان کا تخلص جانئے
اک بنارس کے ہی شاعر تھے بڑے
جن کو ہم طالبؔ سے ہیں پہچانتے
ان کے ہی شاگرد تھے یہ رام بھی
ہوتی ہیں پر کیف نعتیں آپ کی
ہے تصوّف کا سرور ان کے یہاں
آپ شاعر ہیں غزل کے بے گماں
ان کی نعتوں میں ہے عالم کیف کا
عشق کا حاصل ہے ایسا سلسلہ

نمونۂ کلام:

آپ وہ ہیں کبریا کے دل میں گھر ہے آپ کا
آپ اس کے پیارے ہیں اور وہ ہے دلبر آپ کا
جو ہمارے پاس ہے وہ آپ کا ہے یا نبیؐ
جانِ شیریں آپ کی، دل آپ کا، سر آپ کا
گر تمنا ہے کوئی تو ہے یہی دل میں مرے
رات دن دیکھا کروں روئے منور آپ کا
آپ ہی محبوبِ مولیٰ، شافعِ محشر ہیں آپؐ
آپ ہی تسنیم کے مالک ہیں کوثر آپ کا
فائدہ پاتے تھے یکساں دوست دشمن آپ سے
پیش تھا سب کے لئے دستِ مخیرؔ آپ کا

راؔم کو چاہے زمانہ چھوڑ دے پروا نہیں
راؔم سے لیکن نہ چھوٹے گا نبیؐ دَر آپ کا

۱۴۵۔ رام پیاری

رام پیاری ہے تخلص نام بھی
یہ بھی سچ، ان کو کہیں گر لکھنوی
شاعر اک جو تھے مراد آباد کے
جن کا ہم فانؔی تخلص جانتے

غیر مسلم نعت گو کا تذکرہ　　حضرتِ فانیؔ کا ہے لکھا ہوا
رام پیاری کا ہے جس میں تذکرہ　　لطف لیجئے ان کے اب اشعار کا

نمونۂ کلام:

اے محمدؐ تم نے ذلّت سے بچایا ہے ہمیں　　پریم کا اور پریت کا رستہ بتایا ہے ہمیں
اے محمدؐ تم پیارے ہو خدا کے دوست ہو　　پیار کی تاثیر ملکِ ہند میں پیدا کرو
عائشہ اور خدیجہ پاک دونوں بیبیاں　　ہے بجا، کرتا ہے اِن پر فخر گر سارا جہاں
فخر کے قابل یہ دونوں بیبیاں ہیں باصفا　　اپنے شوہر کی اطاعت میں تھیں ہر دم برملا

ہندو و مسلم کو یکساں یہ مرا پیغام ہے
غور سے دونوں پڑھیں دانائی اِس کا نام ہے

۱۴۶۔ رام پرشادؔ کائستھ لکھنوی

و: ۱۸۹۰ء

رام پرشاد ایک شاعر جو ہوئے　　جن کو کائستھ لکھنوی ہم جانتے
مُحسنِ الدّولہ کی جو سرکار تھی　　اس میں تھے بھی ایک داروغہ یہی
تھا امامِ باڑہ کا ہی انتظام　　آپ کے ذمہ تھا یہ بھی ایک کام
ایک شاعر تھے جو مرزا شورؔ ہی　　تھے سخن میں آپ کے استاذ بھی

نمونۂ کلام:

ہائے اِس مہماں سرا سے ہاتھ خالی گھر چلے　　بارِ عصیاں مفت ہم تو اپنے سر پر دھر چلے
غور کر کے خوب دیکھا کوئی بھی اپنا نہیں　　خوابِ غفلت میں عبث ہم عمر ضائع کر چلے
گو کہ ہوتا ہے وہی لکھا جو ہے تقدیر میں　　ہر بشر کو چاہئے کچھ کام اچھے کر چلے

رام پرشادؔ ان کو جنّت میں ملا جامِ طہور
تشنہ لب جو یاں سے بہرِ ساقیٔ کوثر چلے

۱۴۷۔ رام جی لال گوندھر

نمونۂ کلام:

ازل سے تھا رتبہ ترا سب سے عالی — تری ذات کہ تھی وہ رحمت خدا کی
کریں تیری توصیف کیوں کر بیاں ہم — کہیں کس طرح سارے رازِ نہاں ہم
نہیں تجھ سے برتر ہوئے اس جہاں میں — تو ہے سب سے اشرف زمین وزماں میں
ہے مشہور عالم میں بس نام تیرا — جہاں سارا لاریب ہے رام تیرا
کیا رازِ وحدت کا اظہار تونے — زمانے کا بیڑا کیا پار تونے
جہالت کا پردہ اٹھایاہے تونے — کہ خورشیدِ عرفاں دکھایا ہے تونے

زمانے کی آنکھوں کا تارا رہے تو
حرارت کا عالم کی پارا رہے تو

۱۴۸۔ رام کانپوری ثم لاہوری، ڈاکٹر لالہ بیلی رام

تذکرہ جو اک نظامی نے لکھا — ذکر اُس میں آیا بیلی رام کا
اس میں سہ اشعار ہیں مرقوم بھی — جن میں خاص اک کیفیت پائی گئی

نمونۂ کلام:

اگر مل جائے محبوب خدا کا آستاں مجھ کو — تو میں سمجھوں گا گویا مل گیا سارا جہاں مجھ کو
وہ ظلمت ہے غم گیسوئے احمد میں یہاں مجھ کو — کہ کفرستاں سے کچھ کم نہیں ہندوستاں مجھ کو
خدایا رام کی دائم دعا ہے تیری رحمت سے — کتابِ نعت احمد روز و شب ہو برزباں مجھ کو

۱۴۹۔ رآم، ماہلا رام

رہنے والے تھے جو ساہیوال کے　　ماہلا رام ان کو شاعر جانئے
ایک شاعر تھے طبیبِ میرٹھی　　فن میں وہ تھے رام کے استاذ بھی

نمونۂ کلام:

سرِ محشر مزے لے لے کر ہر اک سے کہوں گا یہ　　میں سودائی محمدؐ کا ہوں دیوانہ محمدؐ کا
اسے کیا خوف ہے اے رآم دشمن کی شرارت کا　　جسے تقدیر سے ہوجائے یارانہ محمدؐ کا

۱۵۰۔ راہی، رام پرکاش

پ: ۱۵/ اکتوبر ۱۹۲۴ء　　و: ۲۰۰۲ء

رام پرکاش آپ ہی راہؔی ہوئے　　شاعری بھی خوب کی ہے آپ نے
وہ پسِ ہجرت ہی بھارت آ گئے　　جامعہ دہلی سے وہ بی اے ہوئے
انڈین آڈٹ ہی کا شعبہ ہوا　　تھا وہاں پہ نوکری کا سلسلہ
تین مجموعے ہیں شعری آپ کے　　ماہی، سہ ماہی میں بھی چھپتے رہے
تبصرہ بھی ان کا ہوتا خوب ہی　　معتبر اک حیثیت تھی آپ کی

نمونۂ کلام:

تعلیمِ خاص ، طرزِ قیادت کچھ اور تھی　　اُس ختمِ مرسلیں کی رسالت کچھ اور تھی
تاریکیوں کے دَوْر بکھرتے چلے گئے　　اس نورِ بے پناہ کی جلوت کچھ اور تھی
دنیا کے بے شمار فسانے بجا مگر　　کردارِ مصطفٰے کی حقیقت کچھ اور تھی

ہر ہر قدم پہ عشق کی جرأت کے معجزے — اللہ کے حبیب کی حکمت کچھ اور تھی
قرآن کے حرف حرف میں ارشادِ کبریا — جس نے سمو دیے، وہ ذہانت کچھ اور تھی
راہیؔ جھکے گا سر یہ اسی کے حضور میں
جس کی ہر ایک بات میں قدرت کچھ اور تھی

۱۵۱۔ راہیؔ، سوہن سنگھ

نمونۂ کلام:

رقصاں ہے کرن نور کی دامانِ سحر میں — صدقہ تری رحمت کا درخشاں ہے نظر میں
یہ حسن کا جلوہ کہ کرشمہ ہے نظر کا — ہر گل میں مہک تیری ہے، ہریالی شجر میں
روشن ہے ترے نور سے ہر وسعتِ عالم — ہے شمع فروزاں تری دل اور جگر میں
ذروں کو عطا تونے کئے نور کے گہنے — اکرام کی بارش رہے ناچیز کے گھر میں
ہونٹوں پہ مرے صلِ علیٰ نامِ محمدؐ — یثرب کی محبت کا ہے سودا مرے سر میں
ہر منزلِ دشوار پہ راہیؔ کی مدد کر
ثابت رہے اقدام وہ جیون کی ڈگر میں

۱۵۲۔ رائےؔ، اروڑہ رائے

ہیں اروڑہ رائے تو رائے وہی — خوب ان کی نعتیہ ہے شاعری
نعتیہ بزمِ سخن لاہور کی — گاہے گاہے منعقد بھی جو ہوئی
نعت کل جو چار ایسی بزم کی — اک کتابی شکل بھی پا ہی گئی

نعتیہ دیواں ہے وہ لاہور کا　　نعت اس میں ان کی بھی ہے برملا

نمونۂ کلام:

جان و دل سے ہیں فدائے احمدِ مختار ہم　　دیکھئے دیکھیں گے اس سرور کا کب دربار ہم
جلوۂ حسنِ نبی جاری ہے مثلِ بحرِ فیض　　یا خدا پائیں گے کب اس سے دُرِ شہوار ہم
گیسوئے مشکین احمد سے ہو پُر جس کا دماغ　　کیوں نہ عقبیٰ میں رہیں گے اس کے خدمت گار ہم
مجھ کو اب خوفِ جہنم کا تو کچھ خطرہ نہیں　　کیوں کہ رکھتے ہیں رسول اللہ حامی کار ہم

ہیں ابوبکر و عمر، عثمان و حیدر رکنِ دیں
چاروں سے بے شبہ کر سکتے نہیں انکار ہم

۱۵۳۔ ربطؔ، بالا پرشاد

آپ ہیں پرشاد بالا ربط ہی　　نعت گو میں آتا ان کا نام بھی
شفقتِ رضوی پروفیسر نے بھی　　حیثیت تسلیم کی ہے ربط کی
لکھنؤ سے رشتۂ اجداد تھا　　اس کو بھی تسلیم شفقت نے کیا
بعدِ ہجرت وہ دکن کے ہوگئے　　نعت کا اک شعر ان کا دیکھئے

نمونۂ کلام:

تصویر اگر شمع رسالت کی لکھوں میں　　خامہ سے نکل جلوۂ شق القمر آئے

۱۵۴۔ رتنؔ پنڈوروی، رلا رام

پ: ۷؍جولائی ۱۹۰۷ء　　و: نومبر ۱۹۹۰ء

رتن وہ پنڈوروی شاعر ہوئے　　رام سے پہلے رلا ہی لائیے

آپ متھرا داس کے بیٹے ہوئے　　پیدا ہیں انیس سو وہ سات کے
ساتواں دن تو مہینہ ساتواں　　دیکھا جس دن آپ نے یہ خاکداں
شہِ جہاں پوری جو شاعر دل[1] ہوئے　　دوسرے وہ جوش لبھو[2] رام تھے
آپ وابستہ رہے تدریس سے　　آپ عالم سنسکرت کے تھے بڑے
فارسی و اردو کے ماہر تھے آپ　　اور بیشک اک بڑے شاعر تھے آپ
شعری مجموعے تو چھ ہیں آچکے　　وہ تھے نظم و نثر کے ماہر بڑے
خوب ہی انعام اور اکرام سے　　رتن پنڈوری نوازے بھی گئے

نمونۂ کلام:

آیا ہے لب پہ نام رسول کریم کا　　جلوہ تڑپ اٹھا ہے ریاضِ نعیم کا
برسا جو ابر آپ کے لطف عمیم کا　　گلزار بن کے کھل گیا شعلہ جحیم کا
بحرِ عدن میں لاکھ ہوں لولوئے شاہوار　　کچھ رنگ روپ اور ہے دُرِّ یتیم کا
اللہ رے خاکِ بیتِ مقدس کا مرتبہ　　مسجود ذرہ ذرہ ہے عرش عظیم کا
وحدت کو ناز کیوں نہ احمد کی ذات پر　　سمجھایا جس نے راز الف لام میم کا
شافع اگر حضور رسالت مآب ہوں　　پھر کیوں نہ فیض عام ہو رب کریم کا

کیوں کر بیاں ہو مدحتِ خیر البشر رتنؔ
ہے تنگ قافیہ مری طبعِ سلیم کا

۱۵۵۔ رشکؔ، سکھدیو

آپ ہی سکھدیو بھی ہیں رشک بھی　　جن کی نعتوں کا نمونہ ہے یہی
صاف و سادہ اور پاکیزہ زباں　　مدحتِ محبوبِ ربِّ دو جہاں

---

[1] حکیم ضمیر الحسن خاں دلؔ　[2] لبھو رام جوش ملسیانی

نمونۂ کلام:

محسنِ ارض و سما تم پر سلام
اے محمدؐ مصطفےٰ تم پر سلام
والیِ کون و مکاں تم پر درود
نازشِ صبر و رضا تم پر سلام
حاکمِ ہفت آسماں تم پر درود
اے مرے مشکل کشا تم پر سلام
مظہرِ سرِّ جہاں تم پر درود
حاصل شانِ خدا تم پر سلام
اے شفیق و مہرباں تم پر درود
عادل و حق آشنا تم پر سلام
عظمتِ حسنِ بیاں تم پر درود
رفعتِ فہم و ذکا تم پر سلام

۱۵۶۔ رشکؔ رامپوری، گووند سروپ

ایک شاعر رام پوری رشک تھے
جن کو گووندِ سروپ ہم جانتے
نعت کا ایک کیف ہے ان کے یہاں
آتے لفظوں میں سمٹ دردِ نہاں

نمونۂ کلام:

گود میں بیٹھے ہیں رحمت کی غلامانِ رسول
حشر کے میداں میں دنیا دیکھ لے شانِ رسول
داغِ الفت جگمگائے پھول جیسے کھل گئے
عالمِ دل رہ گیا بن کر گلستانِ رسول
ان گنہگاروں کو رحمت دیکھتی ہے بار بار
آ گیا محشر میں جن کے ہاتھ دامانِ رسول

☆☆☆

کہیں گے محشر میں پیشِ داور محمدی ہوں محمدی ہوں
انہیں کے قدموں پہ خم رہا سر محمدی ہوں محمدی ہوں
جمالِ احمد کی آرزو میں جو رشکؔ میں کھو کے رہ گیا ہوں
نہیں فلک کے جلال کا ڈر محمدی ہوں محمدی ہوں

۱۵۷۔ رشیؔ پٹیالوی، بام دیو

پ: ۲۶؍جنوری ۱۹۱۷ء

بام دیو ہیں وہ رشی پٹیالوی
شاعری ہے خوب ہی موصوف کی
رام چندر مشرا ہوئے ان کے پتا
ہوشیارِ پور ہی ضلع ہوا
بی اے کر کے آپ نے کی نوکری
گذری پٹیالے میں ان کی زندگی
پہلے تو ان کے نسیم[۱] استاذ تھے
جوش لبھو رام بھی تھے بعد کے
آئے دس مجموعے شعری آپ کے
وافر انعامات بھی پاتے رہے
خوب ہی چھپتے جریدوں میں رہے
نعت گو اک اچھا ان کو مانئے

نمونۂ کلام:

اے محمد، اے مکرم، اے کریم
میں نے اس جلوے کو دیکھا آپ میں
اے جمیل و پیکرِ حق ، اے رحیم
خلق ہے شانِ معلیٰ آپ میں

☆☆

آپ کی تعریف کوئی کیا کرے
آپ کی تعریف ہوسکتی نہیں
مجھ سے بے بس مجھ سے بے مقدور سے
آپ کی توصیف ہوسکتی نہیں

☆☆

اے رسول اللہ اے صلِّ علیٰ
آپ نے ادنیٰ کو اعلیٰ کر دیا
ہر طرف ہے آپ سے نور و ضیا
آپ نے دل میں اجالا کر دیا

۱۵۸۔ رشیؔ، کیول کرشن

پ: ۱۲؍اکتوبر ۱۹۳۸ء

ڈاکٹر کیول کرشن جو ہیں رشی
آپ ایم ایس سی ہیں زولاجی میں ہی

---

[۱] نسیم نورمحلی

آپ اس کے بعد پی ایچ ڈی ہوئے
پھر ہوئے وابستہ وہ تدریس سے
مختلف ملکوں کا دورہ بھی کیا
واسطہ تحقیقِ علمی سے رہا
آپ کی ''تحریرِ شوق'' ہے جو کتاب
ہے وہ بیشک ایک سعیٔ لاجواب
وہ سیالِ کوٹ کے ساحر جو تھے
آپ کے استاذِ فن ہیں وہ رہے

نمونۂ کلام:

ہمیں جان و دل سے ہے پیارا محمدؐ
خدا کی ہے آنکھوں کا تارا محمدؐ
کوئی جب بھی دل سے پکارا محمدؐ
تو آکر بنا ہے سہارا محمدؐ
نہیں امتیاز اس کو بندوں میں کوئی
ہمارا محمدؐ، تمہارا محمدؐ
جہالت کی گمراہ کن تیرگی میں
ہے اک روشنی کا منارہ محمدؐ
مگر دیکھ آمادۂ شر ہیں بندے
نہیں جز ترے اب گذارا محمدؐ

ان اشعار سے اے رشیؔ یہ عیاں ہے
کہ ہے کس قدر تجھ کو پیارا محمدؐ

۱۵۹۔ رضاؔ، کالیداس گپتا

پ: ۲۵ر اگست ۱۹۲۵ء
و: ۲۰۰۱ء

آپ کالیداس گپتا ہیں رضاؔ
فخرِ اردو دوسرا نام آپ کا
ہے مکندِ پور مولد آپ کا
ضلع جالندھر کا موضع جو ہوا
ماہ ہشتم کی اگر پچیس تھی
سال تھا انیس سو پچیس ہی
پیدا کالیداس ہی گپتا ہوئے
عہد ساز اک جنکو ہستی مانئے
آپ کو حاصل بھی ہے پدم شری
آپ سے پہچان غالب کی ملی
متعدد ہیں کتابیں آپ کی
حیثیت ہے آپ کی بیشک بڑی
نعتیہ مجموعہ بھی اک آپ کا
ہے ''اُجالے'' نام سے چھپ بھی گیا

نمونۂ کلام:

دوست اور دشمن پہ یکساں مہرباں تو ہی تو ہے
ریگ زارِ زیست میں جوئے رواں تو ہی تو ہے

کیوں نہ ملتا ہم زمیں والوں کو منزل کا سراغ
آسماں پر شاہ راہِ کہکشاں تو ہی تو ہے

آنکھ جس کی ہے تمنائی وہ صورت ہے تری
گوش جس کے منتظر ہیں، داستاں تو ہی تو ہے

ڈوبتے انساں کی نظریں اور کس جانب اٹھیں
جو لگادے پار وہ سیلِ رواں تو ہی تو ہے

بے قراروں کو ہے تیرا آسرا بعدِ خدا
روحِ دل تو ہی تو ہے تسکینِ جاں تو ہی تو ہے

۱۶۰۔ رعنا بلسوی، جسونت رائے سکسینہ

پ: ۱۶/اگست ۱۹۱۸ء
و: ۱۰/فروری ۱۹۸۲ء

آپ بیٹے تھے بسنتِ رائے کے
اور سیتا پور میں پیدا ہوئے

ریلوے میں تھے سٹیشن ماسٹر
آپ ہیں اردو کے شاعر معتبر

تاج صدیقی سے ہی اصلاح لی
دوسرے استاذ تھے سیماب[1] بھی

ایک جلسے میں پڑھی تھی نعت ہی
پیش ہیں کچھ اس کے ہی اشعار بھی

نمونۂ کلام:

سلامِ نو بہ اندازِ ادب منزل سے کہنا ہے
پیامِ موجِ دجلہ سطوتِ ساحل سے کہنا ہے

یہاں بے تاب ہو کر ساز سے نغمے نکلتے ہیں
جگر کے داغ سے اکثر چراغِ کعبہ جلتے ہیں

کوئی پیغمبرِ عالی بڑی مدت میں ہوتا ہے
تصور آفرینش کا دلِ فطرت میں ہوتا ہے

جبینِ غیر بھی جھکنے کو جس کا آستاں ڈھونڈے
چراغِ ماہ لے کر برسوں جس کو آسماں ڈھونڈے

حرا کی وادئ بے رنگ جو شاداب کر جائے
شرابِ معرفت سے قوم کا پیمانہ بھر جائے

خوشا قسمت اگر ہر قوم ایسا نا خدا پائے
جو محشر میں چلا آئے درِ فردوس کھل جائے

جنابِ پاک میں جس کی محبت پھول برسائے
اذانِ کعبہ سننے کو جہاں بت خانہ خود آئے

---
[1] سیماب اکبر آبادی

۱۶۱۔ رقمؔ، منشی پربھودیال

پ: ۱۲؍جنوری ۱۸۹۱ء

ان کو ہی کہتے ہیں سب پربھودیال　　ایک شاعر تھے رقمؔ جو باکمال
بیٹے ہیں رگھوبیر سکسینہ کے ہی　　بوندی ہے جائے ولادت آپ کی
ایشوری پرشاد جو عاصیؔ ہوئے　　اچھے شاعر آپ کے نانا وہ تھے
''تحفہ میلاد النبی'' کے نام سے　　ایک لکھا بھی تھا رسالہ آپ نے
شعری نثری جس میں نذرانے بھی تھے　　نعت کے شاعر یہ ہیں مانے گئے

۱۶۲۔ رمزؔ، سدانند بہاری لال

اک سدا نندِ بہاری لال تھے　　رمزؔ تھا جن کا تخلص جانئے
کچھ نے ہے برجِ بہاری بھی لکھا　　اور وطن اِن کا مراد آباد تھا

نمونۂ کلام:

مرے آقا، مرے مولیٰ، مرے اللہ کے ولی　　ہے تلے آپ کے قدموں ہی کے جنت میری
اہل بیت آپ کا ہوں میرے بھی حامیٔ حشر　　ہووے مقبول عبادت و اطاعت میری

(نوٹ: پتہ نہیں رمزؔ نے خود کو اہلِ بیت میں کیسے شمار کیا۔ حَشر لفظ ہے نہ حَشَرُ)

۱۶۳۔ رمنؔ امروہوی، رام ناتھ شرما

پ: ۱۱؍جولائی ۱۹۳۹ء

ایک شرما ہی جو رامِ ناتھ تھے　　وہ رمنؔ امروہوی مانے گئے
بِندا پرشاد آپ کے والد ہوئے　　فارسی و اردو کے عالم بڑے
شوق امروہہ ہے مولد آپ کا　　ایم اے پینٹنگ اور ڈرائنگ میں کیا

لکچرر بھی ایک کالج میں رہے		عمرِ کم سے شاعری کی آپ نے
ایک سیوک لبلیتا پرشاد تھے		ان سے اصلاحِ سخن پاتے رہے

نمونۂ کلام:

رمن کی بھی زباں پر ذکر، صبح و شام ہے تیرا		فرشتے پڑھتے رہتے ہیں جسے وہ نام ہے تیرا
سراپا نور ہے تو رونقِ ارض و سما تو ہے		مٹانا ظلمتِ کفر و ضلالت کام ہے تیرا
ملا درسِ مساوات و محبت جس سے دنیا کو		کشش جس میں ہے عالمگیر وہ پیغام ہے تیرا

بجا ہے محسنِ انسانیت جو تجھ کو کہتے ہیں
کہ جاری آج بھی دنیامیں فیضِ عام ہے تیرا

۱۶۴۔رندؔ، پی پی سریواستو

پ:۱۵/جون۱۹۳۳ء

ایک شاعر رندؔ پی پی جو ہوئے		آپ تھے اردو کے ہی خادم بڑے
فتح گڑھ جو آپ کا مولد ہوا		تو زمیں دارانہ اک ماحول تھا
اور پِتا ہمت بہادر جوہوئے		محکمہ پولیس میں کوتوال تھے
ریلوے میں آپ کی تھی نوکری		کر گئے ہیں شاعری وہ خوب ہی
ساغرِ اجمیری کے شاگرد تھے		جلد ہی استاذِ فن خود بن گئے
نثری و شعری کتب جو دیکھئے		پندرہ سے زیادہ کتابیں لکھ گئے
آپ نے پائے بہت انعام بھی		آپ پر ہوتے رہے اکرام بھی

نمونۂ کلام:

جب بھی رسولِ پاک کا مجھ پر ہوا کرم		سر کو اٹھاکے شام و سحر زندگی چلی
ہجرت میں بھی نبی کا کرم ساتھ ساتھ تھا		خضرِ حیات بن کے سدا روشنی چلی
آندھی فضائے دہر کی خوشبو سمیٹ کر		نعتِ رسولِ پاک کا رس گھولتی چلی

دل میں جگر میں روح میں اک روشنی سی ہے اللہ کے کرم سے شعاعِ نبی چلی
آنکھوں سے میری اشکِ ندامت بہے ہیں رندؔ
محبوبِ مصطفیٰ کی اگر بات بھی چلی

۱۶۵۔ رواںؔ، پریم بہاری لال سکسینہ

پ: ۱۴/ جنوری ۱۹۲۲ء

اک بہاری لال سکسینہ ہوئے تو رواںؔ ان کا تخلص جانئے
جائے پیدائش علی گڑھ جو ہوئی تو یہیں ان کی ہوئی تعلیم بھی
رہ نما جو آلِ احمد[۱] بھی بنے اور جگر[۲] سے رابطے ان کے بڑھے
پھر علی گڑھ سے وہ دلّی آ گئے شعری اک ماحول اچھا پا گئے

نمونۂ کلام:

تصویرِ بندگی ہے محمدؐ کی زندگی دراصل زندگی ہے محمدؐ کی زندگی
یہ رحمتِ خدا ہے کہ انسان کے لئے قربان ہوگئی ہے محمدؐ کی زندگی
ظلمت کدوں کو جس نے اجالوں سے بھر دیا وہ نورِ ایزدی ہے محمدؐ کی زندگی
ایمان کا، وفا کا، محبت کا، صلح کا پیغام دے رہی ہے محمدؐ کی زندگی
بڑھتی ہی جا رہی ہے اجالوں کے ساتھ ساتھ اک ایسی روشنی ہے محمدؐ کی زندگی
امت کو مل رہے ہیں برابر پیامِ حق قرآن بن گئی ہے محمدؐ کی زندگی
دنیا جسے بھلا نہ سکے گی کبھی رواںؔ
وہ نقشِ دائمی ہے محمدؐ کی زندگی

۱؎ پروفیسر آلِ احمد سرور ۲؎ جگر مرادآبادی

۱۶۶۔ روپ چند

انجمِ آفاق کے مضمون سے — روپ چند اک نعت گو کو جانئے
ماہنامہ ہے جو ''شاعر'' ممبئ — اس میں ہی شامل ہے یہ مضمون بھی

نمونۂ کلام:

آیا جو نامِ پاک محمدؐ زبان پر — صلی علیٰ کا شور اٹھا آسمان پر

۱۶۷۔ روپ کماری

شاعرہ روپِ کماری نام کی — ہے تلاشِ ڈاکٹر سید تقی
آپ اک خاتون تھیں گوشہ نشیں — تھیں سلام و نعت سے روشن جبیں

نمونۂ کلام:

نیّرِ برجِ رسالت ہے محمدؐ کی ثنا — قمرِ منزلِ جنت ہے محمدؐ کی ثنا
کوکبِ راہِ ہدایت ہے محمدؐ کی ثنا — نجمِ تابندۂ قدرت ہے محمدؐ کی ثنا
جس طرح سب کے لئے حمدِ خدا واجب ہے
بس اسی طرح محمدؐ کی ثنا واجب ہے

۱۶۸۔ روشن، شکن چندر

ایک روشن شکن چندر ہیں جو ہوئے — شاعرِ نعت بھی آپ جانے گئے
رہنے والے بھی تھے آپ ہریانہ کے — بند اک نعت کا پیش ہے دیکھئے

نمونۂ کلام:

جس کے قدموں کے اشارے پر رہا تاجِ کلاہ جو فقیری میں رہا جن و بشر کا بادشاہ
فیض قدرت سے ہوئی جس کو عطا ایسی نگاہ جسکے آگے ماند ہے یہ روشنی مہر و ماہ

اس نے اخلاصِ وفا کا بول بالا کر دیا
جس نے عالم کے اندھیروں میں اجالا کر دیا

۱۶۹۔رونق دہلوی، پیارے لال

پ: مئی ۱۹۳۴ء

تھے پیارے لال رونق دہلوی کر گئے جو خوب اچھی شاعری
جئے نرائن آپ کے والد ہوئے دہلی، روشن پورہ مولد جانئے
آپ تھے شاگردِ راسخ[۱] دہلوی ایسی حضرت داغ ہی کی رائے تھی
خود ہی پھر استاذ شاعر بن گئے یوں تو ہیں شاعر غزل کے یہ بڑے
آ چکے ہیں ان کے دو دیوان بھی نعت بھی موصوف کہتے خوب ہی

نمونۂ کلام:

حاصل شرف ہے کس کو خدا کی جناب کا ہمسر ہے کون شانِ رسالت مآب کا
چمکا جو نور حسن رسالت مآب کا روشن ہوا چراغ جہانِ خراب کا
عاشق ہوں اس جنابِ رسالت مآب کا کونین ایک ذرّہ ہے جس کی جناب کا
دم میں براق پر سرِ عرشِ بریں گئے تھا معجزہ یہ آپ کے پائے رکاب کا
ہجرِ نبی میں دیکھی ہے دل کی کہیں تڑپ برقِ تپاں ہے رنگ مرے اضطراب کا
دے جائے لطف دل کو میرے کیفِ سرمدی کردیں جو مست دے کے وہ ساغر شراب کا

رونق سخن کو میرے نہ حاصل ہو کیوں شرف
مدّاح ہوں جنابِ رسالت مآب کا

۱۔ مولنا حافظ عبدالرحمٰن راسخ

۱۷۰۔ رویؔ، پرکاش بھاردواج

پ: ۲۰/اگست ۱۹۲۸ء

ایک بھارِ دواج پرکاشِ رویؔ صنف دوہا کے لئے مشہور بھی
ستیہ نارائن کے بیٹے آپ تھے ان کا گُڑ گاؤں ہے مولد جانئے
آپ کے بیدی[1] سحر استاذ تھے ہیں وہ بانی بزم ہی چکبست کے
ہے ''روی کی کرنیں'' جو اُن کی کتاب آپ کا مجموعہ شعری لاجواب

نمونۂ کلام:

آپ کی صورت کے آگے آئینہ ہے شرمسار کیوں نہ ہو پھر آپ کی صورت سے انسانوں کو پیار
میں گناہوں کی تلافی کے لئے اے مصطفیٰ کر رہا ہوں آپ کے قدموں پہ اپنی جاں نثار
ماسوائے آپ کی رحمت کے اس دنیا میں اور کوئی ہمدم ہے نہ ساتھی ہے نہ کوئی غمگسار
گا رہا ہے دل محمدؐ کے ترانے صبح و شام وہ ترانہ جس ترانے سا نہ کوئی نغمہ بار
کاش یہ توفیق دیں حضرت محمدؐ اے رویؔ
نعت روزانہ لکھوں میں اور گاؤں بار بار

۱۷۱۔ رویندؔر جین

جین نامی اک ہوئے روندر بھی لکھ گئے وہ مرحبا نعتِ نبی

نمونۂ کلام:

آپ کی شان عجب شان رسولِ اکرم آپ اللہ کے مہمان رسولِ اکرم
روزِ اوّل کے ہیں عنوان رسولِ اکرم اور محشر کے ہیں سلطان رسولِ اکرم
آپ تکمیلِ مساوات، امین و صادق آپ ہیں افضل الانسان رسولِ اکرم

---

[1] سردار کنور مہندر سنگھ بیدی سحر

آپ کے ماننے والوں میں ضروری تونہیں　　صرف شامل ہوں مسلمان رسولِ اکرم
آپ ہی کی تو بدولت ہے میسر ہم کو　　وہ جسے کہتے ہیں قرآن رسولِ اکرم
آپ اکرام ہی اکرام عطائے اوّل　　آپ احسان ہی احسان رسولِ اکرم
آپ کا ذکر ہے وہ ذکر کہ جس کو سن کر
پختہ ہوجاتا ہے ایمان رسولِ اکرم

۱۷۲۔ ریکھا، کماری ریکھا شرما

ایک کماری ریکھا شرما نام کی　　لکھ گئی ہیں خوب ہی نعتِ نبی
یوں تو ہیں وہ اک غزل گو شاعرہ　　مدحتِ آقا سے بھی ہے واسطہ
وہ سناتی ہیں ترنّم سے کلام　　ملک سے باہر بھی حاصل ہے مقام
رہنے والی ہیں سہارنپور کی　　''ریکھا درپن'' کی مدیرہ ہیں وہی

نمونۂ کلام:

دیکھ ایسے نہ فکرِ دنیا کر　　کچھ مدینے کی بھی تمنا کر
دل رسولِ خدا ترے قرباں　　اپنے بیمارِ غم کو اچھا کر
عکس آجائے گا نظر ان کا　　آئینہ بار بار دیکھا کر
جن کو کہتے ہیں سرورِ عالم　　ان کے دربار کی تمنا کر
نور سے اپنے ہی رسولِ خدا　　میرے گھر میں بھی کچھ اُجالا کر
میں ہوں داسی رسولِ اکرم کی　　مجھ کو یوں نہ زمانے میں رسوا کر
تیری ریکھا کو بھی تمنا ہے
اپنی رحمت کا اس پہ سایہ کر

۱۷۳۔ زآر دہلوی، پنڈت تربھون ناتھ زتشی

پ: ۱۸۷۱ء | و: ۶؍۱۰؍ اکتوبر ۱۹۶۵ء

تِرُبھَونُ ناتھ اک ہیں زارِ دہلوی | اور کہلاتے ہیں زتشی بھی وہی
زتشی پرتھی ناتھ ہے والد کا نام | پنڈتِ کشمیری تھے عالی مقام
حالی[1] و آزاد[2] سے ہی تھی پڑھی | فارسی و اردو ہو کہ عَرَبی
شاعر اک گلزار ہیں جو دہلوی | آپ کے فرزند لائق ہیں وہی
ان کا ہے ہر صنف شعری میں کلام | آپ ہیں بھی شاعرِ عالی مقام
آپ ہیں شاگردِ داغِ دہلوی | یہ شرف ہے باعثِ اعزاز بھی

نمونۂ کلام:

انا الحق جزوِ لاینفک بنا ہے میرے ایقاں کا | یہی ہے قل ھو اللہ احد مستوں کے قرآں کا
الف الحمد کا قشقہ بنا ہے میرے ایماں کا | بنا ہم رشتہ زنّارِ گلو تارِ رگِ جاں کا
الم نشرح ہوا سرِّ خفی ہذیانِ مستی میں | یہ خمیازہ ہوا اے زآر، اپنے حال وجداں کا

۱۷۴۔ زخمی، منشی راج بہادر

منشی راجِ بہادر نام تھا | تو وہیں زخمی تخلص آپ کا
رہنے والے آپ کاکوری کے تھے | ضلعِ لکھنؤ میں اِس کو جانئے
فرخ آبادی جو اک طاہر ہوئے | آپ کے بیشک وہی استاذ تھے

نمونۂ کلام:

راہ پر آئے یہ برگشتہ مقدر اپنا | حرمِ پاک کے ہو گرد جو چکر اپنا
یا نبی سنبلِ گلزارِ جناں کو بھولے | تم سنگھا دو جسے گیسوئے معنبر اپنا

---

[1] مولانا الطاف حسین حالی [2] مولانا محمد حسین آزاد

محوِ آئینۂ رخسارِ محمدؐ ہم ہیں ہفت کشور میں نصیبا ہے سکندر اپنا
جام بھر کر ہمیں یا ساقیِ کوثر دینا ہو گذر حشر میں جس دم لبِ کوثر اپنا
کیوں نہ اعجازِ محمدؐ کے ہوں قائل اغیار کرلیا ایک زمانے کو مسخر اپنا
کیوں نہ مل جائے ہمیں منزلِ مقصد زخمیؔ
خضر جادۂ الفت ہے پیمبر اپنا

۱۷۵۔ زلفی، پنڈت درشن لال

زلفی تھے پنڈت جو درشن لال ہی آپ بھی اردو کے تھے اچھے گوِی
نعتیہ اشعار بھی ہیں آپ کے نعت گو بھی ایک اچھے آپ تھے

نمونۂ کلام:

اس شخص کی قسمت میں ہیں جنت کی فضائیں جس شخص نے دامن کو ترے تھام لیا ہے
ظلمت کے اندھیروں میں کرن نور کی پھوٹی اے شاہِ اُمم جب بھی ترا نام لیا ہے

۱۷۶۔ زیبؔ، راجہ چھٹو لال

ایک شاعر راجہ چھٹو لال تھے زیبؔ تھا جن کا تخلص جانئے
ہیں حوالہ نور احمد میرٹھی نعت ہی کا شعر ہے ایک پیش بھی

نمونۂ کلام:

انسان سے کیا طے ہو رہِ نعتِ پیمبر چلنا جہاں مشکل ہو فرشتوں کی زباں کا

۱۷۷۔ زیبؔ بریلوی، ماتا پرشاد

پ: ۱۹۱۰ء

ماتا پرشادِ جو شاعر ایک تھے　　جن کو ہم زیبؔ بریلی جانتے
پیدا وہ انیس سو دس میں ہوئے　　آپ کے قاسم علی[1] استاذ تھے
تھے حبیبِ[2] رحماں بھی استاذ ہی　　آپ نے سیکھی تھی جن سے شاعری
فیض کچھ پایا تھا پھر سیمابؔ سے　　یعنی جو تھے اکبر آباد کے
شعری مجموعہ بھی ان کا آگیا　　کہہ گئے وہ نعتِ محبوبِ خدا

نمونۂ کلام:

آرزو گنبد خضرا کی ضیا بار تو ہے　　زندگی جنتِ طیبہ کی طلبگار تو ہے
باعثِ فخر ہے عرفانِ عقیدت مندی　　جذبۂ دل میں مرے عظمتِ سرکار تو ہے
غم نہیں راحتِ دنیا جو میسر نہ ہوئی　　زندگی تیرے تصوّر سے سکوں بار تو ہے
دید سے تیری منوّر نہیں آنکھیں لیکن　　نور سے قلب مرا مخزنِ انوار تو ہے

میرے جذبات میں ہے نعتِ رسولِ عربی
زیبؔ آہنگ نہیں ساز میں جھنکار تو ہے

۱۷۸۔ زیباؔ امرتسری، برج موہن لال تِلّو

پ: ۱۸۸۰ء

برج موہن تھے جو تِلّو لال ہی　　ان کو زیباؔ کہتے ہم امرتسری
پیدا اٹھارہ سو اَسّی میں ہوئے　　آپ وابستہ رہے تدریس سے
ان کو کشمیری برہمن جانئے　　آپ انگلش کے پروفیسر ہوئے
شعر گوئی کا وہ رکھتے ذوق بھی　　مدحتِ آقا وہ کہتے خوب ہی

---

[1] سید قاسم علی نقوی خواہاں بریلوی [2] مفتی حبیب الرحمٰن عثمانی احسن بریلوی

نمونۂ کلام:

گلزارِ وحدت حضرت محمدؐ　　انوارِ رحمت حضرت محمدؐ
اللہ روحِ کون و مکاں ہے　　روحِ نبوت حضرت محمدؐ
نقش دوئی کو مٹا کر ہی اٹھے　　مشتاقِ وحدت حضرت محمدؐ
کہتے تھے ہمسائے سے کر محبت　　تھے نیک نیّت حضرت محمدؐ
ہے دل میں حسرت زیبا تو یہ ہے
دکھلائیں صورت حضرت محمدؐ

۱۷۹۔ساحر امرتسری، آر ایل بخشی

نام ہے آر ایل بخشی آپ کا　　ساحرِ امرتسری سب جانتا
پیش ہے قاری کے نعت ان کی کہی　　شدّتِ تاثیر سے ہے جو بھری

نمونۂ کلام:

نظر جلوہ جو آیا بے حجابانہ محمدؐ کا　　بنایا بے خودی نے ہم کو دیوانہ محمدؐ کا
اسی شیشے میں آتے ہیں نظر جلوے حقیقت کے　　مئے وحدت سے ہے لبریز پیمانہ محمدؐ کا
تمنا حجِ اکبر کی یہاں تک کھینچ لائی ہے　　کہاں جائے درِ کعبہ سے دیوانہ محمدؐ کا
خدا سے جب ملا دیتی ہیں مجھ کو مستیاں اس کی　　نہ رکھ لوں کس لئے آنکھوں پہ میخانہ محمدؐ کا
رہِ عشقِ نبی میں بے نیازِ ہوش ہو جاؤں　　بنایا ہے اسی حسرت نے دیوانہ محمدؐ کا
منوّر ہو ضیائے عارضِ پرنور سے دم میں　　دلِ تاریک بن جائے جو کاشانہ محمدؐ کا
دل و جاں، دین و ایماں یہ تو سب کچھ دیدیئے ساحر
بتا میں اور کیا لے جاؤں نذرانہ محمدؐ کا

۱۸۰۔ساحرؔ دہلوی، پنڈت امر ناتھ مدن

پ:۲۹/مارچ ۱۸۶۳ء و:۱۱/ستمبر ۱۹۴۲ء

اک امر ناتھِ مدن پنڈت ہوئے
جن کو ساحر دہلوی ہم جانتے
پُتر تھے وہ جان کی ہی ناتھ کے
پیدا وہ رائے بریلی میں ہوئے
رازداںؔ پرشادِ رام استاذ تھے
فارسی استاذ کاشانی[۱] ہوئے
یہ مؤلفِ اور مصنّف تھے بڑے
اور اک اچھے مترجم آپ تھے

نمونۂ کلام:

نورِ قدم عجب تری شانِ جلال ہے
آئینہ دار کیف و کمِ اہل و حال ہے
زلفِ حدوث زینت روئے جلال ہے
خورشید و ماہ کسوتِ حسن و جمال ہے
مخلوق پر شرف اسے حاصل ازل سے ہے
وہ صاحبِ جلال و جمال و کمال ہے
ہے خلقتِ بشر میں یہ رازِ خفی مرا
کوئی نبی تو کوئی ولی حسبِ حال ہے
حاصل جنہیں نبوت قربت ہے ان میں ایک
تیرا حبیب ہے کہ وہ گودڑ کا لال ہے
ساحرؔ خموش وہ سرِّ خفی برملا نہ ہو
طولِ سخن مناظرہ قیل و قال ہے

۱۸۱۔ساحرؔ سنامی، تیجونت رائے

پ:۱۹۱۴ء

تیج ونتِ رائے بھی ہیں اک کوی
اور ہیں ساحر سنامی آپ ہی
آپ ہیں بھگونت رائے کے پسر
ہے ضلع سنگرور ہی میں ان کا گھر
پیدا ہیں انیس سو چودہ کے ہی
ایم اے کرکے آپ نے کی نوکری
ملسیانیؔ جوش کے شاگرد تھے
یہ کتابیں متعدد لکھ گئے

---

[۱] عبدالحلیم کاشانی

نثر میں بھی رکھتے ہیں اچھا مقام — شاعری میں آپ ہیں عالی مقام

نمونۂ کلام:

اے باعثِ صد فخر جہاں، شانِ مدینہ — اے نغمہ سرا بلبلِ بستانِ مدینہ
اے موجبِ صد شانِ وطن جانِ مدینہ — اے رنگِ وفا زینتِ ایوانِ مدینہ
کہتے ہیں تجھے اہلِ نظر جانِ مدینہ

کرتا ہے ہمیں بادۂ عرفاں سے تو سرشار — تو نورِ صداقت کا تھا دنیا میں علمدار
تو تھا نہ کسی سے نہ کوئی تجھ سے تھا بیزار — ایمان کا پیکر تھا تو اے پیکرِ انوار
کہتے ہیں تجھے شمعِ شبستانِ مدینہ

ہاں طالبِ دیدار کو پھر جلوہ دکھا دے — ہر ذرّہ کو پھر رشکِ سرِ طور بنا دے
آ اور خلش پھر دلِ ساحرؔ کی مٹا دے — پھر آ کے دل آویز کوئی نغمہ سنا دے
اے نغمہ سرا بلبلِ بستانِ مدینہ

۱۸۲۔ ساحر، لالہ مدن لال

ساحرِ لالہ مدن لال اک جو تھے — آپ بھی شاعر ہوئے ہیں نعت کے
آپ نے بھی لکھی ہے نعتِ نبی — رکھتی ہے جو شدّتِ تاثیر بھی

نمونۂ کلام:

بیاں کیا ہو جنابِ مصطفیٰ کا — یہاں دم بند ہے عقلِ رسا کا
نہیں ہے خوف کچھ روزِ جزا کا — وسیلہ ہے مجھے خیر الوریٰ کا
نظر جب آ گئے گیسوئے مشکیں — کھنچا آنکھوں میں نقشہ والضحیٰ کا
ہوئی ہے شان میں واللیل نازل — یہ ہے وصف آپ کی زلفِ دوتا کا
رکھے بندہ فقط مولا پہ تکیہ — یہی مطلب ہے تسلیم و رضا کا

مدینے کی زمیں ہو اور ساحؔر
درِ مولیٰ پہ ہو مسکن گدا کا

۱۸۳۔ ساحؔر ہوشیار پوری، رام پرکاش

پ: ۱۱رفروری ۱۹۱۳ء و: ۱۸ردسمبر ۱۹۸۴ء

ساحؔرِ ہوشیار پوری جو ہوئے — رام پرکاش ان کو ہم ہیں جانتے
تھے جو لکھّی رام صاحب اوہری — آپ کے والد تھے بے شبہ وہی
کرکے ہجرت آپ بھارت آگئے — دہلی میں پائی سکونت آپ نے
ماہ نو، کیلاش اور چندن ہوئے — جاری کردہ ہیں جریدے آپ کے
آپ تھے بے شبہ اک شاعر بڑے — شعری مجموعے کئی ہیں آپ کے
ملسیانیؔ جوشؔ کے شاگرد تھے — اک بڑا شاعر انہیں سب مانتے
لکھ گئے ہیں خوب نعتِ فارسی — عشقِ ذاتِ مصطفیٰ سے ہے بھری

نمونۂ کلام:

سارا عالم ہے منوّر آپ کے انوار سے — سارا عالم آئینہ ہے آپ کے انوار کا
خواہشِ دیدار خود اللہ کو پیدا ہوئی — ہے شبِ معراج ثمرہ آپ کے دیدار کا
ہے فرشتوں کی تمنا اس کی دربانی کریں — کس قدر اونچا ہے رتبہ آپ کے دربار کا
معجزے سے کم نہیں یہ بھی کہ ساحؔر ہے غلام
اپنے آقا، اپنے مولا، احمد مختار کا

۱۸۴۔ سادھکؔ، جگدیش جوشی

پ: ۲۳رستمبر ۱۹۶۵ء

سادھکِ جگدیش جوشی جو ہوئے — آپ ہندی کے کوی ہیں اک بڑے

اردو میں کہتے غزل ہیں خوب ہی　　نعت ہے ان کی عقیدت سے بھری
مختلف صنفوں میں کہتے ہیں کلام　　یہ ہیں شاعر اور کوی اعلیٰ مقام

نمونۂ کلام:

زباں پر محمدؐ کا نام آرہا ہے　　کہ تسکینِ دل کا پیام آرہا ہے
مدینے کی جانب قدم اٹھ رہے ہیں　　مرا جذبِ دل میرے کام آرہا ہے
کرم مجھ پہ کیوں نہ محمدؐ کا ہوگا　　درِ مصطفیٰ پر غلام آرہا ہے
محمدؐ کا در تو سبھی کا ہے سادھک
یہاں سے ہر اک شاد کام آرہا ہے

۱۸۵۔ ساز فرّخ آبادی، کرشن مراری سکسینہ

فرّخ آبادی ہی شاعر ساز تھے　　اور وہ کرشنِ مراری بھی ہوئے
نعتیہ دو بند ہیں جو آپ کے　　ہیں پئے لطف آپ کے وہ سامنے

نمونۂ کلام:

ہوئی ہے جن پہ رسالت تمام آتے ہیں　　جو لے کے ساتھ مکمل نظام آتے ہیں
وہ جن کے نور کو سجدہ کیا فرشتوں نے　　بہ عزّ و جاہ، بصد احترام آتے ہیں
حضور لے کے خدا کا پیام آتے ہیں
انہی کی ذات حقیقت نما و لاثانی　　انہی سے ہے رخِ انسانیت پہ تابانی
انہی کے نام سے دامن کشا ہے تاریکی　　یہی ہیں محفلِ یزداں کی شمع لاثانی
یہی رسولوں کے بن کر امام آتے ہیں

۱۸۶۔ ساؔقی دہلوی، پنڈت جواہر ناتھ کول

پ: ۱۸۶۴ء　　　　و: ۱۹۱۶ء

کول جو پنڈت جواہر ناتھ تھے　　آپ ساقی دہلوی جانے گئے
برج ناتھ کول کے فرزند تھے　　دہلی، آبائی وطن بھی جانئے
پیدا ہیں اٹھارہ سو چوسٹھ کے ہی　　کامل[۱] و آشفتہ[۲] تھے استاذ بھی

(نمونۂ کلام دستیاب نہیں ہے)

۱۸۷۔ شاؔقی، منشی شنکر لال

پ: ۱۰/دسمبر ۱۸۲۰ء　　　　و: ۱۰/دسمبر ۱۸۹۰ء

منشی شنکر لال ساقی جو ہوئے　　آپ بھی اردو کے ہیں شاعر بڑے
خوب چند جونام والد کا ہوا　　ہے سکندر آباد مولد آپ کا
تھے سہارنپور میں وہ پیشکار　　غالب وتفتہ[۳] تھے ان پر فیض بار
آپ کے دیوان دو ہیں آگئے　　ہیں جو اردو، فارسی کے جانئے
فارسی و اردو میں ہے نعت بھی　　ہیں جو بے شبہ بڑے معیار کی

نمونۂ کلام:

تھی شبِ معراج میں سارے فلک پر چاندنی　　نورِ محبوب خدا سے تھی منوّر چاندنی
عرش و کرسی پر کہاں تھا ماہ کا نام و نشاں　　روئے احمد چاند تھا، اس سے تھی یکسر چاندنی
کھل گئی جاتے ہوئے جب کاکلِ عنبر فشاں　　ہوگئی فیضانِ نکہت سے معطّر چاندنی
کیا کہوں صلِ علیٰ، صل علیٰ، صلِ علیٰ　　رہ گئی تھی دیکھ کر حیران و ششدر چاندنی

ساقیا جس جا کہیں جاتے ہوئے ٹھہرا بُراق
بن گئے قندیل تارے، فرشِ چادر چاندنی

---

۱ میر شاہ جہاں کامل　　۲ پنڈت امرناتھ آشفتہ　　۳ ہرگوپال تفتہ

۱۸۸۔ سالکؔ، سالک رام

پ: ۱۸۶۱ء　　　　و: ۱۹۳۴ء

ایک سالک رام جو سالک ہوئے　　　　وہ تھے بیٹے منشی لکھپت لال کے
بلیا ضلع قصبۂ گروار ہی　　　　جائے پیدائش ہوئی موصوف کی
لکھنوی شمشاد کے شاگرد تھے　　　　آپ شاعر تھے غزل کے بھی بڑے
ہیں بہت پُر کیف نعتیں آپ کی　　　　دل میں ایسا رکھتے ہیں عشقِ نبی

نمونۂ کلام:

نہ کیوں مائل ہو دل سوئے محمدؐ　　　　کہ دلکش ہے بہت خوئے محمدؐ
مشامِ جان عاشق ہو معطّر　　　　جو پھیلے بوئے گیسوئے محمدؐ
زلیخا کی طرح یوسف ہوں بے تاب　　　　جو دیکھیں خواب میں روئے محمدؐ
پئے بخشائش امّتِ ہیں سرگرم　　　　عجب بے مثل ہے خوئے محمدؐ

تمنا ہے کہ بعدِ مرگ سالکؔ
مرا مدفن بنے کوئے محمدؐ

۱۸۹۔ ساگرؔ نکودری، بلونت کمار

پ: ۲۴؍دسمبر ۱۹۱۲ء　　　　و: ۲۵؍فروری ۱۹۷۴ء

اک نکودر کے ہی جو ساگر ہوئے　　　　ان کو بلونتِ کمار ہم جانتے
آپ سارو لال کے بیٹے ہوئے　　　　تو نکودر جنم بھومی جانئے
مسلیانی جوش کے شاگرد تھے　　　　خوب نعتیں لکھتے اور پڑھتے بھی تھے
ہے ''جومدّ وجزر'' ہی ان کی کتاب　　　　فکر وفن کی رو سے ہے وہ لاجواب

نمونۂ کلام:

رات دن لیتے ہیں وہ نامِ نبی　　صِدق دل سے جو ہیں غلامِ نبی
کوئی ہم پایہ ہو تو کیوں کر ہو　　عرش سے اونچا ہے مقامِ نبی
کھُل گئے اس پر رازِ دو عالم　　کرلیا نوش جس نے جامِ نبی
مثلِ شمس و قمر منوّر ہے　　دل میں جب سے ہوا قیامِ نبی
گو میں ہوں بت پرست اے ساحؔر
پھر بھی دل میں ہے احترامِ نبی

۱۹۰۔ ساؔمی جبل پوری، منشی مہادیو پرشاد

پ: ۲۰؍جولائی ۱۸۹۵ء　　و: ۲؍اکتوبر ۱۹۷۱ء

اک جو سامی جبل پوری ہوئے　　ان کو ہی منشی مہادیو جانئے
ایک مضطؔر تھے جو خیرآباد کے　　وہ جنابِ سامی کے استاد تھے
جنم استھل آپ کا ہردوئی تھا　　ضلع جو مشہور یوپی کا ہوا
بیس سات اٹھارہ سو پنچانوے　　ان کی تاریخِ ولادت جانئے
واقعہ بھی اک جبل ہی پور کا　　نام سے پیارے نبی کے ہے جُڑا
آپ نے اس پر کہی ایک نظم بھی　　باعقیدت جس کو جلسے میں پڑھی

نمونۂ کلام:

عرش بریں پہ آج درخشاں وہ نور ہے　　جس سے فروغِ شمع سرِ کوہ طور ہے
تارے سے نامِ نامیٔ حضرت ہوا عیاں　　یہ معجزہ حضورِ کرامت ظہور ہے
یہ آنکھیں اور اس کا نظارہ زہے نصیب　　دربارِ انبیاء میں جو صدر الصدور ہے
اللہ رے ضو، جھپکتی ہے آنکھ آفتاب کی　　تارا ہے یا کوئی شررِ شمع طور ہے
ہاں کیوں نہ ہو یہ نور اسی شاہ کا کہ جو　　محبوبِ حق ہے شافعِ یومُ النشور ہے

محشر میں دیکھ لیں گے جنہیں اشتباہ ہو
ساؔمی ہے اور جامِ شراب طہور ہے

۱۹۱۔ ساہوتلہری، اوم پرکاش آریہ

پ:۱۵/اگست۱۹۵۰ء

اوم پرکاش آریہ جو اک ہوئے — آپ ساہو تلہری جانے گئے
نند لال آریہ کے پُتر تھے — موضع تلہر ان کا مولد جانئے
آپ نے بی کم بریلی سے کیا — قومی یکجہتی میں بھی حصہ لیا
فرقہ وارانہ ہم آہنگی رہے — کام وہ کرتے رہے اس کے لئے
سرپرستِ بزمِ اربابِ سخن — آپ ہی کے دم سے تھی یہ انجمن
ان کے طاہر تلہری استاذ تھے — نعتیہ اشعار ان کے دیکھئے

نمونۂ کلام:

دنیا کو معجزہ یہ دکھایا رسول نے — باطل کو اس جہاں سے مٹایا رسول نے
نازل ہوا ہے دیکھئے قرآن آپ پر — جو کچھ کہا خدا نے بتایا رسول نے
حوّا کی بیٹیوں کی نہیں قدر تھی کہیں — حق ان کا اس جہاں میں دلایا رسول نے

مجھ پر کرم ہے آپ کا، جو نعت ہوگئی
ساؔہو کے دل کو ایسا لبھایا رسول نے

۱۹۲۔ سحؔر، سردار کنور مہندر سنگھ بیدی

پ:۹/مارچ۱۹۰۹ء — و:۱۷/جولائی۱۹۹۲ء

اک مہندرِ سنگھ تھے بیدی سحر — اردو کے شاعر بڑے ہی معتبر

آپ ساہیوال میں پیدا ہوئے | فارسی، تاریخ سے بی اے ہوئے
آپ سرکاری ملازم بھی ہوئے | مختلف عہدوں کی زینت بھی بنے
آپ سے آئیں کتابیں بھی کئی | خوب ہیں پُر کیف نعتیں آپ کی
ان کا شعر اک ہے بہت مشہور بھی | لہجہ و تیور ہے جس کا خوب ہی

''عشق ہو جائے کسی سے کوئی چارہ تو نہیں
صرف مسلم کا محمد پہ اجارہ تو نہیں''

نمونۂ کلام:

تکمیلِ معرفت ہے محمد رسول کی | ہے بندگی خدا کی اطاعت رسول کی
تسکینِ دل ہے سرورِ کون و مکاں کی یاد | سرمایۂ حیات ہے الفت رسول کی
انسانیت، محبتِ باہم، شعور و فکر | جو چیز بھی ہے سب ہے عنایت رسول کی
ہے مرتبہ حضور کا بالائے فہم و عقل | معلوم ہے خدا ہی کو عزت رسول کی
فرمانِ ربِّ پاک ہے فرمانِ مصطفیٰ | احکامِ ایزدی ہیں ہدایت رسول کی

اتنی سی آرزو ہے بس اے ربِّ دو جہاں
دل میں رہے سحرؔ کے محبت رسول کی

۱۹۳۔ سخا میرٹھی، لکشمی نرائن سریواستو

پ: ۱۸۷۵ء

اک نرائن لکشمی شاعر ہوئے | ساکنِ میرٹھ، سخاؔ ہیں جانئے
منشی تروینی جو پرشاد تھے | والدِ ماجد ہوئے وہ آپ کے
آئے تھے میرٹھ سے جو جے پور ہی | ان کے والد تھے وکیلِ خوب ہی
فارسی و اردو ہو کہ عربی | تھی سخاؔ کو واقفیت بھی بڑی
مختلف عہدے سے رشتہ بھی رہا | جن سے باعزّت ہوئے عہدہ برآ

ہر سخن میں کر گئے ہیں شاعری — آپ نے پائی ہے عزت بھی بڑی
ہے جو ''معراجِ محبت'' آپ کی — حامل ہے پچاس نعتوں کی وہی

نمونۂ کلام:

نہ ہوتا گر ثنا خواں خالقِ اکبر محمدؐ کا — تو ہوتا خلق پر رتبہ عیاں کیوں کر محمدؐ کا
یہی حجت ہے وحدت کی یہی حجت رسالت کی — ہدایت حق کی کرنا خلق میں آکر محمدؐ کا
محمدؐ کی بشارت دینے کو پیغمبری پائی — غرض ممنون ہے ہر ایک پیغمبر محمدؐ کا
یہاں سیراب زمزم سے کیا ہے تشنہ کاموں کو — کرم تو دیکھنا چل کر لبِ کوثر محمدؐ کا

بس اوصافِ حمیدہ کا خلاصہ اے سخاؔ یہ ہے
ہوا ہے کوئی اب تک اور نہ ہو ہمسر محمدؐ کا

۱۹۴۔ سُرُورؔ جہان آبادی، منشی درگا سہائے

پ: ۱۸۷۳ء — و: ۲۰/دسمبر ۱۹۱۰ء

ایک شاعر تھے جہاں آباد کے — ہے سُرُورؔ ان کا تخلص جانئے
نام ہے دُرگا سہائے آپ کا — یہ جہاں آباد یوپی کا ہوا
ان کے والد تھے پیارے لال ہی — دلی سے ہجرت جہاں آباد کی
زود گو کے ساتھ تھے شاعر بڑے — اور نظموں کے لئے مشہور تھے
کچھ جو غالب کا ہے غزلوں پہ اثر — شاعرِ مشرق کا نظموں پہ اثر

نمونۂ کلام:

دلِ بیتاب کو سینے سے لگالے آجا — کہ سنبھلتا نہیں کم بخت سنبھالے آجا
پاؤں ہیں طولِ شبِ غم نے نکالے آجا — خواب میں زلف کو مکھڑے سے لگالے آجا
بے نقاب آج تو اے گیسوؤں والے آجا
نہیں خورشید کو ملتا تیرے سائے کا پتہ — کہ بنا نورِ ازل سے ہے سراپا تیرا

کون ہے ماہ عرب ، کون ہے محبوبِ خدا — اللہ اللہ ترے چاند سے مکھڑے کی ضیا

اے دو عالم کے حسینوں سے نرالے آجا

۱۹۵۔ سروشؔ، سریش پرساد

نمونۂ کلام:

بن کے مہمانِ خدا عرش پہ جانے والا — کفر کی نیند سے انساں کو جگانے والا

خدمتِ خلق ہی مقصد ہے یہاں جینے کا — دے گیا درس یہ قرآن پڑھانے والا

اور کیا چاہئے دنیا میں ہم انسانوں کو — مل گیا نغمۂ توحید سنانے والا

آشنا کر گیا انوارِ خدا سے ہم کو — شمعیں ادراک کی ذہنوں میں جلانے والا

تادمِ مرگ مرے دل میں رہے گا اے سروشؔ

آئینہ بزمِ حقیقت کا دکھانے والا

۱۹۶۔ سمنؔ سرحدی، رام چندر

پ:۱۹۲۲ء — و:۲۴؍جنوری ۱۹۸۵ء

ایک شاعر تھے سمنؔ جو سرحدی — اور ٹھہرے رام چندر بھی آپ ہی

نام تھا والد کا جیسا[1] رام ہی — صوبۂ سرحد میں پیدائش ہوئی

کرکے ہجرت آپ دہلی آگئے — کالج اک قائم کیا تھا آپ نے

آپ نے لکھی کتابیں بھی کئی — پائے انعامات و اعزازات بھی

نمونۂ کلام:

ہوں تیری ہی رحمت کا طلب گار محمدؐ — مجھ پر بھی نظر اے میری سرکار محمدؐ

---

[1] جیسا رام کپور

ہر مظہرِ قدرت کی پرستش کو کہا شرک　　تو وحدتِ حق کا تھا پرستار محمدؐ
امت کے لئے کھل گئے جنت کے در و باب　　پہنچا جو وہاں قافلہ سالار محمدؐ
کافر ہوں کہ دیندار ہوں ہندو ہوں کہ مسلم　　تو سب کی نگاہوں میں ہے سردار محمدؐ
آجا کے تیری دید کی آنکھوں کو ہے حسرت
کرتا ہے سمنؔ تجھ سے یہ اصرار محمدؐ

۱۹۷۔ سندؔر، شیام سندر

نام بھی تھا آپ کا سندر شیام　　کہتے رہنا شعر ہی جن کا تھا کام
نعتِ محبوبِ خدا جو ہے کہی　　لگتی ہے ایمان کی کھیتی ہری

نمونۂ کلام:

دنیا کو آکے تم نے پُرنور کر دیا ہے　　اور ظلمتوں کو یکسر کافور کر دیا ہے
پیغامِ حق سنا کر مسرور کر دیا ہے　　وحدت کے مئے پلا کے مخمور کر دیا ہے
اک بار تو دیارِ یثرب کو دیکھ لیتا　　پابندئ جہاں نے مجبور کر دیا ہے
سندر سے کیا رقم ہو وہ شان ہے تمہاری
جس نے گداگروں کو فغفور کر دیا ہے

۱۹۸۔ سورؔج، سورج نرائن

پ: ۳۰/اپریل ۱۹۴۶ء

نام ان کا سورج نارائن ہوا　　سورؔج ہی ٹھہرا تخلص آپ کا
آپ کا کوہاٹ ٹھہرا مستقر　　آپ شاعر بھی ہیں اک اہلِ نظر

آپ نے انگریزی میں ایم اے کیا — مشورہ ایّوب سے شعری لیا
شعری دو مجموعے آئے آپ کے — اردو کے اعلیٰ جریدوں میں چھپے

نمونۂ کلام:

ڈگمگاتی ہوئی کرنوں کو سنبھالا آیا — کس کے آنے سے زمانے میں اُجالا آیا
کس کی برکت سے بجھی بانجھ زمیں کی خشکی — ریت پر کس کے سبب برف کا گالا آیا
بے خطر کس نے مدینے کی طرف ہجرت کی — لازماً کس کے لئے دیس نکالا آیا
شعر در شعر امنڈ آئیں ثنائیں کس کی — بول اے نوکِ قلم کس کا حوالہ آیا

کس نے موجوں سے سنا ذکرِ محمدؐ سورجؔ
کس سفینے کی مقدّر میں اُچھالا آیا

۱۹۹۔ سوزؔ، ہیرانند

پ: ۱۹؍مئی ۱۹۲۲ء

ایک ہیرا نند صاحب سوز تھے — کرکے ہجرت آپ بھارت آگئے
ٹیک چند جو آپ کے والد ہوئے — وہ مظفرگڑھ میں ہی مامور تھے
ان کو افسر بھی پولیس کا مانئے — ریلوے میں نوکری کی سوز نے
آپ نے فکشن نگاری بھی ہے کی — تین مجموعے بھی ہیں افسانوی
شعری مجموعہ بھی اک ہے آپ کا — شعر سے فکشن ہے آگے بڑھ گیا

نمونۂ کلام:

سجدہ کیا ہے جب بھی تو اس التجا کے ساتھ — نامِ رسول لب پہ رہے ہر دعا کے ساتھ
دھویا انھوں نے سب کے دلوں کا غبارِ جہل — ذکرِ حضور فرض ہے ذکرِ خدا کے ساتھ
ربِّ کریم مجھ کو بھی توفیق کر عطا — پہونچوں درِ حضور پہ صدق و صفا کے ساتھ

ہم پہ خدا کا فضل و کرم بھی انہیں سے ہے　　　وہ شافعِ جہاں ہیں ہر اک بے نوا کے ساتھ
اے سوزؔ ان کا سایہ ہی راہِ نجات ہے
رہنا ہر ایک حال میں مشکل کشا کے ساتھ

۲۰۰۔ سومؔ مورنڈوی، سوم ناتھ

نمونۂ کلام:

ہے جو کائنات میں شاہکار اُسی شاہکار کی بات ہے
جو قیام گاہِ رسول ہے یہ اُسی دیار کی بات ہے
ہے خزاں کی حد سے بلند جو، ہے دوام جس کی بہار کو
یہ اسی مدینے کا ذکر ہے اُسی لالہ زار کی بات ہے
ہے قدم میں جس کے شہنشہی، ہوئی ختم جس پہ پیمبری
یہ جو تاج بخش زمانہ ہے اُس تاجدار کی بات ہے
یہ اثر اسی کا ہے اے نبیؐ جو عقیدت اس کو ہے آپ سے
بھلا نعت کہنا بھی سومؔ کے کہیں اختیار کی بات ہے

۲۰۱۔ سیلانیؔ، سیلانی سیوتے

نعت گو اک سِوتے سیلانی ہوئے　　　دور درشن ڈائرکٹر وہ رہے

نمونۂ کلام:

لامکاں سے گذرے ہیں کہکشاں سے آئے ہیں　　　آج مرسلِ اعظم دو جہاں پہ چھائے ہیں

کون ماہ رو ہے یہ دیکھنے کی خواہش میں — ظلمتوں کے عاشق بھی روشنی میں آئے ہیں
آج کس کی آمد ہے عرش تا زمیں دیکھو — بام و در سبھی یارو نور میں نہائے ہیں
مجھ کو گنبدِ خضرا خواب میں نظر آیا — کیا زمینِ طیبہ سے کچھ پیام آئے ہیں

خوب فیضِ یزدانی مل رہا سیلانیؔ
ہم بھی سبز گنبد سے اپنی لو لگائے ہیں

۲۰۲۔ سیمابؔ سلطانپوری، دھرم ویر دھیر

پ: ۷؍ جولائی ۱۹۳۹ء

ایک تھے سیماب سلطاں پور کے — دھرم ویر دھیر اُن کو جانئے
خدمتِ اردو میں جو فعّال تھے — شانے، زلفِ اردو میں کرتے رہے
کامیاب اک آپ تھے انجینئر — تھی ادب پر آپ کی گہری نظر
شعری و نثری کتابیں آپ کی — ہیں زبانِ اردو کی دولت بڑی
''شعر اور شاعر'' وہ لائے تذکرہ — نقش ہے ''ساز و نواز'' اک دوسرا

نمونۂ کلام:

خدا کا دل میں جہاں احترام روشن ہے — وہاں رسولِ خدا کا بھی نام روشن ہے
کوئی بھی راہِ نبی میں بھٹک نہیں سکتا — کہ ہر قدم پہ چراغِ نظام روشن ہے
مجھے یہ چاند ستارے نظر نہیں آتے — میری نگاہ میں بیت الحرام روشن ہے
خدا کا شکر ہے ہم پر حدیث و قرآں سے — تمیزِ فرقِ حلال و حرام روشن ہے

مجھے بناؤ نہ سورج کا آئینہ سیمابؔ
مرا چراغ برائے سلام روشن ہے

۲۰۳۔ سیوک رامپوری، منشی رگھبیر سرن گپتا

منشی رگھبیرِ سرن گپتا ہوئے	رامپوری اُن کو سیوک جانئے

نمونۂ کلام:

شاہِ طیبہ سے دِلی جس کو محبت ہوگی	میرا ایماں ہے میسر اُسے جنّت ہوگی
کون سیوکؔ نہ کرے گا بھلا اُس کی تعظیم	کملی والے سے حقیقی جسے الفت ہوگی

۲۰۴۔ شاد جموں، ہر بھگوان

گذرے جو بھگوان اک ہرنام کے	کہتے جموں کا اُنہیں وہ شاد تھے

نمونۂ کلام:

گل و گوہر فشاں ایک ایک جملہ	نبات و خند گفتارِ محمدؐ
دعا کی دُشمنِ جاں کے لئے بھی	بلند اتنا ہے کردارِ محمدؐ
اسے تسنیم و کوثر کی طلب کیا	جو دل ہے عشق سرشارِ محمدؐ

نہیں اس میں گذر بادِ خزاں کا
بہار افزا ہے گلزارِ محمدؐ

۲۰۵۔ شادؔ حیدر آبادی، مہاراجہ سر کشن پرشاد

و: ۱۹۴۰ء

حیدرِ آبادی شاعر شاد تھے	سر کشن پرشاد مہراجہ ہوئے

پُتر تھے وہ ہر کشن پرشاد کے	وہ زبانِ پنجۂ[1] کے ماہر ہوئے
حیدرِ آباد ہی کا مدرسہ	عالیہ ہی نام کا اک ہے بڑا
آپ نے تعلیم پائی تھی وہاں	یہ فروغِ اردو کا تھے آستاں
آپ نے دو پائے سرکاری خطاب	عاشقِ اردو تھے یہ اک کامیاب
نعتیہ مجموعہ بھی ہے آپ کا	''ھدیۂ'' پر''شادؔ'' ہی تھا لاحقہ
اور لقب بھی اُن کا آصف جاہ تھا	موضوعِ شعری تصوف ہی رہا

نمونۂ کلام:

کانِ عرب سے لعل نکل سرتاج بنا سرداروں کا	نام محمد اپنا رکھا سلطان بنا سرکاروں کا
باندھ کے سر پر سبز عمامہ کاندھے رکھ کر کالی کملی	ساری خدائی اپنی کر لی مختار بنا مختاروں کا
روپ ہے تیرا رتّی رتّی نور ہے تیرا پتّی پتّی	مہر و مہ کو تجھ سے رونق نور بنا سیّاروں کا
تیرا چرچہ گھر گھر ہے جلوہ دل کے اندر ہے	ذکر ہے تیرا لب پر جاری دلدار بنا دلداروں کا
اُمّی گو سب کہتے تھے علمِ لدُنّی کا تھا عالم	راز بھرا تھا سینے میں قرآن کے تیسوں پاروں کا

بادۂ عرفاں ملتا ہے ساقی کے میخانے سے
شاؔد مقدّر فضلِ خدا سے اب جاگا میخواروں کا

۲۰۶۔ شاؔد دہلوی، لالہ مرلی دھر

لالہ مرلی دھر ہیں شادِ دہلوی	مدح لکھی احمد مختار کی
آپ تھے شاگردِ بے خود دہلوی	کر گئے نعت و غزل کی شاعری

نمونۂ کلام:

جلوہ دکھا دے مجھ کو خدایا حضور کا	لکھنا ہے آج مجھ کو سراپا حضور کا
چمکے گا چاند بن کے یہ تربت میں حشر تک	دل میں ہے میرے داغِ تمنا حضور کا

ا۔ اردو، فارسی، عربی، تلنگی اور مراٹھی

حسرت یہ ہے حضور کے قدموں میں جان دوں　　ارمان ہے کہ دیکھ لوں جلوہ حضور کا
دل شاد و فیضیاب زیارت سے وہ بھی ہو
ہے جان و دل سے شاؔد بھی شیدا حضور کا

۲۰۷۔شاد رام نگری، منشی کالکا پرشاد

پ:۱۸۶۰ء

ایک منشی کالکا پرشاد تھے　　جن کو شادِ رام نگری جانیے
منشیٔ گلزاری لال اک جو ہوئے　　اور تخلص جن کا فائق جانیے
جن کو باشندہ بریلی مانیے　　شاد صاحب ان کے ہی فرزند تھے

نمونۂ کلام:

چاند سورج کو کوئی ہاتھوں پہ مرے لادے　　کونین کی دولت مرے دامن میں چھپادے
پھر کالکا پرشاد سے پوچھے کہ تو کیا لے　　نعلینِ محمدؐ کو وہ آنکھوں سے لگالے

۲۰۸۔شاد مرادآبادی، پنڈت رام پرشاد

ایک مراد آباد کے بھی شاد تھے　　رام ہی پرشاد جن کو جانیے
تھے جو اک فانی مراد آباد کے　　ایک شعر اُن کے حوالے سے ملے

نمونۂ کلام:

اللہ رے اِس روضۂ اقدس کا تزئین　　قربان ہوئی جاتی ہیں آنکھیں بھی نظر بھی

۲۰۹۔شاداںؔ، مہاراجہ چندولال بہادر

پ:۶۲۔۱۷۶۱ء　　　　و:۱۵/اپریل ۱۸۴۵ء

ایک چندو لال مہراجہ ہوئے　　　اُن کا تھا شاداں تخلص جانئے
آپ بیٹے تھے نرائن داس کے　　　خادمِ اردو ادب اک تھے بڑے
علم و فن کی سرپرستی خوب کی　　　آپ کی فیّاضی ہے مشہور بھی
آپ کے استاذ تھے شاہِ نصیر　　　علم وفن میں آپ تھے بھی بے نظیر
آپ نے دیوانِ اردو فارسی　　　یادگار اپنی ہے چھوڑی اک بڑی
صوفی مشرب آپ جو شاعر ہوئے　　　اک کتابِ نثر بھی ہے آپ سے

نمونۂ کلام:

خالق نے کیا احمد و حیدر کو شہنشاہ　　　ہر ایک ہے سرتاج عرب اور عجم کا

۲۱۰۔شاکر بریلوی، کالکا پرشاد

و:فروری ۱۹۶۱ء

کالکا پرشاد ملہوترا ہوئے　　　اک بریلی کا ہی شاکر مانئے
آپ تھے فرزند منگل سین کے　　　جائے پیدائش بریلی جانئے
تھے بڑے شاعر جو نوحِ ناروی　　　اِن کے استاذِ سخن بھی تھے وہی
ایک ہے دیوان شاکر آپ کا　　　پیش ہیں اشعار ان کے نعتیہ

نمونۂ کلام:

ذاکر ہوں میں جنابِ رسالت مآب کا　　　کیا مجھ کو خوف پرسشِ روز حساب کا
جب سے سنا بیان عذاب و ثواب کا　　　ہر دم مجھے خیال ہے روزِ حساب کا
ہر وقت میرے لب پہ محمدؐ کا نام ہے　　　اللہ رے ذوق و شوق دلِ بے حساب کا

موتی پرو دیئے ہیں جو نعتِ شریف میں اک اک ہے شعر قیمتی میری کتاب کا

اِس کے گناہ حق سے وہی بخشوائیں گے

شاؔکر کو آسرا ہے رسالت مآب کا

۲۱۱۔شاؔنت لالہ بہاری لال

اک بہاری لال جو لالہ ہوئے شاؔنت ہی ان کا تخلص جانئے

فاؔنی ہیں شاعر مراد آباد کے نعت یہ حاصل ہوئی ہے آپ سے

نمونۂ کلام:

کیوں کر کہوں جنت ہے گلستانِ مدینہ جنت کے فرشتے ہیں ثناخوانِ مدینہ

واللہ ہے کیا صلِّ علےٰ شانِ مدینہ خود داعیٔ جنّت ہوا مہمانِ مدینہ

سو جنّتیں اور ایک بیابانِ مدینہ سو پھول اور اک خارِ مغیلانِ مدینہ

برکت ہے تیرے قدموں کی اے جانِ مدینہ آدم بھی، فرشتے بھی ہیں قربانِ مدینہ

میں بھی ہوں ترے در کا بھکاری مرے آقا

ہو چشمِ کرم مجھ پہ بھی سلطانِ مدینہ

نوٹ: ڈاکٹر دھرمیندر ناتھ کا تذکرہ ''ہمارے رسول'' کے مطابق یہی نمونۂ کلام صابر پنڈت بہاری لال کا بھی ہے۔واللہ اعلم

۲۱۲۔شائق امرتسری، لچھمن داس

ایک لچھمن داس بھی گذرے گوی آپ ٹھہرے شائقِ امرتسری

ہائی اسکول ایک امرتسر میں ہی آپ تھے استاذِ اردو فارسی

نمونۂ کلام:

برحق کہا، خدا ہے، رسولِ کریم نے — اعجاز ہی کیا ہے رسولِ کریم نے
ہے آشنائے ذاتِ احد پررگِ حیات — پیغام وہ دیا ہے رسولِ کریم نے
اللہ کا جلال و جمال اب ہے آشکار — جلوہ نما کیا ہے رسولِ کریم نے
عاصی پہ بابِ رحمتِ حق آپ وا کیا — دیکھا جو رو رہا ہے، رسولِ کریم نے

اللہ رے جناب کی ایماں فروزیاں
شاکق بنالیا ہے رسولِ کریم نے

۲۱۳۔ شباب لَلِت، بھگوان داس

پ: ۳/ اگست ۱۹۳۲ء

ہیں شباب آگے لَلِت شاعر بڑے — آپ ہی بھگوان داس ہیں، مانئے
ہیں للت رامِ کرشن اُن کے پتا — خان گڑھ مولد ہوا بھی آپ کا
اردو و تاریخ میں ایم اے کیا — آپ کو تمغہ طلائی بھی ملا
تھا صحافت سے بھی رشتہ آپ کا — آپ کو موقع ادارت کا ملا
اے خوشاوہ ہند کی سرکار کے — فیلڈ پبلیسیٹی افسر بھی رہے
شاعرِ اعظم منوّر[1] لکھنوی — تھے سخن میں آپ کے استاذ بھی
پندرہ تصنیفوں کی اک دولت بڑی — نام سے موصوف کے ہے بھی جُڑی

نمونۂ کلام:

حاصل نہ ہوا گو مجھے دیدارِ محمدؐ — دیتا ہے مجھے روشنی کردارِ محمدؐ
اے خاکِ مدینہ تجھے آنکھوں سے لگالوں — دامن ہے ترا مطلعِ انوارِ محمدؐ
محشر میں کریں گے وہی بخشش کی سفارش — ہر سچے مسلماں سے ہے اقرارِ محمدؐ
جنت نہ ملے حشر میں تو اپنی بلا سے — خوش ہوں کہ ملے گا مجھے دیدارِ محمدؐ

---

[1] دشیشور پرشاد منور لکھنوی

کرتے رہیں توحید کے چشمے اِسے سیراب　　شاداب و شگفتہ رہے گلزارِ محمدؐ
میرا بھی ہے مخدوم وہ محبوبِ الٰہی
میں بھی ہوں شبابؔ ادنیٰ پرستارِ محمدؐ

۲۱۴۔ شَجَر، سریندر

تھے سریندرِ نام کے شاعر شجر　　نعتیہ شعروں کے جو لائے گہر

نمونۂ کلام:

رہنما اس کا ہر نقشِ پا ہوگیا　　وہ جدھر چل دیا راستہ ہوگیا
اس نے روشن کیا اک دِیا راہ میں　　دور تک پھر یہی سلسلہ ہوگیا
حق کی پہچان اُس کی مقدّر ہوئی　　تیری عظمت سے جو آشنا ہوگیا
تیری عظمت کا سایہ سلامت رہے　　بے اماں زیست کو آسرا ہوگیا
ساحلوں سے خدا نے نوازا اُنہیں　　جن سفینوں کا تو ناخدا ہوگا
تو نے سوکھے شجرؔ پر جو ڈالی نظر
زرد ہر ایک پتا ہرا ہوگیا

۲۱۵۔ شرؔما نسیم شیر کوٹی، انورودھ شرما

شاعر اک انرودھ شرما جو ہوئے　　دو تخلص آپ سے ہیں بھی جڑے
ایک تو شرما تخلص مانئے　　اک نسیمِ شیر کوٹی جانئے

نمونۂ کلام:

شہنشاہِ اعظم محمدؐ محمدؐ　　رسولِ دو عالم محمدؐ محمدؐ
زباں کا یہی ہے اشارہ لبوں کو　　کہیں مل کے باہم محمدؐ محمدؐ
اگرچہ نبی آخریں ہیں وہ لیکن　　ہیں سب سے مقدّم محمدؐ محمدؐ
الٰہی مرے منہ میں جب تک زباں ہو　　زباں پہ ہو ہر دم محمدؐ محمدؐ
وظیفہ ہے ہر وقت شؔرما ہمارا
جپا کرتے ہیں ہم محمدؐ محمدؐ

۲۱۶۔ شعلؔہ، بنواری لال

پ: ۱۸۷۴ء　　و: ۱۹۰۳ء

ایک جو شعلہ بھی تھے بنواری لال　　جانئے ان کو سخنور باکمال
آپ تھے فرزند موتی لال کے　　تو سہارنپور مولد جانئے
ایک جو بالِ مکند بے صبؔر تھے　　اور ہر گوپال تفتہ دوسرے
آپ کے استاذ یہ دونوں ہوئے　　شعری مجموعے بھی دو ہیں آپ کے
''بزمِ بندرابن'' بھی آئی اک کتاب　　''ارمغانِ شعلہ'' بھی ہے لاجواب

نمونۂ کلام:

بڑھے گی جب زیادہ آفتابِ حشر کی گرمی　　تری رحمت پکارے گی یہی میدانِ محشر میں
چلے آؤ، چلے آؤ، گنہگارو چلے آؤ　　ہزاروں کوس کا سایہ ہے دامانِ پیمبر میں

۲۱۷۔ شعلہ قنوّجی، چرنجیو نرائن سکسینہ

اک چرنجیو نرائن بھی ہوئے — شعلۂ قنوّجی اُن کو جانئے
آپ تھے شمبھو نرائن کے پسر — آپ کا قنوج تھا آبائی گھر
آپ کے دو شعر ہیں جو نعت کے — ہیں عقیدت ہی کے مظہر وہ بڑے

نمونۂ کلام:

نہیں دو جہاں میں مثالِ محمدؐ — جمالِ خدا ہے جمالِ محمدؐ
محبت محمدؐ کی ہے عینِ ایماں — ہے ہر وقت دل میں خیالِ محمدؐ

۲۱۸۔ شفا دہلوی، ڈاکٹر پریم لال

پ: ۱۹۱۴ء — و: ۱۹۸۲ء

اک پریم لال تھے جو ڈاکٹر — وہ شفا تھے ایک شاعر معتبر
دہلوی مخمور کے شاگرد تھے — ساکنِ دہلی بھی ان کو جانئے
ایک مجموعہ غزل کا لائے بھی — نام بھی جس کا ہوا 'دیدار' ہی
ہے غزلیہ، نعت کا انداز بھی — ہے مگر حسنِ عقیدت سے بھری

نمونۂ کلام:

ہیں عصمتِ شب گیسوئے پیچانِ محمدؐ — آئینہ سحر کا رُخِ تابانِ محمدؐ
خَم کرتی ہیں سر گنبد خضرا پہ بہاریں — ہے روکشِ جنت چمنستانِ محمدؐ
اے راہبو پلکوں سے چنو نظروں سے چومو — ملتے ہیں کسے خارِ بیابانِ محمدؐ
ہیبت سے لرز جاتے ہیں سلطانوں کے دل بھی — جب جھوم کے اٹھتے ہیں غلامانِ محمدؐ

خوش ہو کے فرشتے بھی بچھا دیتے ہیں آنکھیں
پوچھو نہ شفاؔ عظمتِ مہمانِ محمدؐ

۲۱۹۔ شفق کرتپوری، کنج بہاری لال

ایک تھے کُنجِ بہاری لال جی — ہیں شفق صاحب کرتپوری وہی
آپ تھے پیشے کی رو سے اک وکیل — نعت گو تھے شعر ہیں جس کی دلیل
جملہ اصنافِ سخن میں لکھ گئے — ان کا ہے مطبوعہ دیواں[۱] جانئے
ایک منشی چھترمل مجبوؔر تھے — جن کو استاذِ شفاؔ ہی جانئے

نمونۂ کلام:

ہوں ثناخواں ذاتِ پاک ایزدِ سبحان کا — مدِّ بسم اللہ ہے مطلع مرے دیوان کا
جابجا جو سورۂ الحمد کی تفسیر ہے — ہے مرا دیوان گویا ترجمہ قرآن کا
اپنی رحمت سے خدا نے بھیج کر اپنا حبیب
راستہ ہم کو بتایا دین اور ایمان کا

۲۲۰۔ شفقؔ ڈاکٹر گوپال کرشن

پ: ۲۶/اکتوبر ۱۹۳۳ء

ڈاکٹر گوپال ہی وہ کرشن تھے — جن کو ہم شاعر شفقؔ ہیں جانتے
مولدِ موصوف پٹیالہ ہوا — آپ نے اردو ہی میں ایم اے کیا
آپ ہیں پیشے کی رو سے ڈاکٹر — بربنائے طبع شاعر معتبر
زارِ علامی کے ہی شاگرد تھے — آئی ہے شعری کتاب اک[۲] آپ سے

۱۔ بہارِ شفق ۲۔ رنگِ شفق

نمونۂ کلام:

ہر سمت رونما ہوا جلوہ رسول کا
کیوں کر نہ ہر زباں پہ ہو چرچا رسول کا

حق بیں نظر سے دیکھئے جلوہ رسول کا
صد رشکِ کہکشاں ہے سراپا رسول کا

ہم کو عدو سے خوف نہ ہے گردشوں سے ڈر
جب تک ہمارے سر پہ ہے سایا رسول کا

کیوں وجد آفریں نہ ہو احساسِ زندگی
گونجا ہے سازِ روح پہ نغمہ رسول کا

ہے آرزو یہی کہ دمِ مرگ اے شفیقؔ
آنکھوں کے سامنے رہے جلوہ رسول کا

۲۲۱۔ شفیق، لچھمی نرائن رائے

ایک تھے لچھمی نرائن رائے جی
تھا شفیق اُن کا تخلص خوب ہی

اُن کے منسا رام کھتری تھے پِتا
پیش کاری آپ کا منصب بھی تھا

شاعری میں ان کے جو استاذ تھے
ہاں، حسینِ بلگرامی، جانئے

آپ سے آئیں کتابیں معتبر
جو کلامِ فارسی ہیں بیشتر

دسترس ان کو زباں پر تھی بڑی
ہے علوئے قدرتِ اظہار بھی

نمونۂ کلام:

عجائب رات تھی وہ نورِ افشاں
کہ ہر کوکب تھا اک مہرِ درخشاں

کہوں گر رات اس کو، ہے تامّل
کہوں گر دِن تو عالم میں پڑے غُل

غرض غفلت سبھوں پر چھا رہی تھی
خرد داروئے حیرت کھا رہی تھی

سفیرِ نیک یہ پیغام لایا
سلامِ حق کہا اور یہ سنایا

درِ حجرہ پہ دوآ جوڑ کر بات
کہا سرورکی ترے پرحق کی صلوات

چل اٹھا اے شہ کے ہے معراج تیرا
غنی بھی آج ہے محتاج تیرا

۲۲۲۔شکنتلا دیوی اکبرآبادی

شاعرہ تھیں اکبرِ آباد کی		جن کا دیویٔ شکنتلا نام بھی
کہہ گئیں وہ نعتِ محبوبِ خدا		تھا نظر میں مصطفیٰ کا مرتبہ

نمونۂ کلام:

نظر بن کے آنکھوں میں آئے محمدؐ		سکوں بن کے دل میں سمائے محمدؐ
تماشہ تو دیکھو جہنّم کی آتش		لگائے خدا اور بجھائے محمدؐ
قیامت میں شانِ شفاعت تو دیکھو
کہ پکڑے خدا اور چھڑائے محمد

۲۲۳۔شگفتہؔ لکھنوی، سندر لال

پ:۱۸۰۸ء		و:۱۸۹۶ء

لکھنؤ کے ایک سندر لال تھے		جو شگفتہؔ لکھنوی جانے گئے
آپ تھے فرزند طوطا رام کے		تو نسیمِ دہلوی استاذ تھے
مرتبہ استاذ کا خود پاگئے		اور تھے شاگرد بھی کچھ آپ کے
آپ شاعر صاحبِ دیوان تھے		کیا کمالِ فن دکھایا آپ نے

نمونۂ کلام:

اے شہنشاہِ دو عالم تو چہ عالی نسبی		نہ ہوا اور نہ ہووے گا کوئی تجھ سا نبی

حق سے امت کی کری تو نے شفاعت طلبی — مرحبا سیدِ مکی، مدنی العربی
دل جاں و باد فدایت چہ عجب خوش لقبی

کیا ترا نام کیا حق نے محمدؐ اظہر — حرف حرف اس کے ہیں سب حمد خدا کے رہبر
ملتجی تجھ سے ہوں اس بات کا میں شام و سحر — چشم رحمت بکشا، سوئے من انداز نظر
اے قریشی لقبی، ہاشمی و مُطلّبی

۲۲۴۔ شمیمؔ فرخ آبادی، شیر سنگھ

پ: ۱۸۷۰ء

ایک شمیمِ فرخ آبادی ہوئے — جانے جاتے شیر سنگھ کے نام سے
تھے جو اک ہادی[۱] عزیزِ لکھنوی — ہیں سخن میں آپ کے استاذ بھی
آپ شاعر زود گو تھے، جانئے — آپ کا دیوان دو ہے، مانئے
یہ طباعت سے رہا نا آشنا — شعری سرمایہ ہے اُن کا یہ بڑا
خدمتِ شعر و ادب ہے خوب کی — ہے ضمانت جس کی اُن کی شاعری
ہے عقیدت سے بھرا اُن کا کلام — معتبر بھی ہے بہت شعری نظام

نمونۂ کلام:

مومن ہی کے دل میں نہیں سودائے محمدؐ — ہر دل ہے فدائے رخِ زیبائے محمدؐ
موجود میرے دل میں رہے اُس کی عقیدت — لطف اتنا مرے حال پہ فرمائے محمدؐ
کچھ عابد و زاہد ہی پہ موقوف نہیں ہے — ہر صاحبِ ایمان ہے شیدائے محمدؐ
تسکیں کے لئے رب سے شمیمؔ اپنی دعا ہے
مجھ کو دمِ آخر نظر آجائے محمدؐ

---

[۱] مرزا محمد ہادی عزیزؔ لکھنوی

۲۲۵۔ شمیم کرہلوی، دیا شنکر سکسینہ

پ: ۱۸۹۵ء — و: ۱۹۵۴ء

اک دیا شنکر جو سکسینہ ہوئے — ان کو کرہلوی شمیم ہم جانتے
آپ بیٹے ہیں ہزاری لال کے — مین پوری، یوپی میں پیدا ہوئے
آپ کا پیشہ وکالت کا رہا — شعر گوئی آپ کا تھا مشغلہ
آپ کے نانا بھی شاعر تھے بڑے — فیضِ وافر، ان سے پایا آپ نے
اُن کا مجموعہ ہوا، ''موجِ شمیم'' — مختصر یہ ہے کہ شاعر تھے عظیم

نمونۂ کلام:

احمد مختار کی ہر وقت جس کو یاد ہے — ہر طرح سے اِس جہاں میں شاد ہے آباد ہے
ہاتھ میں جس کے رہے دامانِ حضرت مصطفیٰؐ — ہر طرح سے حشر کے میدان میں وہ شاد ہے

المدد شاہِ مدینہ، المدد شاہِ اُمم
تیرے بندوں میں یہ عاصی قابلِ امداد ہے

۲۲۶۔ شنکر، شنکر داس

نمونۂ کلام:

لولاک لما تری شان ہے جی — آقا سب پہ مہربان ہے جی
شنکر کی صرف بات نہیں — ترا تو کرم ہر آن ہے جی

۲۲۷۔ شنکر میرٹھی

نمونۂ کلام:

محمدؐ نام ہے تیرا، ترا پیغام عالی ہے	رسول اللہ تیری شان ، دنیا سے نرالی ہے
ہمیشہ نور کی فتح اندھیرے پر ہوئی شنکر	ترے فضل وکرم ہی سے فضاؤں میں اُجالی ہے

۲۲۸۔ شوبھا جے پوری، شوبھا چندر

نام بھی جن کا ہے شوبھا چندر ہی	ان کی اردو میں ہے اچھی شاعری
رہنے والی آپ ہیں جے پور کی	مشغلہ ہے آپ کا تدریس ہی
تین بھاشا میں ہیں کہتی شعر بھی	ہے سخن میں حیثیت اک آپ کی
ریڈیو، ٹی وی سے بھی سنتے کلام	شاعرہ ہیں آپ اک عالی مقام

نمونۂ کلام:

کاش پورا ہو یہ ارمان مدینے والے	زندگی تم پہ ہو قربان مدینے والے
رحمتیں سب پہ ہیں عالم میں تمہاری آقا	ہوں وہ ہندو کہ مسلمان مدینے والے
بادشاہانِ جہاں جن کی غلامی چاہیں	ہیں وہ سلطانوں کے سلطان مدینے والے
یہ الگ بات ہے فرقوں میں بٹی ہے دنیا	تم کو محبوب سب انسان مدینے والے

اب تو شوبھا کو بھی مل جائے گدائی در کی

آپ کا سب پہ ہے احسان مدینے والے

۲۲۹۔ شوخ، نوبت رائے

نمونۂ کلام:

محمدؐ حبیبِ خدا بن کے آئے — وہ ہر دل کے دُکھ کی دوا بن کے آئے
لیے دیدہ و دل میں تنویرِ وحدت — وہ آئینۂ اتقا بن کے آئے
کنیزوں غلاموں کی زنجیر کاٹی — وہ بیواؤں کا آسرا بن کے آئے
سب اوصاف روشن ہیں خیرالبشر کے — وہ حسنِ صداقت نما بن کے آئے

کشش ہے یہ تقریب یومُ النّبی کی
جو تم شوخ صدق آشنا بن کے آئے

۲۳۰۔ شور جے پوری، گلاب چند

نمونۂ کلام:

ہے اب یہی زبان پر ہر تشنہ کام کی — ساقی پلادے ساقیٔ کوثر کے نام کی

۲۳۱۔ شوق فرخ آبادی، چودھری ہر دیال

پ:۱۹۰۸ء

گذرے ہیں جو، ہر دیالِ چودھری — فرّخ آبادی ہوئے وہ شوق بھی
پیدا ہیں تحصیلِ احمد پور کے — خطہ پاکستان ہی کا مانئے
بی اے، ایل ایل بی بہاولپور سے — عہدۂ تحصیلداری پاگئے
کر کے ہجرت آپ بھارت آئے بھی — اور ہماچل میں سکونت مل گئی

ریوینو سکریٹری کے عہدہ سے آپ باعزّت ریٹائر بھی ہوئے

نمونۂ کلام:

بھلا کون آج بزمِ دہر میں ایسا حسیں آیا صدا ہر سمت سے آئی کوئی ماہ مبیں آیا
ملی اس کی بدولت گلشن ہستی کو رعنائی مجسّم نورِ عرفاں، سرورِ دنیا و دیں آیا
کیا یوں بادۂ توحید سے سرشار عالم کو دلوں سے والہانہ نعرۂ صد آفریں آیا
کوئی بھی چھوڑ کر دامن محمدؐ کا کہاں جائے
وہ لے کے تحفۂ بخشش، برائے مومنیں آیا

۲۳۲۔شوق لکھنوی، وشنو کمار

ہیں وہ شوقِ لکھنوی وشنو کمار آپ ہیں اردو کے شاعر باوقار
لکھنؤ جو اردو کا مرکز ہوا آپ کا مولد وہی ہے مرحبا
فصلِ نقوی آپ کے استاذ تھے معتبر شاگرد یہ ان کے رہے
تھے رموزِ فن سے واقف خوب ہی ان کی نعتیں ہیں عقیدت سے بھری

نمونۂ کلام:

نہ ہوتے گر محمدؐ ہر خوشی بے کار ہو جاتی خدائی رہتی ناقص زندگی بے کار ہو جاتی
نہ ہو جاتی اگر روشن حقیقت نور سے اُن کے تو پھر شمس و قمر کی روشنی بے کار ہو جاتی
جمالِ احمدی کا کیوں نہ ہو احسان دنیا پر بغیر اس کے تو ہر جلوہ گری بے کار ہو جاتی
رسول اللہ کی رحمت اگر ہوتی نہ بندوں پر محبت بے اثر اور زندگی بے کار ہو جاتی
عطا کرتے نہ گر اے شوقؔ یہ توفیق وہ مجھ کو
قضا ہوتیں نمازیں بندگی بیکار ہو جاتی

۲۳۳۔شہرتؔ، منشی ہر نرائن

پ:۱۸۸۹ء

ایک منشی ہر نرائن بھی ہوئے | جن کا شہرتؔ تھا تخلص جانئے
غازیٔ آباد یوپی کے وہ تھے | پیدا اٹھارہ نواسی میں ہوئے
وہ میونسپل بورڈ میرٹھ ہی کا تھا | کام جس میں تیس برسوں تک کیا
تھے جنابِ نور صاحب میرٹھی | آپ نے پایا تھا جن سے فیض بھی
ایک صاحب میرٹھی ہشیارؔ تھے | جن سے اصلاحِ سخن لی آپ نے
ہے بہت مشہور شعر اک آپ کا | آپ کی عظمت کا ہے مظہر بڑا

نمونۂ کلام:

عرش کی عظمت کا اے شہرت پتہ چلتا ہی کیا | عرشِ اعظم پر رسول اللہ اگر جاتے نہیں

۲۳۴۔شیامؔ بدایونی، شیام منوہر لال شرما

پ:۱۵؍فروری ۱۹۳۴ء

اک منوہر لال شرما بھی ہوئے | آپ ہی شیامِ بدایونی ہوئے
آپ بیٹے تھے چرنجی لال کے | ساکنِ چوبے محلہ جانئے
سلسلہ تعلیم کا کچھ یوں رہا | ہائی اسکول آپ نے پورا کیا
کی الیکشن محکمے میں نوکری | ہڈ کلرکی تھی وہاں پر آپ کی
خاں شفیع[۱] جو اک ہیں شاعر ہوئے | تھے وہی استاذ بھی موصوف کے

نمونۂ کلام:

جلوۂ چہرۂ تاباں ہے اُجالا کیا ہے | پرتوِ گیسوئے خمدار ہے سایا کیا ہے
ماہ نو کیا ہے ترے زلف کی دلکش محراب | بوند ہے تیرے پسینہ کی ستارا کیا ہے

---

[۱] شفیع احمد خاں ککرالوی

آپ کے عارض و گیسو کی جھلک تھی جس میں　　اُس زمانے کے شب و روز کا کہنا کیا ہے
اپنی محفل کے لئے اُن سے اُجالا مانگو
شیاؔم اِس دور کی شمعوں کا بھروسا کیا ہے

۲۳۵۔ شیداؔ انبالوی، بنارسی داس

پ:۱۹/اکتوبر ۱۹۱۶ء

شاعر اک شیدا ہوئے انبالوی　　بلکہ وہ تھے آبروئے شاعری
تھے جو کیشو رام صاحب بھارتی　　والدِ ماجد ہوئے اُن کے یہی
قصبہ جو اک ہے مَلانہ نام کا　　حصہ ہریانہ کا وہ مولد ہوا
آپ ایم اے اور پھر بی ایڈ ہوئے　　چنڈی گڑھ میں ہی پروفیسر رہے
ڈپٹی افسر وہ ایجوکیشن کے تھے　　اور تھے شاگرد لبھو[1] رام کے
تاجور[2] جو تھے نجیب آباد کے　　عابدِ لاہوری کہئے دوسرے
رہ نمائی اُن سے شیدا کو ملی　　چار ہیں شعری کتابیں آپ کی

نمونۂ کلام:

سبق آموز گفتارِ محمدؐ　　حیات افروز کردارِ محمدؐ
لٹاتا ہے وہ دولت دینِ حق کی　　وہی ہے ایک دربارِ محمدؐ
گذر جس میں نہیں بادِ خزاں کا　　وہ ہے گلزار، گل بارِ محمدؐ
سوالی کب ہوں میں کسی اور در کا　　کرم گستر ہے دربارِ محمدؐ
جہاں جھکتے ہیں سر گردن کشوں کے
وہ اے شیداؔ ہے سرکارِ محمدؐ

---

[1] پنڈت لبھو رام جوش ملسیانی [2] مولانا تاجور نجیب آبادی

۲۳۶۔ شیدا چینی، وائی وی لیو

ایک شاعر شیدا چینی بھی ہوئے　　نام ینگ وِن لیو ہی تھا جانئے
ساکنِ ٹاٹا نگر ہی آپ تھے　　بھائی بھی شاعر ہیں ان کے مانئے
ایک اردو دوست ہے یہ خانداں　　آپ اک شاعر ہیں اچھے بے گماں
چین سے ٹھہرا تعلق آپ کا　　نسبتِ ملکی کا چلتا ہے پتہ

نمونۂ کلام:

خدا کے بعد ہے مخلوق میں رتبہ محمدؐ کا　　یہ ہر جانب ہوا کونین میں چرچا محمدؐ کا
ثنا خواں ہے گلستاں ہو کہ ہر صحرا محمدؐ کا　　غرض کہ ایک اک ذرّہ ہے گرویدہ محمدؐ کا
نگاہوں میں ہے اس کی ہیچ عالم کی جہاں بانی　　سمایا سر میں جس انساں کے ہو سودا محمدؐ کا
نگاہوں کے اندھیرے دور کرلواے جہاں والو　　فروزاں ہر طرف عالم میں ہے جلوہ محمدؐ کا

رہِ حق سے بھٹکتے دیکھ کر آج اہلِ ایماں کو
خدا شاہد بہت دل گیر ہے شیدا محمدؐ کا

۲۳۷۔ شیدا دہلوی، چنڈی پرشاد نگم

پ: ۲۵؍ فروری ۱۸۷۸ء　　و: ۱۹۴۵ء

چنڈی پرشادِ نگم ہے نام بھی　　ایک شاعر ہیں وہ شیدا دہلوی
داس منشی رام جی والد ہوئے　　میر منشی آپ کے اسلاف تھے
آپ تھے شاگردِ راسخ[1] دہلوی　　باپ دادا نے بھی کی تھی شاعری
تھا صحافت سے بھی رشتہ آپ کا　　آپ نے ایف اے علی گڑھ سے کیا

---

[1] مولانا عبدالرحمٰن راسخ دہلوی

نمونۂ کلام:

کردیا اک نور سے معمور ایوانِ عرب　　آتشِ خاموش تھی وہ زیرِ دامانِ عرب
کون تھا وہ شمعِ دل افروز مہمانِ عرب　　ہوگئی جس کی تجلی سے فزوں شانِ عرب
آفتابِ معرفت سے ملک روشن ہوگیا
ذرّہ ذرّہ نور سے وادیٔ ایمن ہوگیا
پیروِ دینِ مقدّس پاک رکھتے تھے چلن　　اِن کے ہر دست وزباں میں صِدق تھا جلوہ فگن
بہرِ آزادی وہ تھے شیرانہ ہر سو نعرہ زن　　بھول بیٹھے جس کو اب افسوس یارانِ وطن
مئے اُڑی ساغر سے خالی جامِ ساقی رہ گیا
نام ہی نام اب مسلمانی کا باقی رہ گیا

۲۳۸۔شیؔدا، لالہ رام سروپ

شیدا اک لالہ سروپِ رام تھے　　اُن کو بھی مدّاحِ آقا جانئے
نعت ہے ایمان افزا آپ کی　　قابلِ تعریف ہے پاکیزگی

نمونۂ کلام:

اے رسولِ پاک باطن منزلِ حق آشنا　　پیشوائے دین و ملت ، حامیٔ ملکِ خدا
تیری الفاظ و معانی سے ہے بالاتر ثنا　　شان میں تیری کہا شمس الضحیٰ بدرالدجیٰ
بھیجتی خلقِ خدا ہے تجھ پہ یوں صد ہا سلام
ہیں احادیث آپ کی دنیا میں بہرِ انتظام　　ہے زبانوں پر رواں وہ آپ کا شیریں کلام
آپ کے الطاف کے شیؔدا یہاں ہیں خاص و عام　　آپ ہی کا نام دنیا میں ہوا خیرالانام
ہے زمانے میں رواں یہ آپ کا سکّہ سلام

۲۳۹۔ شیرؔ، شمشیر سنگھ

پ: ۱۰/۱ اکتوبر ۱۹۲۶ء

آپ کا شمشیر سنگھ ہے نام بھی —— ہیں جہانِ شاعری کے شیر ہی
آپ کے دیوان سنگھ والد ہوئے   شعر کہتے ہیں اوائل عمر سے
مستقر ہے آپ کا ڈنمارک ہی   راولِ پنڈی میں پیدائش ہوئی
پا گئے کتنے ، کئی انعام بھی   ایسی کچھ موصوف کی ہے شاعری

نمونۂ کلام:

عرفان کے جلووں سے ہے پُر جامِ محمدؐ   اللہ کے بعد آئے نہ کیوں نامِ محمدؐ
یثرب سے جو آتی ہیں یہ اُٹھ اُٹھ کے صدائیں   اے شیرؔ دیا کرتی ہیں پیغامِ محمدؐ

☆☆

نکہتِ جامِ محمدؐ ہوگئی جب سے نصیب   شیرؔ ہم بھی صاحبِ تقدیر کہلانے لگے

☆☆

کریں گے وضو بادۂ شوق سے ہم   اگر راستے میں مدینہ پڑے گا

۲۴۰۔ شیو منگل پرشاد

منگلِ پرشاد ہی جی شیو تھے   دیکھئے دو شعر اُن کی نعت کے

نمونۂ کلام:

نبی نبی ہیں نبوت کی شان رکھتے ہیں   نبی نگاہ میں دونوں جہان رکھتے ہیں
نبی کی بات نہ مانے وہی تو کافر ہے   نبی دہن میں خدا کی زبان رکھتے ہیں

۲۴۱۔ صاؔبرابوہری، سردارارام

پ: ۱۵؍ستمبر ۱۹۱۹ء

رام سردارا تھے صابر بو ہری دھرم پورہ جائے پیدائش ہوئی
یو پی کے فیروز پور میں جو پڑا آپ نے انگریزی میں ایم اے کیا
محکمہ ٹھہرا جو ڈاک اور تار کا عہدۂ اعلیٰ وہاں کا پالیا
ہے فرید آباد ان کا مستقر پانچ بھاشا میں ہیں صابر معتبر
آئے دو مجموعے شعری آپ کے آپ شاعر فارسی گو بھی ہوئے

نمونۂ کلام:

پیمبر، نبی، رہنما بن کے آئے محمدؐ رسولِ خدا بن کے آئے
سکھائے اخوّت کے آداب سب کو محبت کے نغمہ سرا بن کے آئے
کیا شرک سے پاک اہلِ جہاں کو وہ توحیدِ حق کی نوا بن کے آئے
منوّر کیا ذہنِ نوعِ بشر کو وہ عرفانِ حق کی ضیا بن کے آئے
زیارت کروں ان کے روضے کی صاؔبر
جو دنیا میں خیرالوریٰ بن کے آئے

۲۴۲۔ صاؔبر پنڈت بہاری لال

ایک پنڈت جو بہاری لال تھے آپ کا صاؔبر تخلص جانئے
ایک نعت اُن کی جو حاصل بھی ہوئی اس سے ظاہر ہے علوئے شاعری

نمونۂ کلام:

کیوں کر کہوں جنّت ہے گلستانِ مدینہ جنّت کے فرشتے ہیں ثنا خوانِ مدینہ

اے صلِّ علیٰ، صلِّ علیٰ شانِ مدینہ
خود والیٔ جنّت ہوا مہمانِ مدینہ
سو جنّتیں اور ایک بیابانِ مدینہ
سو پھول اور اک خارِ مغیلانِ مدینہ
ہے فیض ترے قدموں کا اے جانِ مدینہ
آدم بھی، فرشتے بھی ہیں قربانِ مدینہ
میں بھی ہوں ترے در کا بھکاری مرے آقا
اک نگہِ کرم مجھ پہ بھی سلطانِ مدینہ

نوٹ: تذکرہ ''ہمارے رسول'' مرتبہ ڈاکٹر دھرمیندر ناتھ یہی نمونۂ کلام شانت لالہ بہاری لال کا بھی ہے واللہ اعلم۔ فانی مرادآبادی نے ان کا نام ''مہا کوی لالہ بہاری لال شانت'' لکھا، تو احمد میرٹھی نے پنڈت بہاری لال صابر ان کا نمونہ کلام لالہ بہاری لال شانت میں نقل ہو چکا ہے۔ ہو سکتا ہے دونوں ایک ہی شخص ہوں۔ کیونکہ نمونۂ کلام ایک ہی ہے۔ بحوالہ غیر مسلموں کی نعت گوئی راجا رشید محمود، کراچی

۲۴۳۔ صابرؔ لکھنوی، مادھو پرشاد

مادھوِ پرشاد صابر لکھنوی
اُن کی عمدہ نعتیہ ہے شاعری
نعتیہ گلدستہ ہے ''ابرِ سخن''
یعنی چھبیس نعت گو کی انجمن
شہر امرتسر جو ہے پنجاب کا
ہے وہیں کے نعت گو کا تذکرہ
اس میں پائے جاتے صابرؔ لکھنوی
ضلع کھیری ہے سکونت آپ کی

نمونۂ کلام:

بنایا تجھ کو خالق نے جو معدن اپنے مظہر کا
ہوا جاری جہاں میں یک قلم خطبہ پیمبر کا
ملائک مدح خواں کیوں کر نہ ہوں اس شاہِ عالی کے
ملا رتبہ اسے لولاک اور معراجِ اکبر کا
کروں تعریف کیا اُس روضۂ شاہِ دو عالم کی
فلک ہے آستاں بوس اور ملکِ دربان ہے در کا
ہوا قرآن نازل حق میں تیرے اے شہِ والا
عقیدہ جس پہ رہتا ہے مسلمانانِ اطہر کا
کرے تعریف کیا صابرؔ ترے دونوں نواسوں کی
شجاعت سے شہادت دی نہ مانا خوف خنجر کا

۲۴۴۔ صاؔبر، نو بہار سنگھ

پ: ۱۱/ نومبر ۱۹۰۷ء　　　　و: ۱۹۸۴ء

نو بہارِ سنگھ جو صابر ہوئے　　　خوب ہی نعتیں کہی ہیں آپ نے
آپ پیدا ہیں حصارِ ضلع کے　　　جس کو ہریانہ کا حصہ جانئے
اُن کا پٹیالہ رہا بھی مستقر　　　آپ کو قدرت ہے نظم و نثر پر
چار مجموعے ہیں شعری آپ کے　　　چار مجموعے بھی آئے نظم کے
ایک آیا تھا ڈرامہ آپ کا　　　نعت کی ایمان پَرور ہے فضا

نمونۂ کلام:

زندگی میں اگر تاب و تب چاہئے　　　دل میں تنویر ماہِ عرب چاہئے
منزلِ عشقِ احمد ہے صبر آزما　　　راہرو بے نیازِ لقب چاہئے
رنج و غم کی کڑی دھوپ کیا چیز ہے　　　سر پہ سایۂ محبوبِ رب چاہئے
یہ عبادت ہے سودا گری تو نہیں　　　سجدہ و بندگی بے طلب چاہئے

ہے یہی صاؔبر اب صورتِ عافیت
یادِ خیر البشر روز و شب چاہئے

۲۴۵۔ صاؔبر شکوہ آبادی، یوگیندر پال

پ: ۴/ جولائی ۱۹۲۵ء　　　　و: ۱۴/ اگست ۱۹۹۷ء

جن کو سب یوگیندر پال ہیں جانتے　　　وہ ہوے صابر شکوہ آباد کے
فرّخ آباد ان کا مولد جانئے　　　ہیں شیامل سنگھ والد آپ کے
لکھنؤ سے ایم اے انگلش کر گئے　　　بعد اس کے لکچرر بھی یہ ہوئے
تھے جو ابرِ اَحسنی گنّور کے　　　وہ سخن میں آپ کے استاذ تھے

نمونۂ کلام:

مظہرِ حسنِ ذات ہیں احمدؐ رحمتِ ہر حیات ہیں احمدؐ
اپنے اور غیر میں نہیں تفریق سرورِ کائنات ہیں احمدؐ
گو حقیقت کا راز ہیں احمدؐ شمعِ بزمِ مجاز ہیں احمدؐ
سخت حیرت سے سوچتا ہے جہاں ناز ہیں یا نیاز ہیں احمدؐ

۲۴۶۔صباجے پوری، چاند بہارلال ماتھر

پ:۲۵؍دسمبر۱۸۸۴ء

ایک شاعر تھے صؔبا جے پور کے وہ بہاری لال ماتھر چاند تھے
آئے وہ ہریانہ سے جے پور ہی ہے یہی اسلاف کی تاریخ بھی
باپ گوبندِ نرائن جو ہوئے فارسی کے عالمِ جیّد وہ تھے
آپ کے استاذ تھے میرِ ضؔیا شاعری میں ان کو یکتا کردیا
ایک تقی[1] بیگ جو مائل ہوئے آپ کے استاذ ٹھہرے دوسرے
اک غزل پر تمغۂ زرّیں ملا جانشیں استاذ کا مانا گیا

نمونۂ کلام:

ہوں اگر روح الامیں بھی پاسبانِ مصطفیٰ رُک نہیں سکتے کسی سے عاشقانِ مصطفیٰ
اب مرا دامن نہیں ہے دامنِ رحمت سے کم آپڑی ہے اس پہ خاکِ آستانِ مصطفیٰ
عیدِ میلادُ النّبی کی بزم ہے آراستہ آج ہونا چاہئے اظہارِ شانِ مصطفیٰ
بادۂ توحید کا اک جام مجھ کو بھی تو دے اے شبِ معراج والے میزبانِ مصطفیٰ

آخر انساں ہے صؔبا تو یہ ملائک کہتے ہیں
ہو نہیں سکتا بیانِ عزّ و شانِ مصطفیٰ

---

[1] مرزا محمد تقی بیگ مائل

۲۴۷۔ صیدؔ کھتولوی، سنہرا مل

اک کھتولی کے سنہرا مل ہوئے	آپ شاعر صیدؔ ہی جانے گئے
ضلع بھی ہے جو مظفرؔ پہ نگر	ہیں وہیں کے صید شاعر معتبر
شغلؔ[۱] یا شبیرؔ[۲] یا بیڈھبؔ[۳] ہوئے	یہ سبھی شاگرد تھے موصوف کے

نمونۂ کلام:

انجیل کو بھی دیکھا توریت کو بھی سمجھا	پیغام دئے سب نے احمد کی رسالت کے

☆☆

جمالِ نبی دل کے چھالے میں دیکھا	یہ نور اِس اچھوتے پیالے میں دیکھا

۲۴۸۔ ضیاؔ فتح آبادی، مہر لال سونی

پ: ۸؍فروری ۱۹۱۳ء	و: ۱۹؍اگست ۱۹۸۶ء

مہر لالِ سونی تھے شاعر بڑے	فتح آبادی ضیا کے نام سے
اکبرِ آباد کے سیمابؔ[۴] ہی	تھے ضیا موصوف کے استاذ بھی
آپ تھے ایم اے معاشیات کے	بینک کے وہ افسرِ اعلیٰ ہوئے
پانچ مجموعے ہیں شعری آپ کے	اہم اصنافِ سخن میں کہہ گئے
پہلے قائم کرتے موضوعات بھی	بعدہٗ لکھتے وہ اُن پر نعت بھی

نمونۂ کلام:

جگایا تو نے اقوامِ عرب کو خوابِ غفلت سے	کیا آزاد عقل و ہوش کو دامِ جہالت سے
سبق توحید کا ہر روح کو از بر ہوا آخر	ترے ہمراہ دنیا ہوگئی تیری صداقت سے
رسالت درحقیقت جسم کا جاں سے تعلق ہے	کسی کو کس طرح انکار ہو تیری رسالت سے

۱۔ بنیاد علی شغل ۲۔ حاجی شبیر الحق ۳۔ منشی بیڈھب ۴۔ عاشق حسین سیماب اکبرآبادی

یہ رازِ زندگی روشن کیا تونے زمانے پر	کہ بنتا ہے مکمّل آدمی حق کی عبادت سے
اگر تیرے اصولوں پر رہے قائم تری امت
کوئی اُمّت نہیں بڑھ کر جہاں میں تیری اُمّت سے

۲۴۹۔ طالبؔ، کشن چند

شاعر اک گذرے کشن چند نام کے	اُن کا طالب ہی تخلص جانئے
بے خبر ہم ہیں دگر احوال سے	نعتیہ اشعار اُن کے دیکھئے

نمونۂ کلام:

عیاں ہو ذرّے ذرّے سے ستاروں کی ضیا تم ہو	نہ ہوتا کفر تو سارا جہاں کہتا خدا تم ہو
خدا سے نسبتیں کیا ہیں تمہاری اور کیا تم ہو	فقط اک تم سمجھتے ہو حقیقت آشنا تم ہو
کسی کا ہو نہ ہو مولیٰ مگر میرا عقیدہ ہے	خدا کے بعد ہر ذرّے میں اک جلوہ نما تم ہو
ڈروں کیوں روزِ محشر سے مجھے معلوم ہے آقا
شفیعِ روزِ محشر تم، حبیبِ کبریا تم ہو

۲۵۰۔ طالبؔ منموہن ناتھ شرما

پ: ۷ر ستمبر ۱۹۲۹ء

ناتھ منموہن ہی شرما ایک تھے	جن کا طالبؔ ہی تخلص جانئے
آپ کی تعلیم کا آغاز بھی	ایک مسجد سے ہوئی لاہور کی
چھ کتابیں اُن کی اب تک آئی ہیں	لطف کا سامانِ وافر لائی ہیں
دور درشن جو ہوا بھوپال کا	ان کی تخلیقوں کا کرتا نشریہ

ایک مثبت فکر کے فنکار ہیں　　قدرِ اخلاق کے گوہر بار ہیں

نمونۂ کلام:

حضور آپ کی جس کو بھی خاکِ پا مل جائے　　ہر ایک روگ سے اس شخص کو شفا مل جائے
یہ رازِ عشق ہے عرفانِ ذات میں مضمر　　زیارت آپ کی ہو جائے تو خدا مل جائے
شریعت اور طریقت تو صوفیا جانیں　　میں ہندوی ہوں مجھے دامن آپ کا مل جائے
دکھادے راہ مدینے کی دشتِ غربت میں　　تلاش میں ہوں کوئی ایسا رہنما مل جائے
لقب میں رحمتِ عالم کی وصف ہے طالبؔ
پڑھو درود جو دل سے تو مدعا مل جائے

۲۵۱۔ طالبؔ دہلوی، شیش چندر

پ: ۲۱؍فروری ۱۹۱۰ء　　و: ۱۶؍فروری ۱۹۷۵ء

تھے وہ شیشِ چندر، طالب دہلوی　　جن کے والد تھے مہیشِ داس ہی
اک رئیسِ خاندانی تھے جناب　　اور پھر شاعر بھی وہ تھے کامیاب
جائے پیدائش جو انبالہ ہوئی　　پائی تھی دہلی میں ہی تعلیم بھی
یہ نہیں کہ صرف کی تھی شاعری　　نثر میں بھی تھی مہارت خوب ہی
اعلیٰ درجے کے مترجم آپ تھے　　اور وابستہ صحافت سے رہے
شعری مجموعے ہیں ان کے تین ہی　　ہیں مگر نثری کتابیں خوب ہی
تھے جو شاعر ایک برقِ[۱] دہلوی　　شاعری میں تھے وہی استاذ بھی

نمونۂ کلام:

حلقہ ہے مہِ نو کا گریبانِ محمدؐ　　ہے مطلعِ انوار یہ دامانِ محمدؐ
کیا درسِ مساوات دیا نوعِ بشر کو　　اُترے گا نہ سر سے کبھی احسانِ محمدؐ
کیوں ایسی اسیری پہ نہ صدقے ہو رہائی　　آزادِ دو عالم ہیں غلامانِ محمدؐ

۱؎ منشی مہاراج بہادر برق دہلوی

اے رحمتِ عالم ترے جلووں کے تصدق ہم کو بھی دکھادے رخِ تابانِ محمدؐ
طالب اُسے انسان بھی کہنا نہیں زیبا
جو مردِ مسلماں نہیں شایانِ محمدؐ

۲۵۲۔ طرزؔ لکھنوی، گنیش بہاری

اک گنیش اُس پر بہاری لایئے آپ طرزِ لکھنوی شاعر ہوئے
تھے پِتا رادھے بہاری آپ کے آپ پیدا لکھنؤ میں تھے ہوئے
تھے بڑے شاعر جو نورِ[۱] لکھنوی وہ تھے بیشک آپ ہی کے بھائی بھی
جامعہ لکھنو سے بی اے کر گئے جڑ گئے وہ محکمہ سپلائی سے
پھر پراپرٹی انسپکٹر ہوئے کنٹرولر چیف وہ ڈپٹی بنے
فضلِ نقوی آپ کے استاد تھے پھر سراجِ لکھنوی رہبر بنے

نمونۂ کلام:

خلوص و جذبِ دل، نذرِ عقیدت لے کے آئے ہیں گنہگارِ محبت ہیں محبت لے کے آئے ہیں
درِ رحمت پہ حاضر ہیں تمہارے چاہنے والے بڑی حسرت سے اُمیدِ شفاعت لے کے آئے ہیں
لباسِ فقر ہے تن پر مگر قدموں میں ہے شاہی نرالے ڈھنگ کی شانِ حکومت لے کے آئے ہیں
ہزاروں کی پرستش محو کر دی ایک سجدے میں عجب انداز کی طرزِ عبادت لے کے آئے ہیں
محمدؐ سے محبت کیوں نہ ہو اے طرزؔ تجھ کو بھی
وہ سب کے واسطے دستِ شفاعت لے کے آئے ہیں

---
[۱] کرشن بہاری نور لکھنوی

۲۵۳۔ ظفر سونی پتی، بدھراج

پ: ۱۳ر اگست ۱۹۲۷ء

ہیں وہ بدھراجِ ظفر سونی پتی — جن کا مولد ہے علی پور ہی
سونی پت ہریانہ ہجرت کر گئے — شاعری کرتے اوائل عمر سے
رہ نما آتش[1] بہاول پور تھے — تو رئیسِ[2] نیازی صاحب دوسرے
وہ رسائل اور جرائد میں چھپے — ریڈیو پر آپ آتے بھی رہے
''گلستانِ معرفت'' شعری کتاب — آپ کی تخلیق کا ہے انتخاب

نمونۂ کلام:

ہر گھڑی میرے لب پہ ہو نام آپ کا — ذکر کرتا رہوں صبح و شام آپ کا
جان و دل سے غلام اس کی دنیا ہوئی — جان و دل سے ہوا جو غلام آپ کا
میری آنکھوں میں ہیں آپ جلوہ فگن — میرے دل میں ہے ہر دم قیام آپ کا
کھل گئے اس پہ فطرت کے اسرار سب — سُن لیا جس نے دل سے کلام آپ کا

آرزو ہے یہی وقتِ آخر ظفرؔ
یاد دل میں ہو لب پہ ہو نام آپ کا

۲۵۴۔ عابدؔ مناوری، گوری نندن

نمونۂ کلام:

آ گیا قافلہ محمدؐ کا — گونج اٹھا نعرہ یا محمدؐ کا
کتنے بے آسرا تھے اہلِ زمیں — جب نہ تھا آسرا محمدؐ کا
شرع سب سے نئی محمدؐ کی — کام سب سے بڑا محمدؐ کا
معتبر وہ ہوا دو عالم میں — معترف جو ہوا محمدؐ کا

---

[1] دیوی دیال آتش بہاولپوری [2] غلام حسین رئیس نیازی

رہبری، رہبری محمدؐ کی قافلہ، قافلہ محمدؐ کا
کتنے خوش بخت ہیں جنہیں عابدؔ
آستانہ ملا محمدؐ کا

۲۵۵۔عاجزؔ بنارسی، ڈاکٹر بھگوتی پرشاد

پ:۱۹۲۹ء

ڈاکٹر پرشاد ہیں جو بھگوتی شاعر عاجزؔ ہیں بنارس کے وہی
ان کے والد تھے رگھوبنشؔ جناب جن سے عاجزؔ بن گئے بھی کامیاب
جونپور عاجزؔ کا مولد جانئے آپ بی ایچ یو سے ایم ایس سی ہوئے
لکچرر اجمیر کالج میں رہے پھر معاشیات، پی ایچ ڈی ہوئے
یونیورسٹی ہوئی پنتِ نگر کھل گیا اُن پر پروفیسر کا در
راس آیا اَدَبی ماحول بھی ہو بنارس ، یا ہو پھر اجمیر ہی
ہے ”تجھے کیا معلوم“ اک اُن کی کتاب شاعری کا آپ کی ہے انتخاب

نمونۂ کلام:

محمدؐ زمیں پر پیمبر خدا کا بتاؤں میں کیا مرتبہ مصطفیٰ کا
سنایا ہمیں رب کا فرمان اُس نے دیا رہنمائی کو قرآن اُس نے
بھرا جوش لوگوں میں ایمان و دیں کا ملا ہے سبق اس سے عزم و یقیں کا
زمانے پہ احسان ہے مصطفیٰ کا دکھایا ہمیں راستہ کبریا کا
زباں پہ ہے عاجزؔ کی نامِ محمدؐ
ہے دل میں ہمیشہ قیامِ محمدؐ

۲۵۶۔ عاجزؔ ماتوی، ہنومان پرشاد شرما

پ: یکم مارچ ۱۹۳۵ء

وہ ہنومان اور ہیں پرشاد ہی جن کو ہم کہتے ہیں عاجز ماتوی
شرما جورامِ دیال اک ہیں ہوئے والدِ ماجد وہی تھے آپ کے
موضع ماتی، جائے پیدائش ہوئی یو.پی، بارہ بنکی کا ہے گاؤں بھی
اک شدیدؔ[1] سیدِ سجاد ہی تھے سخن میں آپ کے استاد ہی
شعری مجموعہ بھی ہے اک آپ کا لکھنؤ، کی راس آئی ہے فضا

نمونۂ کلام:

کس طرح ہم بتائیں کہ کیا آپ ہیں مختصر یہ کہ بعد از خدا آپ ہیں
کس نبی کو نصیب اتنی قربت ہوئی جتنا نزدیکِ رَبُّ العلا آپ ہیں
مجھ سے ہندو ہوئے آپ کے معتقد شافعِ حشر جب سے سنا آپ ہیں
عاجزؔ اب آپ کے در سے جائے کہاں
اس کے سب کچھ، حبیبِ خدا آپ ہیں

۲۵۷۔ عارجؔ روپڑی، امر سنگھ

نمونۂ کلام:

نظر میں عرش کے جلوے ہیں دل منوّر ہے مری زبان پہ وصفِ رُخِ پیمبر ہے
قدم قدم پہ جلے تیری رہبری کے چراغ نفس نفس تری تطہیر سے معطّر ہے
تمام نکہت و رنگِ طرب ہے جس پہ نثار رسول باغِ نبوّت کا وہ گلِ تر ہے
مٹا دے امت مرحوم کی بھی تشنہ لبی کہ تیرے قبضے میں زمزم ہے اور کوثر ہے

---

[1] سید سجاد حسین شدید لکھنوی

نگاہ حسنِ جہاں پر نہیں میری عازؔج
کہ دل اسیر ادائے رُخِ پیمبر ہے

۲۵۸۔ عارفؔ، اوم پرکاش

نمونۂ کلام:

رواں ہر زباں پہ ہے نامِ محمدؐ — اک اک دل میں ہے احترامِ محمدؐ
مسلّم بلندی ہے عرشِ بریں کی — مگر اُس سے بالا ہے نامِ محمدؐ
نہ دولت، نہ ثروت، نہ شوکت، نہ حشمت — فقط راس ہے مجھ کو نامِ محمدؐ
کلامِ محمدؐ کلامِ خدا ہے — پیامِ خدا ہے پیامِ محمدؐ
بہشت اس کا حصہ، نجات اس کا حق ہے — ہوا جو گرفتارِ دامِ محمدؐ
اسی میں ہے عارفؔ کا عرفان مضمر
یہ ہے بندۂ ہر غلامِ محمدؐ

۲۵۹۔ عازمؔ، گرویندر سنگھ کوہلی

نمونۂ کلام:

عازم بیان کیسے ہو عظمت رسول کی — وہ آفتاب اور میں مُٹھی ہوں دھول کی
جی کر جہاں میں آپ نے جینا سکھا دیا — اہلِ جہاں نے آپ کی دعوت قبول کی
ہر لفظ اُن کا نورِ صداقت سے ہم کنار — جب جب سنیں بھلی لگی باتیں رسول کی
منزل کی قربتیں اُسے حاصل نہ ہوسکیں — جس نے بھی دور آپ سے رہنے کی بھول کی

ہے آپ کے بغیر مری زیست اس طرح کانٹوں سے جیسے شاخ لدی ہو ببول کی
روداد کیا بیاں کروں اُن کے حضور میں
روشن ہے شاہِ دین پہ حالت ملول کی

۲۶۰۔ عاشق، راجا کلّیان سنگھ

و:۱۸۲۲ء

ایک راجا کلیان عاشق جو تھے وہ بھی تھے اردو ہی کے خادم بڑے
کچھ نہیں حالات کی اُن کے خبر یہ مگر تھے ایک شاعر معتبر

نمونۂ کلام:

محمدؐ ہے سلطانِ دنیا و دیں حبیبِ خدا سید المرسلیں
پھرے جو کوئی اس سے کافر ہے وہ خدا کی خدائی سے منکر ہے وہ

☆☆

کہ لکھتے ہیں نعتِ رسولِ خدا مغیث الوریٰ، خواجۂ دوسرا
محمدؐ ہے محبوبِ پروردگار محمدؐ ہے مطلوبِ پروردگار

۲۶۱۔ عاشق لکھنوی، پربھودیال مشر

ہیں وہ عاشق لکھنوی پربھو دیال نعت سے ظاہر ہے خود جن کا کمال
نعت کے شاعر تھے وہ شیریں مقال وہ بھی مدّاحِ نبی تھے خوش خصال

نمونۂ کلام:

رحمۃ اللعالمیں، دامانِ رحمت کے سوا زیبِ سرتاجِ شہی، تاجِ شفاعت کے سوا

ہادیؑ خیر البشر ، ماہِ ہدایت کے سوا بے شمار اوصاف ہیں ان میں نبوت کے سوا
ساری دنیا میں بڑا ہے کون حضرت کے سوا
مطلعِ الحمد لاکر، جگمگا دے خلق کو عارضِ روشن دکھا کر، جگمگا دے خلق کو
نورِ وحدت کی ضیا کر، جگمگا دے خلق کو کفر کی ظلمت مٹا کر، جگمگا دے خلق کو
یہ ضیا کس میں تھی خورشیدِ رسالت کے سوا

۲۶۲۔عاشقؔ ہوشیار پوری، منشی رانجھا

عاشقِ ہوشیار پوری جو ہوئے منشی رانجھا نام سے جانے گئے
کر گئے ہیں نعت کی وہ شاعری آپ بھی بیشک ہیں مدّاحِ نبی

نمونۂ کلام:

طاقت کہاں بشر کی لکھے شانِ مصطفیٰ جب آپ ہی خدا ہو ثنا خوانِ مصطفیٰ
سارا جہان نور سے معمور ہوگیا چمکا جو آکے نیرِّ تابانِ مصطفیٰ
قیدِ غم و الم سے ملی مخلصی اسے ہوکر رہا جو تابعِ فرمانِ مصطفیٰ
اعمال نامے خلق کے ہاتھوں میں ہوں تو ہوں تھامے ہوئے رہوں گا میں دامانِ مصطفیٰ
عاشقؔ نبی کے عشق میں زر کی تو بات کیا
میری ہزار جان ہو قربانِ مصطفےٰ

۲۶۳۔عرشؔ صہبانی، ایچ آر ابرول

عرش صہبائی تھے وہ ایچ آر ہی جُز ہے اُن کے نام کا ابرول بھی

آپ کا جمّوں میں ہے جو مستقر　　ہیں مصنّف اور شاعر معتبر
سات آئی ہیں کتابیں آپ کی　　مل کے بھی تعدادِ نظم و نثر ہی

نمونۂ کلام:

چٹکیاں لیتی ہے دل میں ہر گھڑی یادِ رسول　　بن گئی ہے اب تو میری زندگی یادِ رسول
دفعتاً یہ دل مثالِ غنچہ و گُل کھِل اٹھا　　جب وفورِ یاس و غم میں آگئی یادِ رسول
کل بھی یہ چھائی ہوئی تھی جان و دل پر سر بہ سر　　اور رگ رگ میں بسی ہے آج بھی یادِ رسول
اِس سے پہلے بزمِ ہستی کیا تھی ایک ظلمت کدہ　　دے گئی ہے شمعِ دل کو روشنی یادِ رسول
بارِ غم سے جب ہوا میں مائلِ فریادِ عرشؔ
میرے دل کو دے گئی تسکین سی یادِ رسول

۲۶۴۔ عرشؔ ملسیانی، پنڈت بال مکند

پ: ۲۰/ستمبر ۱۹۰۸ء

ملسیانی عرشؔ ان کو جانئے　　پنڈتِ بالِ مکند ہیں نام سے
آپ ہیں بے شبہ اک شاعر بڑے　　اور بیٹے ملسیانی[1] جوشؔ کے
ضلع جالندھر ہے مولد آپ کا　　درس اور تدریس کا تھا سلسلہ
جامعہ پنجاب سے بی اے کیا　　کچھ ادارت سے رہا تھا واسطہ
آپ کچھ دن تھے مدیرِ ''آج کل''　　شخصیت ہے آپ کی اک بے بدل
وہ حکومت جانئے پنجاب کی　　یہ رہے سہ سال راجیہ کَوِی
شعری دو مجموعے ہیں بھی آپ کے　　نعت کا مجموعہ بھی اک لائے تھے

نمونۂ کلام:

ہے جبریل در کا غلام اللہ اللہ　　نبوت کا یہ اہتمام اللہ اللہ
یہ شانِ فصاحت، یہ آیاتِ مصحف　　کلیم اللہ اللہ، کلام اللہ اللہ

---

[1] پنڈت لبھو رام جوشؔ ملسیانی

ہوئے نذرِ شانِ جہانِ رسالت　　یہ بختِ درود و سلام اللہ اللہ
لبِ مصطفیٰ پر یہ اسرارِ وحدت　　یہ بادہ، یہ مینا، یہ جام اللہ اللہ
نہ قول و عمل میں کوئی فرق مطلق　　پیامی سراسر پیام اللہ اللہ
یہ مِلّت کی شیرازہ بندی کا آئیں
یہ تنظیمِ دیں کا نظام اللہ اللہ

۲۶۵۔عیش الہ آبادی، رامیشور ناتھ

ناتھ ہی رامیشور جو عیش تھے　　رہنے والے تھے الہ آباد کے

نمونۂ کلام:

یہ اوج، یہ شرف یہ فضیلت رسول کی　　قربِ خدائے پاک ہے قربت رسول کی
دل محو ہے ہمارا مدینے کی سیر میں　　گھر بیٹھے ہورہی ہے زیارت رسول کی
سو بار ہوگا اِس پہ کرم ذاتِ پاک کا　　اک بار جس پہ ہوگی عنایت رسول کی
جن کے دلوں میں حسرتِ دیدار خلد ہو　　طیبہ میں جاکے دیکھیں وہ جنّت رسول کی
گمراہ مجھ کو عیش کوئی کر سکے گا کیا
روشن ہے دل میں شمعِ عقیدت رسول کی

۲۶۶۔عیش دہلوی، منشی عزت سنگھ

و:۱۸۷۰ء

تھے وہ عزّت سنگھ عیشِ دہلوی　　شاعری میں آپ تھے استاذ بھی
ہوتے تھے بزمِ سخن کی جان ہی　　منعقد گر ہوتی بزمِ نعت بھی

اک امامِ بخش تھے صہبائی بھی　　دوسرے شاعر نصیرِ دہلوی
دونوں جو اردو کے شاعر ہیں بڑے　　دونوں تھے استاذ عزت سنگھ کے

نمونۂ کلام:

نور سے اپنے کیا حق نے تجھے جلوہ نما　　آتش و آب و گل و باد کا واں دخل ہے کیا
ہوں جہاں اپنے دل و جاں سے ملائک شیدا　　نسبتے نیست بذاتِ تو بنی آدم را
برتر از عالم و آدم توچہ عالی نسبی
سَرورا، تو ہے شفیعِ اُمم و نیک صفات　　ہے جہاں کے لئے پُرفیض وکرم تیری ذات
ہم ہیں محتاج، نہایت کو ہیں پہنچی حاجات　　ماہمہ تشنہ لبا نیم و توئیٔ آبِ حیات
لطف فرما کہ زِ حد می گزرد تشنہ لبی

۲۶۷۔فارؔغ، بھولا ناتھ

ایک جو فارؔغ تھے بھولا ناتھ ہی　　آپ نے بھی لکھی ہے نعتِ نبی
ایک صاحب لکھنوی تھے مبتلا[۱]　　تذکرے میں ذکر فارؔغ کا کیا
اور بھی اک دو ہیں ایسے تذکرے　　ذکر جن میں آپ کا ہم دیکھتے
ایک نے پیشہ و کالت کا لکھا　　ایک کہتا شہہ جہاں آباد کا

نمونۂ کلام:

ہے دُرِّ یتیمِ بحر سرمد　　ہے خاتمِ انبیاء محمدؐ
نازاں ہے زمیں فلک پر اِس سے　　آدم کو شرف مَلَک پر اِس سے
ہے مظہرِ نور ذوالجلالی　　ہے شمع سرائے لا یزالی

☆☆

روشن ہے چراغِ دیں اِسی سے　　رسمِ شرحِ متیں اِسی سے

---

۱ مردان علی خاں مبتلا لکھنوی

دیباچۂ نسخۂ جہاں ہے سردارِ زمین و آسماں ہے

۲۶۸۔فانی، پنڈت چرنجیو لال

ایک تھے فانی مراد آباد کے ملئے اب فانی چرنجیو لال سے
نعتیہ اشعار اِن کے دیکھئے آپ اِن کا مرتبہ طے کیجئے

نمونۂ کلام:

ہے محمدؐ سے محبت کیا کروں کیا کروں ملنے کی صورت کیا کروں
میری جنّت ہے مدینے کی گلی آرزوئے باغِ جنت کیا کروں
مجھ کو مل جاتی ہے منہ مانگی مراد شکرِ نعمت، شکرِ رحمت کیا کروں
میں ہوں فانؔی اک گدائے مصطفیٰ
اور اظہارِ عقیدت کیا کروں

۲۶۹۔فدؔا دہلوی، پنڈت جگموہن ناتھ ہکّو

آپ جگموہن ہیں ہکّو ناتھ ہی ہیں فدؔا وہ دہلوی مشہور بھی
آپ کے والد جوالا ناتھ تھے اِن کو پنڈت کاشمیری جانئے
ارشد[۱] و سائل[۲] رہے استاذ بھی آغا اور طرار[۳] نے کی رہبری
یہ عدالت کے سرشتہ دار تھے حیثیت نائب کی لیکن جانئے
اِن کا ہے دیوان ''دیوانِ فدا'' جس میں نعتیں، شعر بھی ہے نعتیہ

۱۔ ارشد گورگانی ۲۔ سائل دہلوی ۳۔ مرزا سرفراز حسین طرار

نمونۂ کلام:

زباں کوثر سے دھوکر وصف لازم ہے پیمبر کا — کہ لینا بے وضو ترکِ ادب ہے نام سرور کا
تصوّر میں دُرِ دندانِ حضرت ہے جو مر جاؤں — مرا مرقد بنانا دوستو الماس و گوہر کا
فدائے پُرگنہ بھی آپ کی خدمت میں ہو داخل — یہی اک مدعا حضرت ہے اِس ناچیز و کمتر کا
پئے تحریرِ وصفِ مصحفِ ناطق مناسب ہے — سوادِ دیدۂ حوراں، قلم جبریل کے پر کا

عبث ہے فکر تجھ کو اے فداؔ اپنے گناہوں کی
شفیعِ عاصیاں جب نام ہے تیرے پیمبر کا

۲۷۰۔فراقؔ گورکھپوری، رگھوپتی سہائے

پ:۲۸/اگست ۱۸۹۶ء — و:۳/مارچ ۱۹۸۲ء

ایک گورکھپور کے جو تھے فراق — آپ تھے ہر صنف میں فنکارِ طاق
تھے پسر وہ گورکھ پرشاد کے — جن کا تھا عبرتؔ تخلص جانئے
آپ انگریزی میں ایم اے کر گئے — کالجوں میں وہ پروفیسر رہے
یونیورسٹی الہ آباد تھی — ان کو حاصل بھی سبکدوشی ہوئی
ناصری ہوں کہ وسیمِ[۱] عسکری — تھے سخن میں آپ کے استاذ بھی
شعری مجموعے بھی ہیں ان کے کئی — اردو کی تھے آبروئے شاعری

نمونۂ کلام:

انوار بے شمار معدود نہیں — رحمت کی شاہراہ مسدود نہیں
معلوم ہے کچھ تم کو محمدؐ کا مقام — وہ امتِ اسلام میں محدود نہیں

۱؎ سید محمد عسکری وسیم خیرآبادی

۲۷۱۔ فرحتؔ حیدرآبادی، رائے بالا پرشاد

اک تھے حیرتؔ حیدرِ آباد کے — رائے بالا بھی وہی پرشاد تھے
داغ و مہدی کے ہی وہ شاگرد تھے — ہے نمونہ شعرِ واحد دیکھئے

نمونۂ کلام:

اللہ سے غرض ہے محمدؐ سے کام ہے — میری زباں پہ بس انہیں دونوں کا نام ہے

۲۷۲۔ فضاؔ لکھنوی، منشی گوبند پرشاد

و: ۱۹۰۱ء

ایک شاعر تھے فضاؔ جو لکھنوی — نام تھا گوبند ہی پرشاد جی
وہ تھے بیٹے دیبی پرشاد کے — ان کو اعلیٰ شاعروں میں جانئے
ایک منیڈو لال زارِ لکھنوی — تھے سخن میں آپ کے استاذ بھی
تین شعری ہیں جو تصنیفات بھی — داد کے قابل ہے ان کی شاعری

نمونۂ کلام:

محمدؐ رہنمائے انس و جاں ہے — رسولِ کبریائے دو جہاں ہے
وہ محبوبِ جنابِ کبریا ہے — شفیع المذنبیں، روزِ جزا ہے
زہے رکنِ رکینِ دیں پناہی — کلیدِ مخزنِ سرِّ الٰہی
لقب ہے سیّدِ کونینِ ذیشاں — خدا قرآں میں ہے اُس کا ثنا خواں

دعا میری یہ اے شاہِ اُمم ہے
مجھے بھی تجھ سے اُمیدِ کرم ہے

۲۷۳۔ فقیؔر حیدر آبادی، ٹھاکر بجرنگ سنگھ

ٹھاکر اک بجرنگ سنگھ ہی نام کے — جو فقیرِ حیدر آبادی ہوئے
آپ کے اشعار دو ہی نعت کے — خدمتِ قاری میں ہم ہیں لا سکے

نمونۂ کلام:

کیا بتاؤں کہ کیا محمدؐ ہیں — افضل الانبیاء محمدؐ ہیں
عرش اور فرش کہہ رہے ہیں فقیؔر
ابتدا، انتہا محمدؐ ہیں

۲۷۴۔ فلکؔ، لالہ لال چند کھتری

پ: ۱۸۸۷ء — و: ۲۶/مارچ ۱۹۶۷ء

ایک لالہ لال چند کھتری ہوئے — اور فلکؔ اُن کا تخلص جانئے
گوجراں والا تھا مولد آپ کا — ضلع پاکستان ہی کا جو ہوا
کر کے ہجرت آپ بھارت آگئے — کانپور میں نوکری کی آپ نے
لکھنؤ میں آپ کی شادی ہوئی — مستقرِ ثانی کہیں بھوپال ہی
ناطق[۱] و کشفی[۲]، افق[۳] ہی لکھنوی — جن سے اصلاحِ سخن بھی پائی تھی

نمونۂ کلام:

نغمۂ وحدتِ حق دہر میں گایا تو نے — کملی والے یہ عجب گیت سنایا تو نے
ربِّ بے مثل کا دنیا میں بٹھا کر سکّہ — نقش اَوہام پرستی کا مٹایا تو نے
پڑ گئے ماند سبھی شرکِ خودی کے اختر — مہرِ توحید کا جلوہ جو دکھایا تو نے

---

[۱] فخر الدین ناطق جالندھری [۲] کشفی ملتانی [۳] دُوارکا پرشاد اُفق لکھنوی

جو شراب اور نشے کے تھے ازل سے مشتاق — مئے وحدت کا انہیں جام پلایا تو نے
خوابِ غفلت میں پڑے سوتے تھے مکّی مدنی — لبِ اعجاز سے "قُم" کہہ کر اٹھایا تو نے
کر دیا ایک شہنشاہ و گدا کا رتبہ
اونچ اور نیچ کا سب فرق مٹایا تو نے

۲۷۵۔ فیضؔ سرحدی، سردار بلونت سنگھ

پ: ۱۹۲۶ء

ایک تھے بلونت سنگھ سردار جی — تھا تخلص جن کا فیضِؔ سرحدی
آپ ہجرت کر کے بھارت آ گئے — آپ اسکول ہائی تک ہی پڑھ سکے
بعد میں وہ ایم اے ہندی کر گئے — وہ معاون ڈائرکٹر بھی ہوئے
اُن کے فضلؔ لکھنوی استاذ تھے — ترجمے کا کام اچھا کر گئے
پائے تھے سرکاری اعزازات بھی — ایسی کچھ تھیں آپ کی خدمات بھی

نمونۂ کلام:

مالکِ جلوۂ حق حامیٔ ایماں احمد — تو ہے اسلام کی کشتی کا نگہباں احمد
تیرے ہی جلووں سے توحید کا پرچم چھایا — تیری ہی ذات سے وحدت ہے نمایاں احمد
آج اسلام ہی اسلام جہاں میں ہوتا — آپ کے حکم پہ چلتا جو مسلماں احمد
آپ کے نام میں اللہ کا آیا ہے الف — جلوہ وحدت کا نہ کیوں کر ہو نمایاں احمد
ناز کیوں کر نہ ہو اخلاق و محبت پر اسے
فطرتِ فیضؔ پہ ہے آپ کا احساں احمد

۲۷۶۔ قاصدؔ برالوی، گنگا سرن

آپ کا گنگا سرن تھا نام بھی | تھے وہ شاعر قاصدِ بَرالوی
آپ کی اک نعت ہے پیشِ نظر | ہیں وہ بیشک ایک شاعر معتبر

نمونۂ کلام:

نازشِ دوراں حاکم اکمل | ذاتِ محمدؐ نور کی مشعل
سیرت اُن کی سورتِ قرآں | ان کی ہدایت جہدِ مسلسل
سُن سُن کے پیغامِ صداقت | کفر کے خیمے میں تھی ہلچل
طے کرتے تھے وہ خاروں پر | سخت مراحل پیدل پیدل
اُن کی جدائی میں قاصدؔ کو
کاٹنا مشکل ہے اب پَل پَل

۲۷۷۔ قاصرؔ، برہم ناتھ دت

پ: ۱۴؍ستمبر ۱۸۹۱ء | و: ۲۵ نومبر ۱۹۷۵ء

ایک برہم ناتھ دت قاصرؔ ہوئے | آپ ہیں بے شبہ اک شاعر بڑے
چودھری گرواں دتا مَل تھے پِتا | ضلعۂ گرداس پور مولد ہوا
آپ کے استاذ تھے فیروز[1] ہی | دوسرے طغرانی تھے امرتسری
آپ ہی پدمِ شری بھی پاگئے | سات آئی ہیں کتابیں آپ سے
فن میں پاتے آپ کے سوز و گداز | وہ تھے عرفانِ نبی کے عقدہ باز

نمونۂ کلام:

زہے عزّت و قدر و شانِ محمدؐ | جہانِ خدا ہے جہانِ محمدؐ

---

[1] حکیم فیروز الدین فیروز

کھلی قابَ قوسین سے یہ حقیقت　　مکانِ خدا ہے مکانِ محمدؐ
رواں تھا، رواں ہے، رواں ہی رہے گا　　قیامت تلک کاروانِ محمدؐ
یہ نقطہ ہویدا ہے ما ینطِقُ سے　　زبانِ خدا ہے زبانِ محمد
ہوئے ابتر و بے نشاں اس کے اعدا　　مگر جاوداں ہے نشانِ محمدؐ

بہاراں بہاراں، لطافت لطافت
خوشا گلشنِ بے خزانِ محمد

۲۷۸۔قربانؔ، ڈی اے ہیریسن

پ:۱۹/ مارچ ۱۹۱۹ء

اک ڈی اے ہیریسن قربانؔ تھے　　اُن کو بھی شاعر بڑا ہی مانئے
آپ کا مولد حسن پور جو ہوا　　وہ مراد آباد ضلع میں پڑا
اردو وانگریزی میں ایم اے ہوئے　　اور درجن بھر کتابیں لکھ گئے
دو کتابوں کے کئے ہیں ترجمے　　رہ نمائی پائی چھ[۱] استاذ سے

نمونۂ کلام:

سنی جس کسی نے صدائے محمدؐ　　ہوا قلب و جاں سے فدائے محمدؐ
مجھے لے چلو اب مدینے میں یارو　　وہاں مل رہی ہے ہوائے محمدؐ
بچائیں گے اُمّت کو محشر میں وہ ہی　　وہاں دیکھ لینا وفائے محمدؐ
سرِ عرش اُن کو خدا نے بلایا　　کچھ ایسی تھی دلکش ادائے محمد

پسند آئے اُن کو بھی قربانؔ جب سے
جو میں کر رہا ہوں ثنائے محمدؐ

۱؎ محبوب علی اختر فیروز آبادی، منور لکھنوی، پادری ایس ایس ریحانی لکھنوی
علامہ طرفہ قریشی لکھنوی، پنڈت رتن پنڈوری اور بخشی امرتسری

۲۷۹۔ قیسؔ جالندھری، لالہ امر چند

گذرے لالہ جو امر چند نام کے ہاں وہی جالندھری تو قیس تھے
چار بھاشاؤں[1] کے شاعر آپ تھے صوبے کا انعامِ اعلیٰ پا گئے
جوہرِ شعری دکھایا اِس طرح اپنا دیوانہ بنایا اس طرح
سو سے زائد ہیں کتابیں لکھ گئے آپ کے قدموں میں ہم تو بچھ گئے
ایک مجموعہ ہے ان کا نعتیہ جو 'رسول' پر ہے 'درشن' نام کا
اُن کو ہے فطری لگاؤ نعت سے نعت ہر اک صنف میں ہیں کہہ گئے

نمونۂ کلام:

ہم نے جس دن سے ترا جلوۂ رعنا دیکھا گوشۂ چشم میں بستا ہوا کعبہ دیکھا
اے نبی جس نے ترے حسن کا جلوہ دیکھا اس نے اللہ کی قدرت کا تماشا دیکھا
اللہ اللہ یہ ہے روضۂ اقدس کا جمال جس نے دیکھا اسے فردوس ہی گویا دیکھا
یہ سمجھ لیں گے کہ گھر دیکھا خدا کا اے قیسؔ
اپنی آنکھوں سے اگر ہم نے مدینہ دیکھا

۲۸۰۔ قیسؔ لالہ امر ناتھ

نمونۂ کلام:

اے کہ ترا وجود ہے وجہِ قرارِ دو جہاں اے کہ تری نمود ہے لطفِ خدائے لامکاں
اے کہ ترے ورود پر سجدہ گزار آسماں اے کہ درود پاک ہے وِردِ زبانِ انس و جاں
صلِّ علیٰ محمدٍ صلِّ علی محمدٍ
تیرے ہی دم قدم سے ہے رونقِ بزمِ کائنات کون و مکاں ہے نور سے آئینۂ تجلّیات

---

[1] اردو، ہندی، پنجابی، انگریزی

دہر میں سب سے تو بڑا تجھ سے بڑی خدا کی ذات　　بھیج رہا خدا بھی ہے تجھ پہ سلام اور صلوات
صلِ علیٰ محمدٍ صلِ علی محمدٍ

۲۸۱۔ کرشن موہن، کرشن موہن لال

پ: ۲۸؍نومبر ۱۹۲۲ء　　و: جنوری ۲۰۰۴ء

ہو کرشنِ پر جو موہنِ لال ہی　　کرشن موہن اُن کا شعری نام بھی
ہے سیالِ کوٹ مولد آپ کا　　پھر وہاں سے آپ نے ہجرت کیا
ریڈیو آل انڈیا کی نوکری　　کچھ صحافت سے رہی وابستگی
آپ انکم ٹیکس آفیسر رہے　　آپ کے مجموعے دو درجن ہوئے
آپ سے بے شک مؤقّر ہو گئے　　جو رسائل اور جرائد بھی ہوئے

نمونۂ کلام:

گرچہ نام و نسب سے ہندو ہوں　　کملی والے میں تیرا سادھو ہوں
ہے کرم یہ رسولِ اکرم کا　　صلح جو ہوں کشادہ بازو ہوں
تیری توصیف ہے مری چہکار
میں ترے باغ کا پکھیرو ہوں

۲۸۲۔ کُشَل، شیر پرتاپ سنگھ

شیر وہ پرتاپ سنگھ شاعر ہوئے　　جو کُشَل کے نام سے جانے گئے
پیشِ قاری نعت ہے اک آپ کی　　طے کریں گے جو مقامِ شاعری

نمونۂ کلام:

بادشاہِ دوجہاں خاتمِ پیغمبراں حاکمِ جِنؑ و مَلَک رہنمائے عاصیاں
آپ ہی کو عرش پر حق نے کر کے میہماں ساری کائنات کا کردیا ہے رازداں
مجھ پہ بھی نگاہِ مہر اے شفیعِ عاصیاں بادلوں میں کفر کے کوندتی ہیں بجلیاں
فکر کچھ نہیں ہمیں حشر کے حساب کی عاصیوں کو آپ سا مل گیا ہے مہرباں
حشر کا جب آئے دن رکھئے گا کشتؔل کو یاد
اے شفیعِ عاصیاں، اے شفیعِ عاصیاں

۲۸۳۔ کشوؔر، منشی نند کشور

پ:۱۸۵۶ء

اک کشورِ نند بھی شاعر ہوئے جو کشوؔر اپنا تخلص کر گئے
وہ گینشِ رائے کے بیٹے ہوئے فارسی کے آپ تھے ماہر بڑے
وہ تھے اک اسکول کے ہیڈ ماسٹر ان کو قدرت تھی بڑی اظہار پر
قصۂ یوسف زلیخا فارسی ترجمہ منظوم اردو لائے بھی
جس کے دیباچے میں نعت ہے آپ کی ہم نمونے میں یہاں رکھتے وہی

نمونۂ کلام:

ادب سے ہو قلم اِس وقت چالاک کہ ہے منظور حمدِ ایزدِ پاک
یہ دریا اُس کی قدرت کا ہے لاحل یہاں پر تو سنبھل کر سر کے بل چل
ذرا دیکھو تو قدرت کی نشانی بچھا فرشِ زمیں بالائے پانی
ترے محبوبِ خاص اے میرے سرمد شفیعِ خَلق نام اُس کا محمدؐ
شہِ اقلیم وہ ہر دوسرا ہیں
شفیع المذنبیں روزِ جزا ہیں

۲۸۴۔ کشوری، کشوری پرشاد

اک تھے پرشادِ کشوری خوب ہی
کر گئے ہیں شاعری موصوف بھی
اک رئیسِ باندا اُن کو جانئے
آپ ایم اے اور ایل ایل بی ہوئے

نمونۂ کلام:

قیامت کا منظر ہے میدانِ محشر
نگوں سارے بندے تمام آرہے ہیں
شفاعت کو محشر میں داور سے سب کی
پیمبر علیہ السلام آرہے ہیں
شہیدوں سے ملنے کو محشر کے ساقی
لئے ساتھ کوثر کے جام آرہے ہیں
گرے زیست میں تھے جو اشکِ ندامت
فنا میں بہت اب وہ کام آرہے ہیں

کسی کی نگاہِ کرم سے کشوریؔ
قوافی زباں پر تمام آرہے ہیں

۲۸۵۔ کلیم کرتار پوری، رتن سنگھ

پ: ۱۹۰۰ء

اک رتن کرتار پوری جو ہوئے
وہ تخلص ہی کلیم ہیں کر گئے
وہ فقیرِ چند کے فرزند تھے
لکھنؤ سے آبا ہجرت کر گئے
ہو گئے وہ ساکنِ پنجاب ہی
رہ بری تھی ملسیانی جوش کی
جامعہ پنجاب سے بی اے کیا
اور بی ایچ یو سے ایل ٹی کر لیا

نمونۂ کلام:

فخرِ جہاں کہوں کہ حبیبِ خدا کہوں
حیراں ہوں تجھ کو اے شہ لولاک کیا کہوں
تیری جبیں کو عکسِ رُخِ کبریا کہوں
اور تیرے رخ کو سایۂ نورِ خدا کہوں

عقلِ ادب سرشت کو کچھ سوجھتا نہیں　　اے عشق تو بتا کہ محمدؐ کو کیا کہوں
"بعد از خدا بزرگ تُوی قصّہ مختصر"　　امیدوارِ لطف ہوں میں اور کیا کہوں
آخر کلیم شافعِ محشر کے سامنے
میں اپنے منہ سے داورِ محشر سے کیا کہوں

۲۸۶۔کمال کرتارپوری، جگن ناتھ کھتری

پ:۱۸۹۵ء

تھے وہی کرتار پوری بھی کمالؔ　　جو جگن ناتھ ایک تھے بھی خوش خصال
بیٹے تھے لاہوریا ہی رام کے　　ضلع جالندھر کے جو ساکن ہوئے
فارسی و اردو کے فاضل ادیب　　تھے جگن ناتھ ایک ایسے خوش نصیب
پیشہ اُن کا درس اور تدریس تھا　　ملسیانی جوش ہی تھے رہ نما
آئی بھی ہیں دو کتابیں آپ کی　　"نغمہ" پر ہے "سخن" بھی خوب ہی

نمونۂ کلام:

بڑی ہی منّتوں کے بعد شامِ منتظر آئی　　شبِ اندوہ وغم گزری سعادت کی سحر آئی
رہینِ ہجر کو تسکین کی صورت نظر آئی　　کہ کانوں میں صدائے آمدِ خیر البشر آئی
ہر اک بیٹھے ہوئے دل میں خوشی کا ولولہ اٹھا
ہر اک جانب سے شورِ آمدِ خیر الوریٰ اٹھا
ربیع الاول آتے ہی جہاں میں تازگی آئی　　گلستانِ تمنا میں بہارِ سرمدی آئی
اِسی کی بارھویں شب بھی بشانِ دلبری آئی　　ندایہ غیب سے آئی کہ روحِ زندگی آئی
مجسّم ہو کے نورِ سرمدی آیا بشر ہو کر
جنابِ آمنہ کی گود میں آیا پسر ہو کر

۲۸۷۔ کمتؔر بدایونی، بنواری لال

پ:۱۶/جون ۱۹۲۹ء

نام تھا بنواریؔ لال آپ کا　　قلمی کمتؔر بدایونی رہا
آپ بھولا ناتھ کے بیٹے ہوئے　　وہ فقط اسکول ہائی کر سکے
نوکری دفتر میں ڈی ایم کے ملی　　شاعری پروان بھی چڑھتی رہی
وہ بدایوں کے ہوئے مضطر[1] فنا[2]　　فیض کچھ صہبائی[3] سے ان کو ملا
نعتیہ شعر ایک ہی ان کا ملا　　سامنے قاری کے وہ رکھا گیا

نمونۂ کلام:

لعل و گہر کو لے کر ہم کیا کریں گے کمتؔر　　ہے دل کے آئینے میں صلِّ علیٰ مدینہ

۲۸۸۔ کنول، دیس راج شرما

پ: مارچ ۱۹۲۳ء

تھے جو دیسِ راج ہی شرما کنول　　پڑھ کے اُن کی نعت دل جائے بدل
خطۂ لودھیؔ سلطاں پور ہی　　جائے پیدائش بھی ہے موصوف کی
ایم اے تھے انگریزی و تاریخ کے　　نوکری سرکاری وہ پا بھی گئے
'تشنگاں' اک ادبیؔ تنظیم کے　　صدر بھی وہ ایک عرصے تک رہے
شعری دو مجموعے اُن کے آئے بھی　　نعتِ پاکِ مصطفیٰ ہے خوب ہی

نمونۂ کلام:

تنہا ہوں، پریشاں ہوں، مشکل کی گھڑی ہے　　ہر سمت مرے آگ کے شعلوں کی جھڑی ہے
اب میں ہوں میرے ساتھ یہ اشکوں کی لڑی ہے　　جاں میری بڑی دیر سے سانسوں میں اڑی ہے
کس طرح کہوں آپ سے دشوار ہے جینا
اب تو ہی مددگار ہے سرکارِ مدینہ

---

[1] انوکھے لال مضطر بدایونی　[2] سعید خاں فنا لودی بدایونی　[3] سیوتی پرشاد صہبائی

ہو تیرا کرم ساتھ تو کیا ہو نہیں سکتا　　وہ کون سا عقدہ ہے جو وا ہو نہیں سکتا
بندے سے تو بندے کا بھلا ہو نہیں سکتا　　اور کوئی بھی دنیا میں خدا ہو نہیں سکتا

آنکھوں میں مرے اشک ہیں ماتھے پہ پسینہ
اب تو ہی مددگار ہے سرکارِ مدینہ

۲۸۹۔ کنول، جی آر

پ:۱۹؍نومبر۱۹۳۵ء

ایک گلشن رائے جو شاعر ہوئے　　شاعری کی تھی کنولؔ ہی نام سے
جائے پیدائش ہوئی لاہور ہی　　کر گئے اردو میں آنرس بھی
آپ نے انگریزی میں ایم اے کیا　　اور پی ایچ ڈی اِسی میں کر لیا
درس اور تدریس ہی تھا مشغلہ　　اَدَبی تنظیم سے تھا واسطہ
متعدد ہیں کتابیں آپ کی　　دہلی کی اکیڈمی نے قدر کی
دے گئی مجموعوں کو انعام بھی　　کیونکہ وہ تھیں قابلِ انعام ہی

نمونۂ کلام:

سنا جب کسی سے پیامِ محمدؐ　　ہوُا میں بھی دل سے غلامِ محمدؐ
جو رہتا ہے میری زباں پر ہمیشہ　　ہے نامِ محمدؐ ہے نامِ محمدؐ
یہ روشن ہوا مجھ پہ قرآن پڑھ کر　　کلامِ خدا ہے کلامِ محمدؐ
چمکنے لگیں نورِ وحدت سے آنکھیں　　ہوا جب سے مخمورِ جامِ محمدؐ

کنولؔ میں ہی کیا ہر بشر جانتا ہے
کہ اونچا بہت ہے مقامِ محمدؐ

۲۹۰۔ کنولؔ سیالکوٹی۔ او۔ پی۔ بھاٹیہ

ایک او۔ پی بھاٹیہ صاحب ہوئے
جو کنولؔ بھی تھے سیالِ کوٹ کے
ہے سیالِ کوٹ آبائی وطن
یہ کنول ہیں تو وہی اُن کا چمن
''چند یادیں'' اُن کا مجموعہ ہوا
چار نعتوں سے جو ہے آراستہ

نمونۂ کلام:

بے تابیِ غم کا نہ مرے دل پہ اثر ہو
اے رحمت کونین عنایت کی نظر ہو
ممکن ہی نہیں کفر کا ایماں پہ اثر ہو
جب جلوۂ محبوبِ خدا پیشِ نظر ہو
پھیلا ہے اُجالا یہ محمدؐ کے کرم سے
ہو چشمِ بصیرت تو حقیقت پہ نظر ہو
وابستہ میں تجھ سے رہوں اے دامنِ رحمت
دنیا کی خبر ہو کہ نہ ہو تیری خبر ہو

اک عمر سے دل میں ہے کنولؔ بس یہی حسرت
سرکار کی چوکھٹ پہ مری عمر بسر ہو

۲۹۱۔ کوثری، دلّو رام

پ: ۱۸۸۳ء
و: ۲۸/ دسمبر ۱۹۳۱ء

ایک دلّو رام گزرے کوثریؔ
واصف محبوبِ رب ہیں آپ بھی
آپ بھورا رام کے بیٹے ہوئے
نانڈڑی، ہریانہ مولد جانئے
لکھتے اور پڑھتے رہے نعتِ نبی
آپ کی مقبولیت بڑھتی گئی
پاگئے ''حسّانِ ہندی'' کا خطاب
''ہند فردوسی''[1] کا بھی پایا خطاب
آئیں تصنیفات وافر آپ سے
نعت کو اپنی سعادت مانتے
''گلشن'' پر ہو جو ''نعتِ کوثری''
ہے کتابِ نعت یہ موصوف کی

---

[1] ''فردوسیِ ہند''

نعت والے ایک جو 'راجا' ہوئے　　اِن کا مسلم ہونا وہ بتلا گئے

نمونۂ کلام:

ہندو سمجھ کے مجھ کو جہنّم نے دی صدا　　میں پاس جب گیا تو نہ مجھ کو جلا سکا
میں نے کہا کہ جائے تعجب ذرا نہیں　　واقف نہیں تو میرے دلِ حق شناس کا
ہندو سہی مگر ہوں ثنا خوانِ مصطفیٰ　　اِس واسطے نہ شعلہ تیرا مجھ تک آسکا

ہے نام دلّو رام تخلّص ہے کوثریؔ
اب کیا کہوں بتا دیا جو کچھ بتا سکا

ہم مرد ہیں اور عشق ہے مردانہ ہمارا　　محبوبِ الٰہی سے ہے یارانہ ہمارا
محشر میں بچالیں گے نبی مجھ کو یہ کہہ کر　　چھیڑو نہ اِسے یہ تو ہے دیوانہ ہمارا

کندن ہے وہی کوثریؔ جو خاک میں دمکے
اِس واسطے ہے بھیس فقیرانہ ہمارا

۲۹۲۔ کیفؔ اعظم گڑھی، سہدیو رام

پ: ۱۹۰۷ء　　و: ۱۹۷۹ء

کیف اک اعظم گڑھی بھی ہیں ہوئے　　آپ تھے سہدیو رام نام کے
لائیے اُنیس سو پہ سات ہی　　آپ کا ہے سالِ پیدائش یہی
بیس سو میں تھی کمی اکیس کی　　آپ کی رحلت کا وہ تھا سال بھی
صرف اردو فارسی کی بات کیا　　عَرَبی کا بھی انہیں کچھ درک تھا
کچھ قصیدے یا غزل کی بات کیا　　نعت گوئی آپ کا تھا مشغلہ

نمونۂ کلام:

تعالی اللہ جب تشریفِ شاہِ انس و جاں آئی　　کہ ہر سو ایک اک ذرّے سے آوازِ اذاں آئی
بچانے کشتیِ اُمّت کو دریائے جہنّم سے　　ردائے حضرتِ شبیر بن کر بادباں آئی

۲۹۳۔ کیفی دہلوی، پنڈت برج موہن دتاّتریہ

پ: ۱۲؍دسمبر ۱۸۶۶ء　　و: یکم نومبر ۱۹۵۵ء

برجِ موہن دتا تریہ ہیں وہی　　جن کو ہم کہتے ہیں کیفی دہلوی
نام والد کا کنہیا لال تھا　　سر سے سایہ جلد ہی جو اٹھ گیا
تھی ریاست ایک وہ کشمیر کی　　وہ تھے نائب خارجہ سکریٹری
وہ پہاڑی اک ریاست کے رہے　　حاکمِ ضلع کی صورت جانئے
اک کپورتھلہ کے جو راجہ ہوئے　　تو جڑے دلجیت سنگھ دربار سے
صنف کوئی بھی ہو نظم و نثر کی　　دسترس میں آپ کی ہر ایک تھی
ہیں کتابیں ڈیڑھ درجن کے قریب　　خادمِ اردو تھے وہ اک خوش نصیب

نمونۂ کلام:

ہو شوق نہ کیوں نعتِ رسول دوسرا کا　　مضموں ہو عیاں دل میں جو لولاک لما کا
تھی بعثتِ محمود خدا وند کو منظور　　تھا پھل وہ بشارت کا نتیجہ نہ دعا کا
پہنچایا ہے کس اوجِ سعادت پہ جہاں کو　　پھر رتبہ ہو کم عرش سے کیوں غارِ حرا کا
دے علم و یقیں کو مرے رفعت شہہِ عالم　　نام اونچا ہے جس طرح حرا اور صفا کا
یوں روشنی ایمان کی دے دل میں کہ جیسے　　بطحا سے ہوا جلوہ فگن نور خدا کا

ہے حامی و ممدوح مرا شافعِ عالم
کیفی مجھے اب خوف ہے کیا روزِ جزا کا

۲۹۴۔ کیفی دہلوی، چندر بھان

و: ۴؍فروری ۱۹۴۱ء

چندر بھان ہیں ایک کیفی دہلوی　　جن کے والد تھے مراری لال ہی

گو، سَلَف الورریاست کے ہوئے
دہلی میں آ کر پتا ان کے رہے
راجس اسکول ہائی جانئے
یہ وہاں ہیڈ ماسٹر تھے مانئے
آپ کا رنگِ سخن قومی ہوا
کچھ ظرافت سے بھی رکھا واسطہ
ہم جلیسی رونق[1] و شیدا[2] سے تھی
لطف کی صحبت وہ ہوتی خوب ہی

نمونۂ کلام:

اللہ نے جس عرب کو بیاباں بنادیا
ابرِ کرم سے تونے گلستاں بنا دیا
نورِ ازل کی ایسی ضیا پاشیاں ہوئیں
ذرّوں کو آفتابِ درخشاں بنادیا
تھیں چشم و دل میں ایسی محبت کی وسعتیں
سارے جہاں کو کوچۂ جاناں بنا دیا
ہر ذرّہ کائنات کا گویا ہے وصف میں
جس پر پڑی نگاہ اسے جاں بنادیا

لہرا گئی جو ہند میں توحید کی ترنگ
کیفؔی کو مستِ بادۂ عرفاں بنا دیا

۲۹۵۔ گاندھی، اندر جیت

پ: ۱۶/اکتوبر ۱۹۲۵ء

گاندھی اک تھے اندرِ جیت نام کے
شاعری ہی مشغلہ تھا جانئے
وہ سیالِ کوٹ میں پیدا ہوئے
وہ صحافت اور سیاست سے جڑے
رکھّا پھر شعر وادب سے واسطہ
سلسلہ پھر کچھ اِدارت کا بھی تھا
متعدّد انجمن کے صدر تھے
رکھتے تصنیفات وافر جانئے
کیف آ گیں نعت ہے موصوف کی
پاتے ہیں اشعار میں وارفتگی

نمونۂ کلام:

جس نے بھی صدق دل سے کی مدحت رسول کی
سمجھو اسی کے دل میں ہے الفت رسول کی
راس آئی اہل دیں کو عبادت رسول کی
دل میں ہے اُن کے عزت وحرمت رسول کی

---
[1] رونق دہلوی، [2] شیدا دہلوی

ہے فخر کی یہ بات کہ دنیا میں آج تک | ہر ذات سے بلند ہے عظمت رسول کی
آتی ہے اُن کے حسن و عمل ہی کی بات یاد | آنکھوں میں جب بھی پھرتی ہے صورت رسول کی

دنیا سے مٹ سکے گی نہ گاندھی یہ حشر تک
زندہ رہے گی عظمت و عزت رسول کی

۲۹۶۔ گلزار دہلوی، آنند موہن زتشی

پ: ۷؍جولائی ۱۹۲۶ء

زتشی ایک آنند موہن ہیں وہی | آپ ہی ہیں دہلوی گلزار بھی
آپ کو ماحول بھی ایسا ملا | باپ تھے شاعر تو ماں بھی شاعرہ
ذوق اور غالب کی جو دہلی ہوئی | ہے وہی کچھ مولدِ گلزار بھی
تھے سراج الدین خاں سائل جناب | راہ بر گلزار کے تھے کامیاب
پھر دتا[1] تریہ سے بھی اصلاح لی | رہ نمائی عبدِ[2] حق کی بھی ملی
ہے جو ''گلزارِ غزل'' شعری کتاب | فکر و فن کا ہے صحیفہ لاجواب

نمونۂ کلام:

آنکھوں میں بس رہا ہے سراپا رسول کا | دل پر ہوا نقش وہ نقشہ رسول کا
دارِ فنا کو عظمتِ باقی عطا ہوئی | لاریب اِس جہان میں آنا رسول کا
جلتے ہیں جس مقام پہ پَر جبرئیل کے | معمول ہے وہاں سے گذرنا رسول کا
لولاک میں ملا ہے وہ درجہ رسول کو | ٹھہرے نہ جس مقام پہ سایہ رسول کا
عشقِ رسول باعثِ رحمت ہوا قرار | جنت بنا ہوا ہے مدینہ رسول کا

مستِ مئے الست ہے گلزارِ دہلوی
بخشش کے واسطے ہے سہارا رسول کا

---

[1] علامہ دتا تریہ کیفی [2] بابائے اردو مولوی عبدالحق

۲۹۷۔ گلشن بریلوی، رمیش نرائن سکسینہ

پ:۱۹؍نومبر ۱۹۳۷ء

ہیں جو سکسینہ نرائن نام کے وہ بریلی والے گلشن ہی ہوئے
ہیں نرائن ہی و جے[1] کے پُتر بھی تو بریلی جائے پیدائش ہوئی
اک بڑے شاعر بہاری[2] کرشن ہی جانے جاتے ہیں جو نورِ لکھنوی
وہ ہوئے بھی آپ کے استاذ ہی نعت ہے تاثیر سے اُن کی بھری

نمونۂ کلام:

آنے کو تو سنسار میں آئے ہیں نبی اور آیا ہے نہ آئے گا محمدؐ سا کوئی اور
ہونامِ نبی لب پہ تصوّر میں مدینہ سوچا نہیں کچھ اِس کے سوا ہم نے کبھی اور
کیسی ہے عجب چیز یہ صہبائے عقیدت پیتے رہو اور کہتے رہو اور ابھی اور
میں حشر میں دے دوں گا ثبوت اپنے کہے کا مجھ سا نہ گنہگار، بنی سا نہ سخی اور
ہے یوں بھی سکوں بخش مدینے کا تصور پہنچیں جو مدینے میں تو ہوتی ہے خوشی اور
خالی کوئی پلٹا ہی نہیں در سے نبی کے ہندو ہو مسلمان ہو سکھ ہو کہ کوئی اور

یاد آتی ہے جب دوریٔ سرکارِ مدینہ
بڑھ جاتی ہے گلشن مری آنکھوں میں نمی اور

۲۹۸۔ گلشن ہریانوی، رام مورتی

پ:۳۰؍ستمبر ۱۹۱۲ء و:۱۹۸۹ء

رامِ مورتی ، گلشنِ ہریانوی ہیں وہ تیجِ رام کے فرزند بھی
راولِ پنڈی ہے مولد آپ کا اب وطن موصوف کا بھارت ہوا
محکمہ تعلیم ہی کا جانئے نوکری بھی کی جہاں پہ آپ نے

---

[1] وجے نرائن سکسینہ [2] کرشن بہاری نور لکھنوی

قیس اک جالندھری شاعر بڑے ہاں وہی موصوف کے استاذ تھے
آپ کو ہریانہ کی سرکار سے اَدَبی انعام بھی ہیں مل گئے

نمونۂ کلام:

چمکتا ہے روضہ درونِ مدینہ انگوٹھی میں جیسے جڑا ہو نگینہ
نہیں ہم کو خدشہ بھنور ہو کہ طوفاں محمدؐ پہ چھوڑا ہے ہم نے سفینہ
ہمیں کفر و الحاد سے کیا تعلق ہے وحدت ہی وحدت ہمارا خزینہ
محمدؐ پہ، قرآں پہ، ہے اپنا ایماں یہی ہے نجاتِ مکمل کا زینہ
پیمبر کی تقلید لازم ہے گلشنؔ
نہ پالو کبھی دل میں بغض اور کینہ

۲۹۹۔ گوہر دہلوی، دگمبر پرشاد

و: ۱۹/اپریل ۱۹۸۸ء

ہیں دگمبر ہی جو گوہر دہلوی ہیں جو پیشے کی بنا پر جوہری
آغاؔ شاعر جو قزلباش ایک تھے ٹھہرے استاذِ سخن ہی آپ کے
ماہنامہ "شعلہ و شبنم" جو تھا آپ ہی کی وہ ادارت میں چلا

نمونۂ کلام:

کھل گئے چرخ پہ اسرارِ خدا آج کی رات پڑ گئی عرش پہ بنیادِ وفا آج کی رات
کوئی دیکھے تو یہ اندازِ عطا آج کی رات جو بھی دینا تھا وہ خالق نے دیا آج کی رات
ہے فرشتوں میں یہی شور بپا آج کی رات عرش پہ آتے ہیں محبوبِ خدا آج کی رات
کس کے پرتو سے منوّر ہے بساطِ عالم عرش پر کون ہوا جلوہ نما آج کی رات
نورِ عرفاں سے مرا دل بھی ہے روشن گوہرؔ
ظلمتِ کفر میں پھیلی ہے ضیا آج کی رات

۳۰۰۔ گوہؔر کلدیپ نرائن تلّو

پ: ۲۰؍دسمبر ۱۹۲۹ء

ڈالئے کلدیپ پر تِلّو اگر
وہ تھے گوہر ایک شاعر دیدہ ور
تھا اگر لاہور مولد آپ کا
اُن کے تھے استاذ لاہوری فدؔا
آپ ہجرت کرگئے لاہور سے
آکے پھر ہندوستاں میں ہی رہے
محکمہ پی ڈبلو ڈی جو اک ہوا
تھا اُسی میں نوکری کا سلسلہ
افسرِ سیکشن تھے اس میں آپ ہی
تھے منوؔر لکھنوی استاذ بھی
پاتے ہیں ہر صنف میں اُن کا کلام
شاعروں میں اُن کا اعلیٰ ہے مقام
شعری دو مجموعے آئے آپ کے
مقتضائے فن کو رکھا سامنے

نمونۂ کلام:

بَری ہے تلخئ دوراں سے دیوانہ محمدؐ کا
خود اپنی ذات میں ہے مست مستانہ محمدؐ کا
عرب کی سرزمینِ پاک کو یہ فخر حاصل ہے
اسی خطّے کے دامن میں ہے کاشانہ محمدؐ کا
کبھی دیدہ ورو! دشتِ عرب کی سمت بھی دیکھو
ہر اک ذرّے پہ ہے تحریر افسانہ محمدؐ کا
اگرچہ معتقد اُس کے تھے زردار و غنی لیکن
تھا اندازِ رواداری فقیرانہ محمدؐ کا
اثر یہ ہے رسولِ پاک کی تعلیم کا مجھ پر
ہوا ہے دل مرا برسوں سے پروانہ محمدؐ کا
عقیدت کا اثر موجود ہے اس نعت میں گوہؔر
نظر آتا ہے اک اک شعر بیعانہ محمدؐ کا

۳۰۱۔ گویاؔ، گیانی کرتار سنگھ

ایک جو کرتار سنگھ گیانی ہوئے وہ بھی مدّاحِ نبیؐ پاک تھے
نعتیہ قطعات دو ہیں آپ کے داد، پڑھ کے آپ ان کو دیجئے

نمونۂ کلام:

دو عالم کے آقا خوشی چاہتا ہوں خوشی ہی نہیں زندگی چاہتا ہوں
عطا کیجئے مجھ کو نورِ ہدایت اندھیرے میں ہوں روشنی چاہتا ہوں

☆☆

میرے آقا ہیں رحمتِ عالم فرش سے عرش تک قیام ان کا
کوئی دستِ طلب بڑھائے تو کب سے جاری ہے فیضِ عام ان کا

۳۰۲۔ گیا سنگھ

نعت گو اک ہیں گیا سنگھ نام کے اک قطعہ ہے پیش ان کا دیکھئے

نمونۂ کلام:

سرکارِ دو عالم سے نسبت کی یہ حکمت ہے اک ہاتھ میں دنیا ہے اک ہاتھ میں جنت ہے
محرومِ تلاوت ہوں اے رحمتِ عالم میں بس تیرا تصوّر ہی قرآں کی تلاوت ہے

۳۰۳۔ ماتھرؔ لکھنوی، وشنو ناتھ پرشاد

ایک تھے پرشاد وشنو ناتھ جی قلمی ہیں آپ ماتھرؔ لکھنوی
آپ ہی سِدھ ناتھ کے بیٹے ہوئے لکھنؤ جائے ولادت جانئے
فضل نقوی جو ظفر عبّاس تھے آپ ہی استاذ تھے موصوف کے

نمونۂ کلام:

کیسے ممکن ہے کہ دنیا کی نظر دیکھ سکے | دیکھ لے نورِ محمدؐ کو اگر دیکھ سکے
نور کو، حسن کو، جلووں کو، سیہ زلفوں کو | کس طرح چشمِ تصور سے بشر دیکھ سکے
جذبِ دل اتنا بڑھے آپ کے جلووں کی قسم | سبز گنبد کو نظر بھر کے نظر دیکھ سکے
سارے عالم میں نہیں کوئی محمدؐ کے سوا | جا کے معراج میں جو حق کی نظر دیکھ سکے
فخر یہ بھی ہے محمدؐ کی بدولت حاصل | جو مَلَک کو نہ میسر ہو بشر دیکھ سکے

جذبِ دل اتنا تو بڑھ جائے حد الفت میں
جلوۂ نور کو ماتھرؔ کی نظر دیکھ سکے

۳۰۴۔ ماہ، پنڈت وشوا ناتھ

آپ وشوا ناتھ اک پنڈت ہوئے | اور تخلص ماہؔ ان کا جانئے
ایک مسدس آپ کا ہے نعتیہ | جو چھپا بھی ''پیشوا'' دہلی میں تھا
عنواں کہیے ''تذکرۂ'' پر ''جمیل'' | آپ کے حسنِ عقیدت کی دلیل
ماہنامہ نعت ہی میں جو چھپا | وہ سبب ہے ہم سبھوں کے لطف کا

نمونۂ کلام:

اُدھر چین جاپان تو بودھ پھیلے | ادھر دینِ عیسیٰ نے گاڑے تھے جھنڈے
مگر درمیانی علاقے تھے ایسے | تہی دست تھے وہ بیاباں عرب کے

نہ زرخیز تھے وہ نہ ملتا تھا پانی
نہ فاتح مبلغ کسی کو کشش تھی

وہ بادل ہوئے گم، جہاں سے وہ نکلی | مگر دل تھا اور دل میں یادِ خدا تھی
پھری دشت میں وہ بصد بے قراری | ریاضت میں اک عمر اس نے گزاری

پتا پالیا اصلیت کا جب اس نے
گرج کر چمک اٹھی بے باکیوں سے
سکوں مل گیا پر تڑپ تھی وہ قائم　　کہ رکھتے عرب تھے صفاتِ بہائم
ذرا بات پر دشمنی تھی وہ دائم　　بہائم میں مذہب کو کرنا تھا قائم
تھے اوساں بجا، یاد اپنا خدا تھا
عقیدہ وہ لغزش سے نا آشنا تھا
سکھایا پیمبر کئی آچکے ہیں　　بتایا کہ عاشق کئی جاچکے ہیں
ترانے وہ توحید کے گا چکے ہیں　　تجلی میں موسیٰ اسے پا چکے ہیں
پرستارِ حق کافری سے بری ہے
کہاں برقِ سینا کہاں کافری ہے

۳۰۵۔ ماہر بلگرامی، کملا پت سہائے

تھے جو کملا پت سہائے نام کے　　جن کو ماؔہر بلگرامی جانئے
ان کے دل پر جس کا جادو ہے چلا　　کچھ نہیں اسمِ محمدؐ ہی وہ تھا

نمونۂ کلام:

چل گیا اسمِ محمدؐ کا وہ جادو دل میں　　پالیا جس نے ہر اک جذبے پہ قابو دل میں
نامِ احمد کا جو چرچا ہوا ہر سو دل میں　　دردِ دل بیٹھ گیا اٹھ کے دو زانو دل میں
آج اوصافِ نبی اس کو جو کرنا ہے رقم
خود جھکا جاتا ہے تعظیم میں رہ رہ کے قلم
صرف اسلام کا ہی تو نہیں تو پیغمبر　　تیرا احسان ہے ہر قوم پہ ہر ملت پر

بہ خدا تو نے رہِ راست دکھائی اٹھ کر ‏ ‏ تیرا ممنون ہے دنیا کا ہر اک فرد و بشر
کیوں نہ دنیا ہو ثنا خواں تری اے پاک رسول
پاک دل پاک نفس پاک روش پاک رسول

۳۰۶۔ ماہؔر، کیلاش چند ماتھُر

پ: ۱۸/۸ اکتوبر ۱۹۲۸ء

ایک جو کیلاش چندر ماتھُر ہوئے ‏ ‏ شاعری میں ان کو ماہؔر جانئے
ہے مراد آباد مولد آپ کا ‏ ‏ رام چندر ماتھُر ہوئے ان کے پتا
وہ الہ آباد ہی تھا جامعہ ‏ ‏ آپ نے تھا داخلہ جس میں لیا
تھی مراد آباد میں جو نوکری ‏ ‏ وہ بھی ڈسٹرکٹ بورڈ میں ہی تھی ملی
کر گئے پھر ایم اے ایل ایل بی جناب ‏ ‏ شوق کا پورا کیا اپنے نصاب
درس اور تدریس ہی میں آگئے ‏ ‏ کالجوں میں لکچرر بھی وہ رہے
اب ہے دہلی میں اقامت آپ کی ‏ ‏ چل پڑی بھی ہے وکالت آپ کی
چار آئی ہیں کتابیں آپ کی ‏ ‏ کر گئے ہیں ترجمے کا کام بھی

نمونۂ کلام:

کون و مکاں میں ہوتا ہے چرچا رسول کا ‏ ‏ نبیوں میں سر بلند ہے رتبہ رسول کا
اے چشم انتظار نہ ہو اس قدر ملول ‏ ‏ محشر کے روز دیکھنا جلوہ رسول کا
ناحق کے آگے سر نہ جھکانا مجاہدو ‏ ‏ یہ درس دے گیا ہے نواسہ رسول کا
پہچان جب عطا ہوئی لفظ و بیان کی ‏ ‏ پہلے قلم نے نام لکھا تھا رسول کا
جی چاہتا ہے جا کے اسی در سے مانگنا ‏ ‏ ماں کی زباں سے ذکر سنا تھا رسول کا
ماہؔر وہ خوش نصیب ہیں دنیا میں کس قدر
آتا ہے جن کے نام بلاوا رسول کا

۳۰۷۔ مجبورؔ جلالوی، لالہ چھیتر مل

ایک لالہ چھیتر مل بھی ہوئے آپ مجبورِ جلالہ وی ہوئے
نعت زیریں آپ کی جو ہے ملی ہیں وسیلہ نورِ احمد میرٹھی

نمونۂ کلام:

نبی برحق ہو تم اور مالکِ شرعِ مبیں تم ہو رسالت ختم ہے تم پر کہ ختم المرسلیں تم ہو
تمہارے مرتبے سے عیسیٰ و مریم کو کیا مطلب وہ ہیں گردوں نشیں اور مالکِ عرش بریں تم ہو
نہ ہو کیوں کر دماغ اہلِ زمیں کا عرشِ اعظم پر کہ تم فخرِ بنی آدم ہو اور فخرِ زمیں تم ہو
تمہاری شان میں لولاک فرمایا ہے خالق نے تمہارا ہی مکاں کونین ٹھہرا اور مکیں تم ہو
تمہیں مجبورؔ سب دادِ سخن کیوں کر نہ دیں دل سے
کہ دل اور جان سے مدحت سرائے شاہ دیں تم ہو

۳۰۸۔ مجرمؔ وسوہہ، پنڈت ہربنس لال

پنڈتِ ہربنس ہی لال اک جو تھے ان کو ہی مجرم وسوہہ جانئے
ان کی بابت کچھ نہیں معلوم بھی کر گئے ہیں نعت کی وہ شاعری
کیسی اعلیٰ نعت ہیں وہ کہہ گئے شعر ہیں سارے عقیدت سے بھرے

نمونۂ کلام:

نظر آتے نہیں اور لطف یہ دل کے قریں تم ہو جسے پھر بھی زمانہ چاہتا ہے وہ حسیں تم ہو
تصور نے تمہارے معجزے کیا کیا دکھائے ہیں زمیں سے تا فلک تم ہو، فلک سے تا زمیں تم ہو
سمائے ہو تمہیں تو نور بن کے میری نظروں میں مرے لب پر تمہیں تم ہو مرے دل میں تم ہی تم ہو

سیہ کاروں کو کیا دھڑکا، گنہگاروں کو کیا کھٹکا — شفیع المذ نبیں ہو رحمۃا للعالمیں تم ہو
جہاں بھر کے خزانوں میں فقط اللہ ہی اللہ ہے — محمد مصطفیٰ ، گنجِ سعادت کے امیں تم ہو
تمہیں پر ہوگئیں ہیں ختم ساری رحمتیں حق کی
جبھی محرؔم سمجھتا ہے کہ ختم المرسلیں تم ہو

۳۰۹۔محرؔوم، پروفیسر تلوک چند

پ:۱۸۸۷ء — و:۶/جنوری ۱۹۶۶ء

وہ تلوکِ چند ہی محرؔوم تھے — اردو کے جو شاعرِ اعلیٰ ہوئے
کس قدر ہے ان کا پاکیزہ کلام — شیشۂ بلوری کا جیسے ہو جام
کس قدر ہے صاف اور شستہ زباں — فنِ اعلیٰ کا نمونہ ہے زباں
آپ کی تخلیق ہے سحر آفریں — آپ کی نازک خیالی دلنشیں
بہرِ طفلاں بھی ہیں نظمیں آپ کی — گوجراں والا میں پیدائش ہوئی
کچھ دنوں ہیڈ ماسٹر بھی آپ تھے — بعد اس کے وہ پروفیسر ہوئے
کر گئے ہجرت بھی پاکستان سے — اور بھارت ہی میں آ کر وہ رہے
کچھ دنوں تک کی صحافت آپ نے — لکچرر دہلی میں ہی پھر ہوگئے
شعری مجموعے کئی ہیں آ چکے — نعتیں دو بیشک کہی ہیں آپ نے

نیرنگ معانی (مکتبہ جامعہ نئی دہلی) طبع دوم ۱۹۶۴ء میں دو نعتیں ہیں ان میں سے ایک کا موضوع ہے بے زبانوں پر رحم جس میں ایک بڑھیا کے ایک بلی پر ظلم کرنے کے سبب قہر خدا نازل ہونے کا ذکر ہے آنحضرت اس طرح بے زبان جانوروں پر رحم کرنے کی تعلیم دیتے ہیں۔ ''چراغِ راہ'' نامی نظم میں سیرت نبوی کی ایک مثال منظوم کی گئی ہے جس میں آنحضرت ایک یہودی کے جنازے کے لیے اٹھ کر تعظیم کرتے ہیں اور چہرے پر غم کے نشان ظاہر ہو جاتے ہیں۔ صحابہ کرام جب وجہ پوچھتے ہیں تو آنحضرت فرماتے ہیں:

نمونۂ کلام:

یہ فرمایا مجھے معلوم ہے وہ نا مسلماں تھا ‌‌‌ ‌ میسر ہو سکی اس کو نہ توفیقِ خداوندی
مگر اس بات سے انکار ہر گز ہو نہیں سکتا ‌‌‌ ‌ کہ جانِ آفرینِ پاک کی مخلوق تھا وہ بھی
اسی کے رحم کے سائے میں اس نے پرورش پائی ‌‌‌ ‌ اسی کے لطف سے اس نے بسر کی زندگی ساری
ہمارا اور اس کا ایک خالق ایک آقا ہو ‌‌‌ ‌ تو لازم ہے کہ اس سے کیجئے اظہارِ غم خواری
صحابہ محوِ حیرت ہو گئے یہ گفتگو سن کر ‌‌‌ ‌ نہ کیوں کر دلنشیں ہوتا جوابِ پر اثر ایسا
بجالائے خدا کا شکر بے اندازہ یوں کہہ کر ‌‌‌ ‌ زہے قسمت کہ ہم کو مل گیا ہے راہبر ایسا
مبارک پیشوا جس کی ہے شفقت دوست دشمن پر ‌‌‌ ‌ مبارک پیش رو جس کا ہے سینہ صاف کینے سے

انہیں اخلاق کی خوشبو ابھی اطراف عالم میں
شمیم جانفزا لاتی ہے مکے اور مدینے سے

۳۱۰۔ مخلصؔ بدایونی، الن جون

پ: ۱۸۷۹ء ‌‌‌ ‌ و: ۱۹۵۵ء

ایک جو مخلصؔ بدایونی ہوئے ‌‌‌ ‌ جانے جاتے ہیں وہ ایلن جون سے
ان کا مولد بھی بدایوں جانئے ‌‌‌ ‌ اور چچا ان کے مراری لال تھے
یہ تھے شاگردِ بدایونی جلیل ‌‌‌ ‌ تھے علوے علم ہی کی جو دلیل
آپ کی چھوٹی کتابیں ہیں کئی ‌‌‌ ‌ جس میں ہے اک نعت کا گلدستہ بھی

نمونۂ کلام:

کیوں نہیں چلتا دلِ ناداں مدینے کی طرف ‌‌‌ ‌ ہند میں رہ کر گرفتارِ بلا ہو جائے گا

☆☆

دل ہمارا ہند کے گلزار میں لگتا نہیں ‌‌‌ ‌ جب سے آئے ہیں مدینے کا گلستاں دیکھ کر

۳۱۱۔ مخمورؔ جالندھری، گر بخش سنگھ

پ: ۳۰ر جولائی ۱۹۳۹ء

ایک جو گر بخش سنگھ شاعر ہوئے | آپ ہی جالندھری مخمور تھے
سیوہ سنگھ سردار ہے والد کا نام | بارہ مولہ ہے ولادت کا مقام
سوشیالوجی میں ایم اے آپ تھے | ہیلتھ ایجوکشن افسر بھی رہے
وہ صحافی اور تھے ناول نگار | آپ نظم و نثر میں تھے باوقار
دل[۱] کے اور سیماب[۲] کے شاگرد تھے | نظموں کا مجموعہ اک ہے آپ سے

نمونۂ کلام:

پھیلا افق پہ نور رسالت مآب کا | ہیبت سے منہ اترنے لگا آفتاب کا
سیّاحِ عرش، سائرِ کون و مکاں ہے تو | روح الامیں ہے نام ترے ہم رکاب کا
وحدت کا اک مغنّیِ آتش نوا ہے تو | ہر نغمہ کفر سوز ہے تیرے رباب کا
تاروں میں روشنی ہے تو پھولوں میں تازگی | یہ وقت ہے ظہورِ رسالت مآب کا

مخمورؔ کیفِ نورِ رسالت سے مست ہوں
سب جانتے ہیں میں نہیں خوگر شراب کا

۳۱۲۔ مخمورؔ لکھنوی، برج ناتھ پرشاد

پ: یکم اپریل ۱۹۲۴ء

ایک تھے پرشاد برجِ ناتھ بھی | ان کو ہی مخمورؔ کہئے لکھنوی
لکھنؤ جائے ولادت جو ہوئی | آپ کے والد ہوئے سدھ ناتھ ہی
فصلِ نقوی آپ کے استاذ تھے | ایک مجموعہ بھی شعری لائے تھے

۱۔ دلؔ شاہ جہاں پوری ۲۔ سیماب اکبر آبادی

نمونۂ کلام:

یہ ارضِ مدینہ ہے کہ فردوس بریں ہے — جو ذرہ ہے اس شہر کا وہ مہرِ مبیں ہے
کیا اس کا بگاڑیں گے زمانے کے حوادث — جس کی درِ سرکارِ دو عالم پہ جبیں ہے
دیکھے تو کوئی گنبدِ خضریٰ کی تجلی — اک نور ہے جو فرش سے تا عرشِ بریں ہے
ہندو ہوں بہت دور ہوں اسلام سے لیکن — مجھ کو بھی محمدؐ کی شفاعت کا یقیں ہے
جس ذات کی مدحت میں کہی نعت ہے میں نے
مخمورؔ وہی آج مرے دل میں مکیں ہے

۲۱۳۔ مستؔ بریلوی، دیوی پرشاد گوڑ

پ: ۲۶/ اکتوبر ۱۹۱۴ء — و: اگست ۱۹۸۵ء

دیوئ پرشاد ہی جو گوڑ تھے — مستؔ بے شبہ بریلی کے ہوئے
آپ کا مولد بریلی جو ہوا — تو پتا کا نام بابو رام تھا
اور ثاقبؔ جو کشن ہی لال تھے — ان کے استاذِ سخن ہیں جانئے
شعری مجموعہ بھی لائے نعتیہ — جس کا ''گلہائے عقیدت'' نام تھا

نمونۂ کلام:

زبانِ خلق پر ہے ہر نفس چرچا محمدؐ کا — خدا ہی جانتا ہے مرتبہ ہے کیا محمدؐ کا
خدا سے پھر گیا جو پھر گیا ان کی محبت سے — خدا کا ہوگیا جو ہوگیا بندہ محمدؐ کا
یہی منشائے قدرت ہے یہی ایماں ہمارا ہے — خدا کے بعد ہے سب سے بڑا درجہ محمدؐ کا
نظر آیا ہے طوفانِ حوادث دامنِ ساحل — زبان پر نام نامی جس گھڑی آیا محمدؐ کا
جہاں کا جو بھی جلوہ ہے وہ ہے افسانۂ جلوہ
حقیقت در حقیقت مستؔ ہے جلوہ محمدؐ کا

۳۱۴۔ مستؔ کشمیری، دینا ناتھ

پ: ۱۹۱۲ء

مست کشمیری تھے دینا ناتھ ہی کر گئے ہیں خوب ہی وہ شاعری
آپ کا مولد ہوا کشمیر ہی اور حاصل کی وہیں تعلیم بھی
کچھ صحافت سے بھی وابستہ رہے اور سبکدوش اعلیٰ عہدے سے ہوئے
شعری مجموعہ ہے ''فردوسِ خیال'' فکروفن کا جس میں ہے حسن و جمال

نمونۂ کلام:

پردۂ ظلمت سے چمکا ناگہاں اک ماہتاب معرفت کے نور سے دل جس کا رشکِ آفتاب
فضلِ یزداں سے عرب میں آگیا اک انقلاب لاکے پیغامِ بقا پیغمبرِ عرفاں اساس
رہبرِ کامل رہِ حق کے رسولِ حق شناس
ہوگئے دل پاک جوشِ بارشِ الہام سے وحدتِ ملت بڑھی توحید کے پیغام سے
آشنا ہونے لگی خلقت خدا کے نام سے ہوتے ہوتے دل منور خلق کے ہوتے گئے
ریگ زاروں میں عرب کے تخمِ حق بوئے گئے
روشنی ماہِ عرب کی دور تک جانے لگی رفتہ رفتہ اس سے اک دنیا ضیا پانے لگی
مسلکِ اسلام پر خلقت یقیں لانے لگی امتیازِ حق و باطل کا ہوا پیدا شعور
تیرگی دل کی مٹی، باطن میں چمکی شمعِ نور

۳۱۵۔ مسرورؔ، رائے بھکراج

رائے اک بھکراج تھے مسرورؔ ہی جن کے تھے استاذ خیراتِ علی
حیدرِ آباد کے ساکن ہوئے نعتیہ دو شعر ان کا دیکھئے

نمونۂ کلام:

مدینہ میں بلالو مجھ کو بس اے شاہِ دیں جلدی　　بجائے حق پرستی ہند میں اب بت پرستی ہے

☆☆

سدا ابرِ کرم چھایا ہوا مسرور رہتا ہے　　نبی کی قبر پر اللہ کی رحمت برستی ہے

۳۱۶۔ مسیحی الہ آبادی، پادری ای آر

پادری ای آر ان کو جانئے　　جو مسیحی تھے الہ آباد کے
ماہنامہ پیشوا دہلی کا تھا　　اک جمیلِ نمبر آیا تذکرہ
شعر بھی اس تذکرے سے ہے ملا　　ہے جو بے شک شاعر موصوف کا

نمونۂ کلام:

مسیحِ ناصری آئے تمہاری دینے خوشی خبری　　جو روحِ صدق ہے انجیل میں وہ رہنما تم ہو

۳۱۷۔ مشر، پنڈت پربھودیال

ایک تھے پنڈت مشر پربھو دیال　　آپ تھے صنفِ سخن میں باکمال
مانتے ہیں طلحہ رضوی برق بھی　　نعت ہے آواز ان کے قلب کی
فن کا ہے اعلیٰ نمونہ ان کی نعت　　اہلِ دل نے پایا تحفہ ان کی نعت

نمونۂ کلام:

اے ابر کرم، بحر سخا، احمدِ مختار　　دنیا کے عذابوں سے بچا احمدِ مختار
ہو شمسِ ضحیٰ بدرِ دجیٰ احمدِ مختار　　ہے تم سے دو عالم کی ضیا احمدِ مختار

ہے تیرے لئے پردۂ کثرت کی نمائش ہے تو ہی دو عالم کی بنا احمدِ مختار
ہو عرصۂ محشر میں مرا فاش نہ پردہ لے دامنِ رحمت میں چھپا احمدِ مختار
عصیاں کے تلاطم میں پھنسی ہے مری کشتی
لِلّٰہ اِسے پار لگا احمدِ مختار

۳۱۸۔ مضطر ککوڑوی، پنڈت رام کرشن

ایک تھے پنڈت جو رامِ کرشن بھی ہاں وہی مضطر ہوئے ککوڑوی
نعتیہ ان کا نمونہ دیکھئے خوب اظہارِ عقیدت کر گئے

نمونۂ کلام:

مرا ہر غم ہے تم پر آشکارا یا رسول اللہ نگاہِ لطف کا بس اک اشارہ یا رسول اللہ
تمہارے ہی کرم کے آسرے پر جی رہا ہوں میں کہ دل کو ہے تمہارا ہی سہارا یا رسول اللہ
دو عالم میں ہے شہرہ آپ کی بندہ نوازی کا بھرم رکھ لیجئے میرا خدارا یا رسول اللہ
طوافِ روضۂ اقدس میں گم ہے یہ نظر ہر دم کہیں دیکھا نہیں ایسا نظارہ یا رسول اللہ
کسی نے دیکھ کر مضطرؔ کو آقا سے کہا جا کر
پڑا ہے راہ میں اک غم کا مارا یا رسول اللہ

۳۱۹۔ مضطرؔ لکھنوی، کرپا دیال

پ: ۱۱۸۸ھ و: ۱۲۶۴ھ

تھے جو مضطرؔ لکھنوی کرپا دیال شاعری میں ان کو حاصل تھا کمال
بیٹی پرشاد کے فرزند تھے وہ کنور ہی سین سے جانے گئے

تھے چچا اور باپ جو موصوف کے　　لکھنؤ میں دونوں ہی دیوان تھے
فوجداری پر بریلی کی رہے　　بعد میں تحصیل پر مامور تھے
فارسی و اردو سے رشتہ رہا　　دونوں میں سرمایہ ہے بھی آپ کا
مصحفی کے آپ تھے شاگرد بھی　　شاعری بھی معتبر ہے خوب ہی
ہے ''ریاض الشہدا'' جو نام بھی　　آپ کی تصنیف ہے وہ خوب ہی

نمونۂ کلام:

پیغمبرِ آخر زماں شاہنشہِ کون و مکاں　　سالارِ جیشِ مرسلاں، لمعانِ نورِ کردگار
حاضر ہوا روح الامیں پھر عرض خدمت میں کیا　　اے سرگروہِ انبیاء اے عاشقِ پروردگار
جنت ہوئی آراستہ حوریں ہوئیں پیراستہ　　غلماں بخدمت خواستہ خدمت کے ہیں امیدوار
آئیں گے حاضر اجمعین از انبیاء تا مرسلیں　　اے رحمۃ اللعالمیں تم ہو گے سب کے تاجدار

آخر میں پھر اس نے کہا، وعدہ خدا نے ہے کیا
امت تری روزِ جزا ہوئے گی اوّل رُستگار

۳۲۰۔ مضطرؔ لکھیم پوری، بابو رام

پ: ۱۸راگست ۱۹۰۷ء

ایک مضطرؔ تھے لکھیم پور کے　　نام بابو رام ان کا مانئے
اک کنور صاحب بہادر جو ہوئے　　مضطرِ موصوف کے والد وہ تھے
وہ جہان آباد کے مخمورؔ ہی　　تھے سخن میں آپ کے استاذ بھی
ایسی اصنافِ سخن ہیں بھی کئی　　کر گئے ہیں آپ جن میں شاعری

نمونۂ کلام:

الٰہی اب یہی اک آرزو ہے　　مرا سر ہو نبی کا سنگِ در ہو
مرا غم اے صبا کہنا نبی سے　　مدینہ میں اگر تیرا گزر ہو

مسلماں سارے بخشے جا چکے ہیں　　اب اک کافر پہ بھی مولا نظر ہو
وہی دل ہے جہاں میں رشکِ کعبہ
محبت کا نبی کی جس میں گھر ہو

۳۲۱۔ مغموؔم، بابا کرشن گوپال

پ: ۸/دسمبر ۱۹۱۶ء

تھے جو بابا کرشن اک گوپال ہی　　ہے تخلص ان کا ہی مغموم بھی
آپ کا مولد ہوا روہیل، پاکستان کا　　ان کے گھر میں اردو کا ماحول تھا
آپ نے لاہور سے بی اے کیا　　عہدہ حاصل تھا گزیٹیڈ رینک کا
وہ منور[۱] لکھنوی، محروم[۲] ہی　　تھے سخن میں آپ کے استاذ بھی
سات تصنیفات ہیں بھی آپ کی　　با عقیدت لکھ گئے وہ نعت بھی

نمونۂ کلام:

دیکھ کر عرش بریں پر جلوۂ دیدارِ حق　　تو سراپا بن گیا آئینۂ انوار حق
مظہر انوارِ ربانی تجھے کہنا بجا　　پیکرِ آیات قرآنی تجھے کہنا بجا
تجھ کو صدرِ مجلسِ توحید کہنا چاہئے　　معرفت کے نور کا خورشید کہنا چاہئے
جسم خاکی تھا مگر تھی روح نورانی تری　　تھی حریفِ طور سینا جلوہ سامانی تری
کون تھا خیر البشر، خیرا البشر تو ہی تو تھا　　جس کو سب کی تھی خبر وہ باخبر تو ہی تو تھا

اے محبت کے پیمبر رہبرِ دنیا و دیں
تیرے قدموں پہ عقیدت سے جھکاتا ہوں جبیں

---

[۱] بشیشور پرشاد منور لکھنوی　[۲] تلوک چند محروم

۳۲۲۔ مکھّن، راجا مکھّن لال

راجہ مکھّن لال جو مکھّن ہوئے　　حیدر آباد کے ساکن وہ تھے
ایک شاعر آپ ہیں مشہور بھی　　نعتیہ اشعار ہیں بھی خوب ہی
ہیں رباعیات جو خیام کی　　ترجمہ وہ کر گئے منظوم ہی
وہ زبانِ اردو ہو کہ فارسی　　آپ نے دونوں میں کی ہے شاعری
نعت میں پاتے عقیدت کا وفور　　ان کی تخلیقوں میں ہے فنی شعور

نمونۂ کلام:

صبح دم دل نے مجھ کو کر تعلیم　　یوں کہا جاگ (اے) گنہگار ائیم
بسکہ تو نے کیا ہے جرمِ عظیم　　جا پکڑ دامنِ شفیعِ رحیم
عرض کر بندگی بصد تعظیم　　بول اپنا پکار حال سقیم
ہو کرم مجھ پہ یا رسولِ کریم
تا نہ دیکھوں عذاب نارِ جحیم

۳۲۳۔ مُلّا جسٹس آنند نرائن

پ: ۲۴؍ اکتوبر ۱۹۰۱ء

جسٹس آنند نرائن جو ہوئے　　جن کو ہم مُلّا سے بھی ہیں جانتے
ہیں نرائن ہی جگت ان کے پِتا　　لکھنؤ آبائی گھر تھا آپ کا
آپ ایم اے اور ایل ایل بی ہوئے　　کی وکالت اور پھر جج بھی بنے
اک فرنگیٔ محل کے تھے رضا[1]　　درسِ اردو فارسی ان سے لیا
آپ نے لکھی ہیں نعتِ مصطفیٰ　　پر نہیں حاصل نمونہ ہو سکا

---

[1] برکت اللہ رضا فرنگی محلی

۳۲۴۔ منشی مول چند

و:۱۸۳۲ء

اک جنابِ مول چند منشی ہوئے ساکنِ دہلی بھی جن کو جانئے
تھے جو اک شاہِ نصیرِ دہلوی شاہ عالم کے مقرب خاص ہی
وہ سخن میں آپ کے استاذ تھے آپ خود بھی ایک شاعر ہیں بڑے
شاعرِ ایران فردوسی ہوئے شاہنامہ فارسی جو لکھ گئے
اس کا اردو ترجمہ یہ کر گئے کام اس کو اک بڑا ہی جانئے
ترجمہ ''شمسیرِ فانی'' کا کیا کام یہ بھی ایک بیشک ہے بڑا

نمونۂ کلام:

وہ ختمِ رسل، سرورِ نامور فلک جس کے آگے جھکاتا ہے سر
سرِ سرفرازانِ عالی جناب سپہر نبوت کا وہ آفتاب
جہاں جس کے دیں سے ہے روشن تمام مہِ انور اس کا ہے داغی غلام
سرِ سروراں، احمدِ مجتبیٰ
رسولِ خدا، سیدِ انبیاء

۳۲۵۔ منصورؔ نسیمی، گیان چند

پ:۱۹۲۶ء

اک گیانِ چند شاعر جو ہوئے بیٹے ہیں جالندھریؔ قیس کے
آپ کا ہوشیار پور مولد ہوا شعر بھی ہے سہ[1] زبانوں میں کہا
ہاں نسیم ان کا تخلص بھی ہوا مقتضائے فن کا گہرا علم تھا
تھے منیجر آپ پی این بنک کے مستقر لدھیانہ ان کا جانئے

[1] اردو، ہندی، پنجابی

نعت بھی موصوف کی ہے خوب ہی　　پیارے آقا سے عقیدت ہے بڑی

نمونۂ کلام:

طرب زا رخِ پُر ضیائے محمدؐ　　الم سوز زلفِ دو تائے محمدؐ
نوائے محمدؐ نوائے خدا ہے　　سنو گوش دل سے نوائے محمدؐ
محمدؐ کی تقلید ہے فرض سب پر　　رضائے خدا ہے، رضائے محمدؐ
ثنا گر ہو قرآں میں جب خدا خود　　کوئی کر سکے کیا ثنائے محمدؐ

گدائے محمدؐ شہہِ دین و دنیا
شہہِ دین و دنیا گدائے محمدؐ

۳۲۶۔ منظؔر بدایونی، چھوٹے لال گپتا

پ: ۱۰راگست ۱۹۳۶ء

گپتا صاحب ایک چھوٹے لال تھے　　ہاں وہی منظؔر بدایونی ہوئے
آپ گنگا رام کے فرزند تھے　　پیدا تھے انیس سو چھتیس کے
آپ نے جب پاس بی اے کرلیا　　نوکری کا سلسلہ قائم ہوا
محکمہ تعلیم میں کی نوکری　　اور پھر کرتے رہے بھی شاعری
اک بدایوں کے ہی جو شاہین[1] تھے　　اِن کے وہ استاذ بھی تھے مانئے
رونق[2] و صہبائی[3] بھی استاذ تھے　　نعتیہ اشعار ان کے دیکھئے

نمونۂ کلام:

جھکتا ہے جہاں، وقت کی تلوار کے آگے　　اور وقت جھکا ہے مری سرکار کے آگے
خواجہ یہ کرم ہو کہ بجز ربِّ دو عالم　　یہ ہاتھ نہ پھیلے کبھی سنسار کے آگے
اِس در کی غلامی کا شرف جس کو ملا ہے　　وہ پائے گئے وقت کی رفتار کے آگے

---

۱ محمد علی خاں اشرفی شاہین بدایونی　۲ سیوتی پرشاد گپتا صہبائی بدایونی　۳ رونق علی خاں رونق بدایونی

کچھ عرضِ تمنا کی ضرورت نہیں منظرؔ
روشن ہے سبھی کچھ مری سرکار کے آگے

۳۲۷۔ منظر کے۔ مدَنا

پ: ۹/۱ اکتوبر ۱۹۲۰ء

ایک منظرؔ مدَنا کے جو ہوئے — آپ بھی اردو کے ہیں شاعر بڑے
ضلع گلبرگہ ہے مولد آپ کا — ایم بی بی ایس ایف سی جی پی بھی کیا
آپ ڈپٹی ڈائریکٹر بھی ہوئے — اور ڈسٹرکٹ آپ ہی سرجن رہے
چار بھاشا میں کتابیں آئیں بھی — اردو میں ہیں چھ کتابِ شاعری
آپ کی ہندی میں گر ہیں دو کتاب — ایک انگلش ، چھ ہیں کنڑ لاجواب
آپ کو حاصل خطابات ہیں کئی — نعتیہ پر کیف ہے بھی شاعری

نمونۂ کلام:

جہاں میں رویتِ ماہِ عرب جس دن ہوئی ہوگی — زمیں سے عرش تک اک نور کی چادر بچھی ہوگی
خدائے دو جہاں جس پر ہوا شیدا وہی جانے — وہ کیا انداز ہوگا کیا ادائے دلبری ہوگی
تمنا ہے تو اُس کی ہے، مقدر ہے تو اُس کا ہے — نظر جس کی تمہارے نقش پا کو چومتی ہوگی
خدا خود میزباں ٹھہرا حبیب پاک کا اپنے — تو پھر قدرت نے اس کی میہمانی کیا نہ کی ہوگی
خدا اس کا ہے اور ساری خدائی بھی اُسی کی ہے — محمدؐ ہوگئے جس کے پھر اس کو کیا کمی ہوگی

خود اپنی شکل ناظر کو نظر آتی نہیں منظرؔ
نظر پھر کیا جمالِ مصطفیٰ کو دیکھتی ہوگی

۳۲۸۔ منوّر لکھنوی، بشیشور پرشاد

و: ۲۴؍ مئی ۱۹۷۰ء

ان کو پرشادِ بشیشور جانئے — جو منوّر لکھنوی شاعر ہوئے
پانچ پشتوں سے ہی ان کا خانداں — ہے فروغِ اردو کا اک آستاں
تھے اُفق[۱] جو دوارکا پرشاد جی — ان کا تھا اخبار اک منظوم بھی
پھر سوانح بھی گرو گوبند کی — لکھی ہے موصوف نے منظوم ہی
لچھمن پرشاد صدرِ لکھنوی — ہے منوّر کے خسر کا نام بھی
آپ نے گیتا لکھی منظوم ہی — طرفہ یہ کہ وہ نہیں منقوط بھی
اک سخنور آپ تو تھے ہی بڑے — پھر مترجم بھی بہت ہی خوب تھے
نوبتِ رائے نظر استاذ تھے — پانچ مجموعے ہیں شعری آپ کے
کر گئے گیتنجلی[۲] کا ترجمہ — کام یہ بھی ہے بڑا ہی آپ کا
آپ کی تصنیف تو ہیں اور بھی — ایک سے بڑھ کر ہی لگتی دوسری
تھی زباں پر آپ کو قدرت بڑی — ہوتی ان کے کام پر حیرت بڑی
ہے نظر میں آپ کی وسعت بڑی — فن میں اعلیٰ فکر کی جلوہ گری

نمونۂ کلام:

بانیٔ اسلام اے خورشیدِ تابانِ عرب — اے محمد مصطفیٰ جانِ عرب شانِ عرب
ظلِّ اقدس میں پھلا پھولا گلستانِ عرب — جگمگایا نورِ وحدت سے بیابانِ عرب

آپ کے پیغام کی بنیاد تھی الہام پر
اک نئی دنیا بسا ڈالی خدا کے نام پر

اپنی امت کے محافظ، اپنی امت کے کفیل — سینۂ شفاّف کی خاکِ مدینہ ہے دلیل
آپ نے کردی نجاتِ روح کی پیدا سبیل — حشر میں اہلِ صفا کے آپ ہی ہوں گے وکیل

لاکھ کعبے ضو فشاں تھے دیدۂ پرنور میں
روشنی پیدا نہ تھی ایسی چراغِ طور میں

---

۱ دوارکا پرشاد اُفق ۲ گیتانجلی، رابندر ناتھ ٹیگور

آپ پر نازل خدائے پاک نے قرآں کیا　　سرمۂ توحید سے وا دیدۂ عرفاں کیا
آشکارا زندگی کا جوہرِ پنہاں کیا　　پیکرِ اقدس کو رشکِ کعبۂ ایماں کیا
جو نہ سمجھیں آپ کا رتبہ وہ اہلِ دل نہیں
اورکوئی جادۂ تسلیم کی منزل نہیں

وا نہ ہے چشمِ ضمیر اب تک، نہ صاحب دل ہوں میں　　دور ہے کوسوں جو بیداری سے، وہ غافل ہوں میں
ناشناسِ رازِ پنہانِ حق و باطل ہوں میں　　کیسے پھر اسلام کی تفہیم کے قابل ہوں میں
گو مسلماں مَیں نہیں پر قائلِ اسلام ہوں
کیوں کہ مردانِ خدا کا بندۂ بے دام ہوں

۳۲۹۔موجؔ فتح گڑھی۔راجیندر بہادر

پ:۳۰رجولائی۱۹۲۲ء

ایک راجیندرِ بہادر جو ہوئے　　فتح گڑھی موجؔ سے جانے گئے
ایک سکسینہ ہوئے رام[۱] کشور　　موجؔ جن کی آنکھوں کے ٹھہرے سرور
فرّخ آباد جو مولد ہوا　　آپ نے بی اے تو ایل ایل بی کیا
آپ پیشے کی بنا پر تھے وکیل　　اعلیٰ قامت کی کتابیں ہیں دلیل
آٹھ تصنیفات کل تھیں آپ کی　　پا گئے ہیں چھ پہ یہ انعام بھی

نمونۂ کلام:

نور ہی نور ہے تا عرش بریں آج کی رات　　راستہ تکتے ہیں جبریلِ امیں آج کی رات
ہیں وہی پھول وہی روز کے ماہ و انجم　　جانے کیوں لگتی ہے ہر چیز حسیں آج کی رات
دیکھ کر عرش پہ محبوبِ خدا کی آمد　　رُک گئی گردشِ افلاک و زمیں آج کی رات
ایک لمحے میں سفر اور زمیں سے تا عرش　　ایک انسان ہوا سدرہ نشیں آج کی رات
قابلِ فخر ہے یہ رات کہ اک ابنِ بشر　　بن گیا رازِ الٰہی کا امیں آج کی رات

---

۱ رام کشور سکسینہ، موج فتح گڑھی کے والد

موجِ طوفانِ عقیدت کا کرشمہ یہ ہے
کشتیِ دل بھی ہے ساحل کے قریں آج کی رات

۳۳۰۔موہنؔ سکندر آبادی، مدن موہن لال

اک مدن موہن ہی جن کو جانئے وہ سکندر آباد کے موہن ہوئے
نعتیہ اشعار ان کے دیکھئے پھر مقام و مرتبہ طے کیجئے

نمونۂ کلام:

خدا کا ہی وہ شیدا ہے جو ہے شیدا محمدؐ کا کہاں ہے دونوں عالم میں کوئی ہمتا محمدؐ کا
بقا اس کی فنا اس کی، خیال اس کا، جمال اس کا جو ہر عالم میں قائم ہے وہ ہے جلوہ محمدؐ کا
نہ ہوگی حشر کے دن بھی کبھی پرسش گناہوں کی کوئی عاصی جو دل سے نام لے لے گا محمدؐ کا
فقط انسان کیا حور و ملک تعظیم کرتے ہیں تعجب کیا دو عالم میں بجا ڈنکا محمد کا
میری تابِ نظر کیا تاب لاسکتی ہے اے موہنؔ
خدا کے نور سے معمور ہے جلوہ محمدؐ کا

۳۳۱۔مہتاب رائے

شاعر اک مہتاب رائے جو ہوئے ''تحفۂ مہتاب'' ہیں وہ دے گئے
تحفۂ مہتاب ہی جو ملا ہے نمونہ آپ کی وہ نعت کا

نمونۂ کلام:

نبوت جب ہوئی ظاہر تو رتبہ کم ہوا سب کا محمدؐ کا ہوا اب عشق جو پہلے تھا عیسیٰ کا

۳۳۲۔ میکش چندر بھان

ایک شاعر چندر بھان ہیں جو ہوئے　　ان کا میکشؔ تھا تخلص جانئے
آپ تھے باشندہ تھانہ بھون کے　　حیدرِ آباد میں لیکن رہے
پانچ مجموعے ہیں شعری آپ کے　　نعتیہ اشعار ان کے دیکھئے

نمونۂ کلام:

تیرگی شب کی جو تھی ہوگئی بالکل کافور　　صحنِ عالم میں بچھا چاروں طرف نورِ سحر
واہ اے صلِّ علیٰ، صلِّ علیٰ، صلِّ علیٰ　　منطق الطیر میں پڑھتی ہیں یہ چڑیاں از بر

☆☆

انگشت کے اشارے سے دو کر کے یا نبی　　کیا مرتبہ بڑھا دیا بدرِ تمیم کا

۳۳۳۔ مَیَنکؔ اکبرآبادی، کرشن کمار سنگھ

تھے مَیَنکؔ جو اکبرِ آباد کے　　جانئے ان کو کرشنِ سنگھ سے
متھرا ہے جائے ولادت آپ کی　　نقشبندی[1] ان کے تھے استاذ بھی
اردو اور ہندی کے شاعر آپ تھے　　شعری مجموعے کئی ہیں آ چکے
نعتیہ مجموعہ جو ہے آپ کا　　نام بھی ہے ''سمتِ کاشی سے چلا''

نمونۂ کلام:

آپ ہی سے ہے روشن سحر آپ ذرہ کو کر دیں گہر　　شمس کی روشنی آپ سے، آپ کی خاکِ پا ہے قمر
آپ ہیں نورِ ذاتِ خدا، سرورِ انبیاء مصطفیٰ

---

[1] صوفی بسمل نقشبندی

آپ کا جب اشارہ ہوا، پتھروں نے بھی کلمہ پڑھا　　آپ کے سامنے یا نبی سب درختوں نے سجدہ کیا
آپ ہی ہیں حبیبِ خدا، سرورِ انبیاء مصطفیٰ

آپ کو جو ستاتے رہے، ان پر رحمت لٹاتے رہے　　اہلِ مکہ کے ظلم و ستم آپ ہنس کر بھلاتے رہے
آپ نے بخشی سب کی خطا، سرورِ انبیاء مصطفیٰ

۳۳۴۔ ناداںؔ، اندر سروپ

پ: ۲۷؍نومبر ۱۹۲۷ء　　و: ۶؍دسمبر ۱۹۹۹ء

گر 'سروپ' آئے بھی آگے 'اِندر' کے　　آپ ہی ناداںؔ شاعر ہیں ہوئے
دہلی ہے جائے سکونت آپ کی　　اعلیٰ عہدے سے رہی وابستگی
آپ بیشک مرکزی سرکار کے　　ڈپٹی سکریٹری تھے مانئے
شعری دو مجموعے ان کے آئے بھی　　نعت بھی موصوف کی ہے خوب ہی

نمونۂ کلام:

نہ ہم دنیا نہ عقبیٰ مانگتے ہیں　　فقط تیرا سہارا مانگتے ہیں
ہمارے نام لکھ دے سرفرازی　　ترے قدموں کا صدقہ مانگتے ہیں
ہے جن کے سر پہ تیرا دستِ رحمت　　وہ کب سایہ ہُما کا مانگتے ہیں
کرم کر ہم پہ اے شاہِ مدینہ　　اندھیرا ہے، اجالا مانگتے ہیں
ہمیں جانا ہے سوئے کعبۂ دل　　ترا نقشِ کفِ پا مانگتے ہیں
زمانہ تجھ سے جو چاہے سو مانگے
ہم ادراکِ زمانہ مانگتے ہیں

۳۳۵۔ناز مرادآبادی، کرشن کمار

تھے مراد آباد کے جو ناز بھی　　تو ’کرشن‘ پر ’کمار‘ ہیں آپ ہی
ہے نمونہ نعت اک جو آپ کی　　وہ ثنائے مصطفیٰؐ ہے خوب ہی

نمونۂ کلام:

جس کے خاطر یہ دنیا بنی آپ ہیں　　مالکِ دو جہاں اے نبی آپ ہیں
جن کا ایماں ہے قرآں یہ اُن کے لئے　　راہ کوئی بھی ہو روشنی آپ ہیں
اب تو جس سمت اٹھتی ہے میری نظر　　آپ ہی آپ ہیں، آپ ہی آپ ہیں
جس کا جی چاہے دھولے وہ داغِ گنہ　　ایسی رحمت کی بہتی ندی آپ ہیں

آپ کے در سے اٹھ کر میں جاؤں کہاں
جب زمانے کے داتا نبی آپؐ ہیں

۳۳۶۔ناشآد، سرجیت سنگھ

پ:۱۹؍مئی ۱۹۳۸ء

شاعراک سرجیت سنگھ ہیں جو ہوئے　　شاعری میں آپ ہی ناشآد تھے
فتح گڑھ موضع ہے مولد آپ کا　　آپ نے انگریزی میں ایم اے کیا

نمونۂ کلام:

اُسی کی ہیں صبحیں اُسی کی ہیں شامیں　　جو لیتا ہے ہر صبح نامِ محمدؐ
قیامت سے مجھ کو ڈراتا ہے ناصح　　پتہ ہے کہ میں ہوں غلامِ محمدؐ

۳۳۷۔نافذ دہلوی، لالہ چھنّومل

لالہ چھنّو مل تھا جن کا نام بھی — آپ ہی کہلاتے نافذ دہلوی
ایک بے خود[۱] دہلوی ہیں جو ہوئے — آپ ہی موصوف کے استاذ تھے

نمونۂ کلام:

اب حسیں دل میں نہ ان کی یاد اب پہلو میں ہے — آج کل الجھا ہوا دل شاہ کے گیسو میں ہے
دیدۂ تر، خونِ دل شامل یہ کیوں آنسو میں ہیں — جب تشفّی کے لئے یادِ نبی پہلو میں ہے
ہجر احمد میں ہوا ہوں اِس قدر گریہ کُناں — نوح کے طوفان کا عالم ہر اک آنسو میں ہے
کیا مدینے کے چمن سے ہو کے آئی ہے ابھی — کس لئے یہ دلکشی قمری تری کو، کو میں ہے

الفتِ حضرت کا نافذ ایک ادنیٰ ہے یہ وصف
یہ کمالِ نعت گوئی اور پھر ہندو میں ہے

۳۳۸۔نامی سہارنپوری، منشی روپ کشور

پ:۱۸۷۴ء

شاعر ہیں روپِ کشور اک نام کے — وہ سہارنپور کے نامی ہوئے
آپ کے والد ہوئے جو نند لال — جن کے تھے نورِ نظر یہ باکمال
وہ غریب[۲] و ساقی[۳] کے شاگرد تھے — فارسی انگریزی کے ماہر بڑے
ہر غزل کا مطلع ہوتا نعتیہ — یہ عمل ہے اک عقیدت سے بھرا

نمونۂ کلام:

رسولوں میں محمد مصطفےٰ تم سب سے برتر ہو — قسیمِ آبِ کوثر ہو شفیعِ روزِ محشر ہو
گذارے سات دن جو آستانے پر محمدؐ کے — گدا وہ ایک ہی ہفتے میں شاہِ ہفت کشور ہو

---

[۱] وحیدالدین احمد بے خود دہلوی [۲] غریب سہارنپوری [۳] شنکر لال ساقی سکندرآبادی

دلوں میں روشنی پھیلے چراغِ عشقِ احمد کی　　محمدؐ مصطفیٰ کے نور سے معمور گھر گھر ہو
ملیں کھانے کو طیبہ میں کھجوریں باغِ حضرت کی　　دعا یہ ہے مرا نخل تمنا بار آور ہو
نہیں نامیؔ کو کچھ ڈر پُرسشِ روزِ قیامت کا
گنہگاروں کے سرور ہو شفیعِ روزِ محشر ہو

۳۳۹۔ناںکؔ لکھنوی، لالہ نانک چند کھتری

ایک نانک چند کھتری جو ہوئے　　ان کو نانکؔ لکھنوی بھی جانیے
آپ راجہ رام کے بیٹے ہوئے　　پیارے صاحب کے ہی وہ شاگرد تھے
مرثیہ گوئی کے ماہر تھے بڑے　　صاحبِ دیوان شاعر بھی ہوئے

نمونۂ کلام:

کامل ہوا جو عشقِ رسالت مآب میں　　مقبول ہوگیا وہ خدا کی جناب میں

☆☆

نانک لحد میں آکے نکیرین پھر گئے　　نامِ رسولِ پاک جو وردِ زباں ہوا

☆☆

تھی یہی بخشش کی صورت تیری نانک بعدِ مرگ　　صدق دل سے تو جو مدّاحِ شہہِ لولاک تھا

☆☆

۳۴۰۔نحیفؔ دہلوی، جوئیس

پ: ۱۷ر ستمبر ۱۹۲۷ء

جوئیس ہی تھے نحیفؔ دہلوی　　والد اوسیکہ میں تھے بھی پادری

موجؔ زیبائی کے وہ شاگرد تھے　　لائے تھے ''آوازِ دل'' وہ جانئے

نمونۂ کلام:

ہوئی انسانیت کی شمع روشن شان وشوکت سے　　ہراک دل جگمگا اٹھا چراغِ شانِ وحدت سے
فلک پر چاند بھی شرما گیا حسنِ لطافت سے　　منوّر کیوں نہ ہوجائے زمانہ شمعِ الفت سے
یہ ساری دلکشی دنیا میں شاہِ انبیاء کی ہے

جہاں بھر میں ہوا مشہور افسانہ محمدؐ کا　　مبارک ہے جو کہلاتا ہے دیوانہ محمدؐ کا
ملا ہر اُمّتی کو خوب نذرانہ محمدؐ کا　　بڑے ہی ناز سے کہتا ہے مستانہ محمدؐ کا
محبت سارے عالم کو شہہِ روزِ جزا کی ہے

زمیں روشن زماں روشن ہوا سارا جہاں روشن　　فلک پر دیکھئے کیسی ہوئی ہے کہکشاں روشن
تجلّی سے نظر آنے لگے کون و مکاں روشن　　نحیفؔ زار کیسے ہیں زمین و آسماں روشن
مہ و انجم میں دیکھو روشنی صلِّ علیٰ کی ہے

۳۴۱۔نذیرؔ قیصر

پ:۵رجنوری ۱۹۴۵ء

شاعرِ اردو جو اک عیسائی تھے　　ہم نذیرِ قیصر ان کو جانتے
آپ پنجابی کے بھی شاعر ہوئے　　اور ''صدائے حق'' کے ایڈیٹر رہے
تین مجموعے ہیں شعری آپ کے　　اور پھر اک نعتیہ بھی جانئے
ہیں وہ شاعر منفرد اسلوب کے　　جانے جاتے ہیں علامت کے لئے
ربطِ لفظ و معنی کا رکھتے خیال　　آپ ہیں بے شبہ شاعر باکمال

نمونۂ کلام:

پل میں ورائے عرش گئے اور آگئے　　انساں کا ہے مقام کہاں تک بتا گئے
قیصرؔ اب اِس سے بڑھ کے ہو کیا درسِ زندگی　　جینا سکھا گئے، ہمیں مرنا سکھا گئے

آسماں آسماں قدم اُس کے　　　معجزے خاک پر رقم اُس کے
لہر بکھری ہے یم بہ یم اُس کی　　　تارے اترے ہیں خم بہ خم اس کے

۲۴۲۔نسیم، فتح چند

پ:۱۳رجنوری ۱۸۹۴ء　　　و:۲۵مارچ ۱۹۸۳ء

گذرے شاعر فتح چند جو نام کے　　　تھا نسیم ان کا تخلص جانئے
ڈیرہ اسماعیل خاں مولد ہوا　　　کام انہوں نے محرّر کا کیا
ماہنامہ ایک جو 'قندیل' تھا　　　شعر بھی اِن کا اُسی سے ہے لیا

نمونۂ کلام:

غمِ عصیاں ہے نہ مجھ کو نہ الم دوزخ کا　　　میں ہوں مدّاحِ پیمبر مجھے پروا کیا ہے
مجھ کو جب شفقت و رحمت پہ ہو تکیہ اس کی　　　پھر مجھے خوف و پریشانی عقبیٰ کیا ہے

☆☆

شایاں ہے مدح ایک فقط کردگار کی　　　اور مدح ذاتِ سیّدِ عالی وقار کی

۲۴۳۔نسیم دہلوی، لالہ فتح چند

تھے جناب لالہ فتحِ چند بھی　　　تو نسیمِ دہلوی بھی آپ ہی

نمونۂ کلام:

فقط ایک ہی ہم سفر چاہتے ہیں　　　مدینے کی بس رہ گذر چاہتے ہیں
تمہارے ہی در کی یہ عظمت ہے آقا　　　بس اب تیرے در پر بسر چاہتے ہیں
جو مقبول و سرشار زردار کر دے　　　بفضلِ خدا وہ ہنر چاہتے ہیں

دعا کر رہے ہیں نسیم اب خدا سے
دعاؤں میں اپنی اثر چاہتے ہیں

۳۴۴۔نسیم لکھنوی، پنڈت دیاشنکر

پ:۱۸۱۱ء   و:۱۸۴۵ء

مثنوی کے ایک شاعر تھے بڑے   ہم دیا شنکر جنہیں ہیں جانتے
ہاں نسیمِ لکھنوی کہہ لیجئے   گنگا پرشاد آپ کے والد ہوئے
ان کے آتش لکھنوی استاذ تھے   آپ 'گلزارِ نسیم' اک لائے تھے
اردو کی مشہور ہے یہ مثنوی   پہلے ہے مرقوم حمد و نعت ہی

نمونۂ کلام:

ہر شاخ میں ہے شگوفہ کاری   ثمرہ ہے قلم کا حمد باری
کرتا ہے یہ دو زباں سے یکسر   حمدِ حق و مدحتِ پیمبر
پانچ انگلیوں میں یہ حرف زن ہے
یعنی کہ مطیعِ پنجتن ہے

۳۴۵۔نشاط بسوانی، بخت بہادر

پ:۱۹۰۳ء یا ۱۹۰۱ء   و:۱۹۸۳ء

اک ہوئے بختِ بہادر نام کے   آپ بسوانی نشاط ہیں جانئے
آپ کے والد ہوئے سوامی دیال   ان کے ہی فرزند ہیں یہ باکمال
وہ گھرانہ اردو کا تھا دوست ہی   جس میں پیدائش ہوئی موصوف کی
آپ کے ماموں تھے شاعر اک بڑے   ان کے بسوانی[1] جگر استاذ تھے
بندرا[2] پرشاد بھی ککوڑوی   ہاں رہے موصوف کے استاذ ہی

---

[1] حکیم محمد افتخار علی جگر بسوانی [2] بندرا پرشاد شباب ککوڑوی

نمونۂ کلام:

جو پیشِ نظر ہو دیارِ مدینہ میں جی بھر کے لوٹوں بہارِ مدینہ
کلیجہ میں رکھ لوں کہ میں دل میں رکھ لوں مجھے گل سے بہتر ہیں خارِ مدینہ
نشاطِ گنہگار کی آبرو ہے
ترے ہاتھ اے تاجدارِ مدینہ

۳۴۶۔ نشترؔ لکھنوی، اودھے ناتھ

ایک گذرے ناتھ اودھے نام کے لکھنوی نشترؔ جنہیں ہم جانتے
سامنے اک نعت ہے موصوف کی جس میں ہے تاثیر کی شدّت بھری

نمونۂ کلام:

بِنائے کُن فکاں نورِ خدا کی بات کرتے ہیں ادب کے ساتھ ختم الانبیاء کی بات کرتے ہیں
سلامی دیتی ہیں پلکیں نگاہیں جھوم جاتی ہیں خوشی میں جب حبیبِ کبریا کی بات کرتے ہیں
غرض تسنیم و کوثر سے نہ ہم کو کام جنت سے کہ ہم دل سے محمد مصطفیٰ کی بات کرتے ہیں
مٹائیں ظلمتیں جس نے دکھائی راہِ حق جس نے ہم اُس نورِ خدا، اس رہنما کی بات کرتے ہیں
سلام اُس ذاتِ عالی پر درود اس نورِ اقدس پر پڑھو صلِّ علیٰ ہم مصطفیٰ کی بات کرتے ہیں
وہ جس کے نور سے روشن ہیں یہ شام و سحر نشترؔ
اُسی شمس الضحیٰ، بدر الدجیٰ کی بات کرتے ہیں

۳۴۷۔ نشترؔ میرٹھی، سرداری لال

پ ۱۸۹۸ء و: ۲۸/فروری ۱۹۵۲ء

ایک سرداری بھی تھے اور لال بھی ہاں وہی ٹھہرے ہیں نشترؔ میرٹھی
ایک منگل سین چورسیا جو تھے ان کے ہی فرزند یہ نشتر ہوئے
اردو انگریزی کا اچھا علم تھا غیر مطبوعہ بھی اک دیوان تھا
ربطؔ[1] و ندرتؔ[2] آپ کے استاذ تھے جانئے بھی فطری جدّت کے لئے

نمونۂ کلام:

جنابِ محمدؐ شہہِ انبیاء تھے مگر دستگیرِ امیر و گدا تھے
یتیموں کے محسن نگہبان تھے وہ غریبوں پہ سَو دل سے قربان تھے وہ
ہدایت کا دنیا میں پیغام لائے وہ شمع تجلائے اسلام لائے
نہ کی رنج و غم کی شکایت کسی سے نہ رکھی جہاں میں عداوت کسی سے
میسرّ یہ قدرت کسی کو کہاں تھی زبانِ محمدؐ خدا کی زباں تھی
زمانہ میں کس طرح رہتی غلامی کہ تھے آپؐ آزادیوں کے پیامی
ہے ممنونِ احسانِ ذاتِ گرامی عراقی و تُرکی حجازی و شامی
فقط اک نشترؔ ہی کیا مدح خواں ہے
ثنا خواں محمدؐ کا سارا جہاں ہے

۳۴۸۔ نظرؔ، پنڈت ہری کشور شرما

وہ کشورِ شرما جو گذرے ہری ہاں تخلص بھی نظرؔ رکھتے وہی
نعت سے ظاہر عقیدت ہے بڑی تو بڑے پُر کیف ہیں اشعار بھی

---

[1] شریف اللہ ربط میرٹھی [2] شعیب احمد ندرت میرٹھی

نمونۂ کلام:

جی چاہتا ہے کوچۂ انوار میں چلوں　　اپنے رسولِ پاک کی سرکار میں چلوں
تنہائیوں میں سوچتا رہتا ہوں دوستو　　مقدور ہو تو شہرِ پُر انوار میں چلوں
نعلینِ پاک آپ کا پالوں جو اے نظرؔ
سر پہ رکھوں اور سایۂ دیوار میں چلوں

۳۴۹۔ نظرؔ لکھنوی، سیارام سریواستو

گذرے ہیں جو ایک سیا رام ہی　　وہ تھے بے شبہ نظرؔ ہی لکھنوی
اور پتا راجِ بہاری لال تھے　　آپ کو بھی ایک شاعر مانئے
ریلوے میں آپ کی تھی نوکری　　شاعرانہ گھر کا تھا ماحول بھی
تھے قدیرِ لکھنوی استاذ ہی　　اور کتاب آئی ہے زخمہ نام کی

نمونۂ کلام:

لہرا کے گھٹا آئی گل بادہ بہ جام آئے　　کوثر کی فضاؤں سے ساقی کا پیام آئے
اشعار لکھوں ایسے، میں مدحِ محمدؐ میں　　قرطاس پہ خامے کو اندازِ خرام آئے
وہ بت کدۂ آذر بن جائے نہ کیوں کعبہ　　جس دل میں محبت ہو جو دل ترے کام آئے
افلاک کی راہوں سے گزرے ہیں محمدؐ جب　　خاموش فضاؤں سے تاروں کے سلام آئے
دل نذر کروں میں بھی ایمانِ محبت میں　　مجھ کو بھی تمنا ہے جلوہ گہِ بام آئے
دیباچۂ ہستی میں عنواں ہو نظرؔ یہ بھی
اس نعتِ محمدؐ میں میرا کہیں نام آئے

۳۵۰۔ نعیمؔ، روشن لال

ایک روشن لال جو شاعر ہوئے ہے نعیمؔ ان کا تخلص جانئے
ڈیرہ غازی خاں کے ہی ساکن وہ تھے آپ شاعر تھے غزل اور نعت کے
آپ کی نعتیں ہیں اعلیٰ فکر کی جو عقیدت سے سراسر ہیں بھری
آپ ہیں اک نعت گو خوش فکر ہی اور ہے اظہار پر قدرت بڑی

نمونۂ کلام:

لِلّٰہ بلا لیجئے سرکارِ مدینہ مرجائے نہ یہ ہند میں بیمارِ مدینہ
بن جاؤں میں دیوانۂ سرکارِ مدینہ لگ جائے الٰہی مجھے آزارِ مدینہ
اے شیخ تجھی کو رہے فردوس مبارک کافی ہے مجھے گوشۂ گلزارِ مدینہ
حسرت ہے کہ دم نکلے درِ شاہِ عرب پر مدفن ہو تہِ سایۂ دیوارِ مدینہ
چھا جائے مری قبر پہ رحمت کی بدریا دربار شب و روز ہوں انوارِ مدینہ

مرجائے نعیمؔ الفتِ سَروَر میں الٰہی
تنویرِ لحد ہو درِ دربارِ مدینہ

۳۵۱۔ نغزؔ بلگرامی، کرشن سہائے

اک سہائے کرشن بھی شاعر ہوئے جن کو نغزِ بلگرامی جانئے
ایک سہائے منشی گنپت جو تھے بلگرامی کے وہی والد ہوئے
ایک تھا ''گلدستۂ ابرِ سخن'' طرحی نعت پاک ہی کا اک چمن
اس میں شامل نغز کی بھی نعت تھی سامنے قاری کے رکھتا ہوں وہی

نمونۂ کلام:

تصوّر جب سے آیا دل میں میرے نعتِ سرور کا
زباں میری دہن میں ہوگئی اک موجِ کوثر کا
اسی کی شان میں 'لولاک' فرمایا تھا خالق نے
یہ رتبہ کس نبی کا تھا یہ درجہ کس پیمبرؐ کا
نہیں کم معجزہ شق القمر کا چشمِ بینا کو
کریں کیوں مختصر کو طول، لکھ کر حال پتھر کا
عرب رطبُ اللساں، مصری شکر لب، شکرِ احمد میں
ابھی تک روم لوہا مانتا ہے اس کے خنجر کا
یہی نعتِ پیمبر ہوگی اپنی حافظ و ناصر
کریں کس واسطے ہم فکر کھٹکا روزِ محشر کا

۳۵۲۔ نفیس لکھنوی، گوبند سرن نگم

پ: ۱۹۴۴ء

ایک گوبندِ سرن شاعر ہوئے
جو نفیسؔ لکھنوی جانے گئے
آپ کے سنتِ سرن والد ہوئے
لکھنؤ جائے ولادت جانئے
فضلِ نقوی آپ کے استاذ تھے
نعتِ احمد خوب لکھی آپ نے

نمونۂ کلام:

ممتاز ہے کونین میں ایمانِ مدینہ
بھولے گا زمانہ نہ کبھی شانِ مدینہ
کس شخص کو ہوسکتی ہے انکار کی جرأت
ہر گوشۂ عالم پہ ہے احسانِ مدینہ
ظاہر میں زیارت سے بہت دور ہوں لیکن
سینے میں تڑپ جاتے ہیں ارمانِ مدینہ
میں دل میں نفیسؔ اپنے گناہوں پہ ہوں نادم
اب میری طرف دیکھیں گے سلطانِ مدینہ

۳۵۳۔ نورلکھنوی، کرشن بہاری

پ: ۸رنومبر ۱۹۲۵ء

اک بہاری تھے کرشنِ نور ہی ۔۔۔ جانے جاتے ہیں وہ نورِ لکھنوی
فضلِ نقوی کے رہے شاگرد بھی ۔۔۔ اب تو خود استاد ہیں بھی آپ ہی
لائے مجموعہ بھی ''دکھ سکھ'' نام کا ۔۔۔ نعت بھی موصوف کی ہے کیف زا

نمونۂ کلام:

کوئی مذہب تھا نہ ایماں تھا نبی سے پہلے ۔۔۔ بھٹکا بھٹکا سا ہر انساں تھا نبی سے پہلے
کس کو معبود کی قربت کا شرف حاصل تھا ۔۔۔ رازِ حق کس پہ نمایاں تھا نبی سے پہلے
مسئلے سلجھے تو جینے کا سلیقہ آیا ۔۔۔ آدمی کتنا پریشاں تھا نبی سے پہلے
بھر گئیں جھولیاں ایماں کے گہر سے ورنہ ۔۔۔ آدمی خاک بداماں تھا نبی سے پہلے

شمع توحید کی جب تک نہ جلی تھی اے نوؔر
سنتے ہیں کفر ہی ایماں تھا نبی سے پہلے

۳۵۴۔ نیاز مرادآبادی

ہیں نیاز اک جو مراد آباد کے ۔۔۔ نعتیہ وہ ہائیکو ہیں لکھ گئے
نعتیہ ہیئت پہ ان کا اجتہاد ۔۔۔ رکھے گی تاریخِ اردو اس کو یاد

نمونۂ کلام:

ہاں شانِ محمدؐ پر ۔۔۔ جان و دل قرباں
فیضانِ محمدؐ پر

۳۵۵۔ نیرنگ سنبھلی

ایک سنبھل کے ہوئے نیرنگؔ ہی　　لکھ گئے ہیں آپ بھی وصفِ نبی
ہے نمونہ ایک ان کی نعت بھی　　اور ہے بھی وہ طویل البحر ہی

نمونۂ کلام:

مدینے بلائیں گے مجھ کو محمدؐ، عنایت ہے ان کی نظر ہو چلی ہے
بلندی پہ چمکے گا میرا ستارہ کہ اب شامِ غم کی سحر ہو چلی ہے
بھنور میں ہے تارِ نفس کا سفینہ، جبیں پر ہے ٹھنڈا اجل کا پسینہ
خبر لو میری تاجدارِ مدینہ کہ اب زندگی مختصر ہو چلی ہے
بڑھا چل مدینے کی جانب کو اے دل تجھے حق نے بخشے ہیں جذباتِ کامل
ملے گی یقیناً تجھے تیری منزل کہ اب انتہائے سفر ہو چلی ہے
نوازیں گے تجھ کو شہنشاہِ بطحا ملے گا تجھے نعت خوانی کا صدقہ
نہ گھبراؤ نیرنگؔ رکھو بھروسہ نبی کو تمہاری خبر ہو چلی ہے

۳۵۶۔ وجے، وجے پال سنگھ

پال سنگھ کو ہی وجےؔ بھی جانئے　　نعتیہ دو شعر ان کے دیکھئے
دھیرے دھیرے وہ رہِ تشکیک سے　　رفتہ رفتہ ہیں یقیں بھی پا گئے

نمونۂ کلام:

کیا عجب جو آسماں پیدا کیے اُن کے لئے　　تھا کرم اللہ کا ذاتِ شہِ لولاک پر
دھیرے دھیرے ہٹ رہا ہوں جادۂ تشکیک سے　　رفتہ رفتہ آ رہا ہوں منزلِ ادراک پر

۳۵۷۔ وِدّیا کانپوری، وِدّیا سکسینہ

پ: ۲۸؍ اپریل ۱۹۳۴ء

وِدّیا سکسینہ جن کا نام تھا ہاں وہی ہیں کانپوری وِدّیا
فرخ آباد مولد جو ہوا کانپور کو مستقر ٹھہرالیا
تین ہیں مجموعے شعری آپ کے اس قدر ہندی میں بھی ہیں جانئے

نمونۂ کلام:

جہاں میں عیش کی دولت ملے ملے نہ ملے ملے در آپ کا، جنت ملے ملے نہ ملے

۳۵۸۔ وِشنو اکبرآبادی، وشنو کمار ماتھر

پ: ۱۸۸۷ء و: ۱۰؍ دسمبر ۱۹۶۲ء

تھے جو وِشنو اکبرِ آباد کے آپ ہی ماتھر کمارِ وشنو تھے
بیٹے ہیں یہ ماتھرِ چیت لال کے اور بنارس ان کا مولد جانئے
کانسل جو اک گورنر کی ہوئی وشنو کو حاصل تھی اس میں نوکری
آپ تھے شاگردِ نوحِ ناروی غیر مطبوعہ ہیں دو دیوان بھی

نمونۂ کلام:

ہے دل کو مرے شوقِ فراوانِ مدینہ پورا اِسے کر دیجے سلطانِ مدینہ
بس اس کے سوا اور تمنا نہیں کوئی ہو جاؤں نثارِ سرو سامانِ مدینہ
کس واسطے خواہش ہو مجھے باغِ جناں کی آنکھوں میں سمایا ہے گلستانِ مدینہ
پائیں گے وہی روزِ جزا رتبۂ عالی کہتی ہے جنہیں خلق غلامانِ مدینہ

قسمت کی رسائی نے جو پہنچا دیا مجھ کو
ہو جاؤں گا سو جان سے قربانِ مدینہ

۳۵۹۔ وفاؔ دہلوی، لالہ دھرم پال گپتا

پ: جون ۱۹۰۷ء، و: ۱۵/نومبر ۱۹۸۵ء

لالہ گپتا ایک دھرمِ پال تھے
دہلوی ان کو وفاؔ ہم جانتے
پانی پت مولد کہیں جو آپ کا
روز نامہ 'تیج' سے تھا واسطہ
نعت ہے بھی کیف پرور آپ کی
مدحِ محبوبِ خدا ہے خوب ہی

نمونۂ کلام:

چھڑا کے بت کی پرستش سکھائی تھی وحدت
ترے خیال کی ترویج عام ہوجائے
سکھایا اہلِ عرب کو برابری کا سبق
کہ امتیاز کا قصّہ تمام ہوجائے
سیاسیات سے مذہب ملا دیا تو نے
کہ دین و دنیا کا سب انتظام ہوجائے
ترے خیال میں یہ سخت نامناسب تھا
بشر کوئی بھی بشر کا غلام ہوجائے
رفاہِ عام ہی تیرا تھا جب کہ نصب العین
لقب نہ کیوں ترا خیر الانام ہوجائے
وفاؔ جہاں میں وہ عالی مقام ہوتا ہے
عطا جسے مئے عرفاں کا جام ہوجائے

۳۶۰۔ وفاؔ، ڈھبارسوی، بلونت سنگھ

جن کا تھا بلونت ہی سنگھ نام بھی
ہیں وفاؔ، ڈھبارسوئی بھی وہی
شعر ان کے نعتیہ ہیں کیف زا
عشق کا انداز ہے چھایا ہوا

نمونۂ کلام:

جو شیدائے محمدؐ ہے پریشاں ہو نہیں سکتا
بغیر ان کے کبھی بخشش کا ساماں ہو نہیں سکتا
پیمبر ماسوا اِن کے نہ پہونچا عرشِ اعظم تک
خدا کا اس طرح کوئی بھی مہماں ہو نہیں سکتا

وسیعِ قلب ایسے ہیں کہ سب عالَم سما جائیں　　محمدؐ سا کوئی محبوبِ یزداں ہو نہیں سکتا
وفؔا تیری دعاؤں میں اگر شک کا اندھیرا ہے
کسی صورت بھی دل تیرا چراغاں ہو نہیں سکتا

۳۶۱۔ وفا، شنکر لال

پ: ۲۲/جنوری ۱۹۱۱ء

شاعرِ اردو جو شنکر لال تھے　　ہے وفؔا ان کا تخلص جانئے
بیٹے پرشادِ بھوانی کے ہوئے　　آگرہ جائے ولادت جانئے
اکبرِ آباد کے سیماب ہی　　شاعری میں ان کے تھے استاذ بھی
صاحبِ دیوان ہی تھے بھی وفا　　پیش ہے اک شعر ان کی نعت کا

نمونۂ کلام:

ساتھ ہی سر کے جھکا دے دل بھی اپنا اے وفؔا
یہ مدینہ ہے محمدؐ کا کہ دربارِ خدا

۳۶۲۔ وکیلؔ اُجّینی، منشی ہیرا لال بھٹناگر

ایک ہیرا لال بھٹناگر ہوئے　　تھا وکیلؔ ان کا تخلص جانئے
آپ تھے باشندۂ اُجّین ہی　　اور شاگر تھے نبی کے آپ بھی

نمونۂ کلام:

ظلمت کی دل میں حضرت! تاثیر رہ نہ جائے　　ایماں کی مانند ہوکر تصویر رہ نہ جائے

دے دیجئے خدارا خلدِ بریں کا پٹہ　　یا شاہِ دیں یہ میری جاگیر رہ نہ جائے

عشقِ نبی کی رہ ہو بس کامیاب منزل
تھک کر کسی جگہ پر رہ گیر رہ نہ جائے

۳۶۳۔ وہبیؔ، شیو پرشاد

شیو ہی پرشاد جو وہبیؔ ہوئے　　شاعرِ اردو انہیں بھی جانئے
آپ تھے فرزند شوبھا رام کے　　آپ کے ارشد[۱] قلق، استاذ تھے
آپ کا دیوان بھی شائع ہوا　　مطبع میں ہی کام کا تھا سلسلہ
تھے منیجر بھی اودھ اخبار کے　　صاف اور شستہ زباں لکھتے رہے

نمونۂ کلام:

بے خبر ہو دونوں عالم سے سوائے مصطفیٰ　　یا الٰہی دل ہو ایسا مبتلائے مصطفیٰ
حکم موسیٰ کو ہوا معراج میں فاخلع مگر　　تاج فرقِ عرش ہو نعلین پائے مصطفیٰ
بوریائے فقر تختِ سلطنت سے ہے سوا　　بادشاہِ ہفت کِشوَر ہے گدائے مصطفیٰ
شافعِ محشر ملا ہے کس پیمبر کو خطاب　　کون محبوبِ الٰہی ہے سوائے مصطفیٰ
آدمی کیا مدح کر سکتے ہیں کیا جنّ و ملک　　حق تعالیٰ آپ کرتا ہے ثنائے مصطفیٰ
آسماں پر لوگ کہتے ہیں جنہیں شمس و قمر　　زیب ہے کہئے کہ یہ ہیں، نقش پائے مصطفیٰ

ہوتی ہے حسرت یہی کہ دل یہ کیوں میرا ہوا
دیکھتا ہوں جب میں وہبیؔ نقشِ پائے مصطفیٰ

---

[۱] آفتاب الدولہ خواجہ ارشد علی خان بہادر قلق

۳۶۴۔ ہازلؔ لکھنوی، اُما شنکر چترونشی

پ: ۹؍ جنوری ۱۹۰۳ء و: ۲؍ نومبر ۱۹۶۶ء

اک چترونشی اُما شنکر ہوئے جن کو ہازلؔ لکھنوی ہم جانتے
تھے پسر وہ کالکا پرشاد کے لکھنؤ جائے ولادت جانئے
تھے جو اک شاعر صفیؔ لکھنوی شاعری میں ان کے تھے استاذ بھی
ہزل گوئی سے تھا رشتہ آپ کا اس لئے ہازلؔ تخلص رکھ لیا
غیر مطبوعہ ہے دولت اک بڑی آنہیں پائی کتابِ شاعری

نمونۂ کلام:

شاہدِ لا الٰہ کیا کہنا اک خدا کے گواہ کیا کہنا
بحرِ عرفاں جو تھا کبھی بے تھاہ پاگئے اُس کی تھاہ کیا کہنا
آپ کہلائے صادقُ الاقرار قول کے بادشاہ کیا کہنا
ذرّے ذرّے میں نورِ حق دیکھا تیری حق بیں نگاہ کیا کہنا
کوئی تخصیص خاص و عام نہیں سب پہ یکساں نگاہ کیا کہنا
تم نے اعدا کو بھی معاف کیا اے شفاعت پناہ کیا کہنا
نعتِ ، احمد کہی ہے کیا ہازلؔ
شرحِ دل واہ واہ کیا کہنا

۳۶۵۔ ہری کشور شرما

اک کشور شرما جو تھے بھی ہری کر گئے ہیں نعتیہ وہ شاعری
کہہ گئے وہ ہائیکو بھی نعتیہ طرزِ نو سے آپ کا رشتہ رہا

نمونۂ کلام:

کوئی قابلِ غور نہیں شاہ عرب جیسا
واللہ کوئی اور نہیں

۳۶۶۔ ہمت رائے شرما

پ: ۲۳ر نومبر ۱۹۱۹ء

ایک ہمّت رائے جو شرما ہوئے وہ غضب کے آدمی تھے جانئے
ہر زباں، ہر فن میں وہ تھے باکمال بلکہ اپنے آپ میں تھے بے مثال
تھے زبانِ ہشت کے ماہر بھی آپ اک کہانی کار اور شاعر بھی آپ
ماہرِ موسیقی ان کو جانئے تو مصور بھی بڑا اک مانئے
خوب ہی ان کی اداکاری بھی تھی آشنائی فلمی دنیا سے رہی
نشریاتی محکمہ میں بھی رہے ہاں مثال اک آپ ہی اپنی وہ تھے

نمونۂ کلام:

حمد باری کے بعد اے خامہ مئے وحدت کا بھر کے لا اک جام
دل میں رکھتا ہوں ایک جذبۂ پاک ہے مجھے احترامِ پاک کلام
کیا سنیں گے وہ حالِ دل مرا؟ ہے گذارش بطرزِ استفہام
با ادب اے نقیبِ نطقِ زباں لب پہ آتا ہے اب حضور کا نام
اشرف الانبیاء رسول اللہ مظہر ذوالجلال والاِکرام
عامر و تاجدارِ دنیا و دیں ناخدائے سفینۂ اسلام
جن کے دم سے دہور کو ہے ثبات خاکِ پا جن کی رشکِ صد گلفام
جن کے جلووں پہ روز صبح و شام کیوں نہ صدقے ہوں زاہدانِ عظام
سرورِ کائنات شاہِ عرب مہر و مہ سے بلند جن کا مقام

رات دن ہیں طواف میں مشغول — ماہ و انجم و گردشِ ایّام
شاہِ لولاک و مالکِ آفاق — ہیں سلاطین آپ کے خدام
تاج والوں کے آپ ہیں سرتاج — دُرّہ التاجِ فقرا و حکام
معترف ہے فلک شہامت کا — بہر سجدہ جھکا ہے ماہِ تمام
ابر باراں کا دل دھڑکتا ہے — برقِ خاطف ہے لرزہ بر اندام
لُجّہ فیضِ عمیم ذاتِ جناب — کیوں نہ ہوں فیضیاب عام عوام
میں بھی آخر خدا کا بندہ ہوں — اور بندوں کی بندگی ہے کام
میرے مولا، میرے خداوندا — تیرے محبوب کا ہوں میں بھی غلام
''میں گنہگار کافر و بے دیں'' — مجھ پہ نظرِ کرم رہے مادام
رازِ دل صرف مدعائے عبد — خود سمجھ لیں گے آپ ہیں فہّام
بخش دیجئے خطائیں اے حضرت — آپ آقا ہیں، میں حقیر غلام
سارے عالم کو روشنی بخشی — نورِ رب پہ سلام اور سلام

اہل اسلام کو مبارک ہو
عیدِ میلادِ بانی اسلام

۳۶۷۔ ہمدم حیدرآبادی، رائے گلاب چند

'آپ ہی رائے گلابِ چند تھے — حیدرِ آبادی اک ہمدم جو تھے
صاحبِ دیوان شاعر وہ ہوئے — یہ نمونہ ہے اسی دیوان سے

نمونۂ کلام:

جلوہ کیا دیکھیں سراپا اُس کے حسنِ پاک کا — یاں تصور باصرہ ہے دیدۂ ادراک کا
فرش سے تا عرش جا پہونچا شبِ معراج واں — بار جس جا عقلِ کُل کو بھی نہ تھا ادراک کا

خاکیوں میں ہوں کچھ اس میں، میں نہیں کہتا مگر فخر رکھتا ہے ملائک پر یہ پُتلا خاک کا

آفتابِ حشر سے کیا خوف ان کو جو یہاں
ظلِّ طوبیٰ چاہتے ہیں سر پہ سایہ خاک کا

۳۶۸۔ ہمدم اکبر آبادی، گوری پرشاد

ایک شاعر گوریؔ پرشاد تھے تھے جو ہمدؔم اکبرِ آباد کے
ہے مرصّع نعت ان کی سامنے کیسے کیسے گل عقیدت کے کھلے

نمونۂ کلام:

شوقِ پابوس لئے چل تو مدینے مجھ کو زہے قسمت کے بلایا ہے نبی نے مجھ کو
واپسیں دم ہے مجھے ذکر نبی کرنے دو دوستو موت کے آتے ہیں پسینے مجھ کو
چشمِ مشتاق لگی در پہ تو کان آہٹ پر ان کے آنے کی خبر دی جو کسی نے مجھ کو
عرض کیا حال کروں ہوش نہیں اپنا بجا جلوہ بے پردہ دکھایا ہے کسی نے مجھ کو

کیوں نہ ہو فخر یہ توقیر ہے کم کیا ہمدؔم
بخش دی نعت کی جاگیر نبی نے مجھ کو

۳۶۹۔ ہمدؔم، بی ڈی کالیہ

ایک بی۔ڈی۔ کالیہ ہمدؔم ہوئے شاعری اردو میں کی ہے آپ نے
مصطفیٰ کی رہ بری کے آپ قائل ہوگئے ان کے الطاف و کرم کے وہ بھی سائل ہوگئے
نعتیہ ہے جو نمونہ آپ کا اس سے ظاہر ہوتا ان کا مرتبہ

نمونۂ کلام:

یاد آتی ہے محمدؐ ہم کو تیری رہبری
کیا مسیحائی تری وہ کیا تری چارہ گری

تیری سرداری کے آگے سر کوئی اٹھتا نہیں
شہنشاہوں کو جھکا دیتی ہے تیری عاجزی

اُس کو جینے کی ادا مرنے کا ڈھب بھی آ گیا
جو رسولوں کو ہے سمجھا رہنمائے زندگی

ہوش میں رہ کر کوئی سمجھا نہیں اس کو یہاں
راز یہ بتلا گئی ہم کو تو بس دیوانگی

تو نے جو رازِ نہاں کھولا یہ تیرا ہے کمال
کیا تھی وہ پردہ دری اور کیا تیری جادوگری

جامِ وحدت پی لیا جس نے بھی تیرے ہاتھ سے
رشک کے قابل ہے ہمدؔم اس بشر کی تشنگی

۳۷۰۔ ہنؔر، پورن سنگھ

پ: ۱۸ر دسمبر ۱۹۰۴ء

پورن سنگھ ہیں، متخلّص بہ ہنر
شاعرِ اردو ہیں وہ اک دیدہ ور

اک حکیمِ رام جے سنگھ جو ہوئے
اُن کو والد پورن سنگھ کا جانئے

آپ کا مولد ہوا لاہور ہی
جامعہ پنجاب سے تعلیم لی

ہیں ادیبِ عالم اور فاضل ادیب
آئے امرتسر مہاجر خوش نصیب

پندرہ برسوں تک ادارت بھی ہے کی
پھر رہی تدریس سے وابستگی

تاجور[1] اک تھے نجیب آباد کے
شاعری میں آپ کے استاد تھے

چار مجموعے ہیں شعری آپ کے
ایک ہیں افسانوی بھی، جانئے

پائے اعزازات بھی موصوف نے
خوب انعامات بھی ان کو ملے

نمونۂ کلام:

ہر پھول میں ہے نکہتِ سرشارِ محمدؐ
اللہ رے جاں بخشی گلزارِ محمدؐ

اے صلِّ علیٰ گرمیِ بازارِ محمدؐ
ہر کوئی ہے دنیا میں خریدارِ محمدؐ

[1] احسان اللہ تاجور نجیب آبادی

اب دولتِ کونین کی پروا نہیں مجھ کو — حاصل ہے مجھے دولتِ دیدارِ محمدؐ
مہر و مہ و انجم ہیں ضیا بار اسی سے — اے صلِّ علیٰ تابشِ رخسارِ محمدؐ
سو عیب سہی مجھ میں مگر یہ تو ہنر ہے
سو جاں سے ہنرؔ میں ہوں خریدارِ محمدؐ

۱۷۳۔ یارؔ پیلی بھیتی، گرجا شنکر

پ: ۱۹۱۴
گرجا شنکر ایک جو شاعر ہوئے — یارؔ پیلی بھیتی ان کو جانئے
وہ کنہی لال کے فرزند تھے — ان کا پیلی بھیت مولد مانئے
نوکری بھی کی مونسپل بورڈ کی — یہ تھے احمد[۱] بخش کے شاگرد بھی
ہیں وہ استاذوں میں پیلی بھیت کے — نعت کا ان کی، نمونہ دیکھئے

نمونۂ کلام:

کانپ اٹھے عاصی صفِ محشر کا نقشا دیکھ کر — منفعل ہیں نامۂ اعمال اپنا دیکھ کر
آئینہ حیران تھا روئے مصفاً دیکھ کر — حسن ششدر رہ گیا رخ آئینہ کا دیکھ کر
مرحبا میری جبینِ شوق کو ذوقِ سجود — بے محابہ جھک گئی نقشِ کفِ پا دیکھ کر
دوش پر موجیں لئے پھرتی ہیں کشتی کو میری — غرقِ طوفاں کر نہ دیں یہ بے سہارا دیکھ کر
شانِ محبوبی کہ دل کی یارؔ کلیاں کھل گئیں
لامکاں میں شاہد و مشہود یکجا دیکھ کر

---

[۱] مولانا احمد بخش جمالی

۳۷۲۔ یکتا ہسوی، منشی نند کشور

ایک شاعر یکتا ہسوی بھی ہوئے — نام ان کا نند کشور ہے جانئے
قصبہ ہسوا، آپ کا مولد ہوا — ہے جو حصہ، ضلع فتحپور کا

نمونۂ کلام:

لگادو پار کشتی کو ہماری یا رسول اللہ — مصیبت میں کرو یاری ہماری یا رسول اللہ
ہے کالی رات اندھیاری، بھنور اٹھتی بڑی بھاری — تمہاری آس ہتکاری ہماری یا رسول اللہ
کروں میں دھیان اب کس کا نہیں ہے آپ سم دوجا — شفاعت ہے بڑی بھاری تمہاری یا رسول اللہ
نہیں کوئی ہوا اپنا جگت ہے رین کا سپنا — تمہارے نام کو جپنا ہے جاری یا رسول اللہ
ہے جیسے نوح کو تارا خلیل اللہ نستارا — لگادو ہمکو بھی پارا، ہے یاری یا رسول اللہ

دوؤں کر جور کر بنتی تمہاری اب کرے یکتا
میں جاؤں دل سے بلہاری تمہاری یا رسول اللہ

☆☆☆